فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم

دفع الوقوع عن القول الصحیح الموثوق فی نکاح الفاروق

اوس رسالہ کے جواب مین لکھا گیا ہی جو [illegible] میر برکات حسن صاحب
سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ نے دربارہ عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام لکھکر چھپوایا
درشت کلامی دروغگوئی اتنی کوٹ کوٹکر بھری تھی کہ جواب لکھتے وقت
قلم روکنا صرف میرا ہی کام تھا مین نے اونکی سخت کلامیونکی جواب مین صحیح صحیح واقعات
کو درج کیا ہی۔ خود کسی بدزبانی کا مرتکب نہین ہوا۔ مین یہان دو بزرگون کا نہایت
شکر گذار ہون ایک فخر الحکما محسن الشیعہ جناب مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ
دامت برکاتہ۔ کا کہ اس رسالہ کی تصحیح و اصلاح مین کمال درجہ کی ہمدردی فرمائی ہی۔
دوسرے منبع محاسن و مفاخر جناب سید محمد باقر صاحب سب رجسٹرار دمدارجہ کا
جنکی بلند ہمتی و دریا دلی نے یہ رسالہ چھپوایا۔ خدا کرے مومنین جلد اسکو خرید فرمائین
کہ اسی سرمایہ سے بقیہ مجلدات ہفتگانہ ذو الفقار حیدری طبع ہو والسلام علیکم اجمعین

مولف ناچیز

سید غلام حسن عفا عنہ بلگرامی حال مقیم آرہ

در مطبع احمدی مغلپورہ پٹنہ طبع شد
١٣١٥

...اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

... سلمہ اللہ - مین بہت خوش ہو کہ میرے خالص د...

جناب ... رسالہ موسوم بہ دفع الوثوق عن القول المو...

فی نکاح ا... حسن صاحب نے نہایت خوبی سے تحریر کیا

انکے توفیقات ک... طہار مین داخل کرے - اس رسالہ مفی...

باخذ میرا رسالہ لکنز ... ور جلد ہفتم ذوالفقار حیدر کے مسود...

جو خاص اسی بحث مین نہ... اوسکے چھپنے کا سامان ا...

الا ان یشاء اللہ - مین نے نہا... تی مضامین کے اس رس...

ہونیکی اجازت دی تاکہ مومنین مستفید ہو ... احصہ اون مطالب کو عل...

نہ آسکا اگر عیب ہے تو اسقدر کہ یہ رس... مین پورے

اور اطمینان سے اجازت دیتا ہون کہ مومنین ... بھی اعتق...

جیسا میری تالیفات پر کرتے ہین کیونکہ مین نے ...

اصل کتاب سے مقابلہ کیا ہے والسلام

حررہ العبد الم...

علی اظہر بن مولانا السید حسن ع...

۱۶ شوال ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

معروضہ بندہ سید غلام حسنین بن سید رضا صاحب مرحوم بلگرامی اروی بخدمت
ملا اہل اسلام عموماً اور خال المومنین معظم میر برکات حسین مارہروی وفقہ اللہ بالخیر
صوصاً جنکا سارہی چار جز کا رسالہ **قول موثوق** آج میری پیش نظر ہی جو صفحہ ۴۸ پر ختم ہے
شکر خدا کہ ماموں صاحب نے گنڈہ تعویذ عرس صوفیان کرام سے فرصت پائی
الکو علم کلام کیطرف متوجہ ہوئے ہیں جس سے امید ہے کہ کچھ حق اونپر ظاہر ہوگا بشرطیکہ
طالعہ کتب کیطرف مائل ہوں خلافت کی گدی تو شاہان دہلی سے مدتوں سے
حاصل تہی اب آپنے مولانا یا شیخ الاسلام یا فخر الاسلام کے خطاب کی فکر کی ہے جو
عنقریب حاصل ہوگی کیونکہ مولوی جہانگیر خان نے تو اسی چار جز پر عمدۃ المتکلمین
بدۃ المناظرین کا لقب دے دیا اب معلم الملکوت کا لقب باقی ہے۔
انہ کی نیرنگی تہی ہی بزرگونکی توجہ نے مجہہ سے نادان کو صاحب تصنیف بنا دیا جہاں بڑے بڑے
علما تہراتے وہاں مجہہ سا جاہل مصنف بنتا ہے ؎ این چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم ٭ متقدمین علما کا یہ مقولہ تہا من صنف استہدف جسنے
تصنیف کیا وہ نشانہ تیر اعتراض بنا مگر اب تو یہ وقت ہے کہ عبارت لکہنی بہی نہ آئے
علا کو بہی نہ جانتا ہو کیا بلا ہے مگر دو چار ورق ادہر ادہر سے لکہدینے پر علامہ وقت

کہلانے لگتا ہے کاغذ سستا چھپائی سستی کہین تو مفت بلکہ اہل مطبع کچھہ پہر تا دین پہر لکھنے تصنیف کرنے مین کیا روک ہے:

بہر حال مولوی صاحب کا مین شکریہ ادا کرتا ہون کہ اونکی بزرگی نے مجھے بھی یہ عزت بخشی ورنہ مین کیا اور تصنیف و تالیف کیا۔ مجھہ مین اور ممدوح مین اسقدر فرق ضرور ہے کہ اونکی تحریر کا مدار اوس کتاب پر ہے جسکی مکرر سہ کرر جہان مین ہو چکی چند دفعہ رد اوسکی کی گئی جو تمام ہندوستان مین شائع بھی ہوئین دیکھو رمی الجمرات کی تین جلدین جواب مین آیات بینات کے جو مکرر طبع ہوئی اور دیگر رسائل جنمین آیات بینات کی رد کی گئی ہے اور میری تحریر کا مواد وہ لاجواب کتابین ہین جنکا سکہ ذوالفقار حیدری کی طرح تمام عالم پر جما ہوا ہے کہ قیامت تک اوسکا جواب نہین ہو سکتا۔ اگر مجھے ممدوح کے طبیعت کا اندازہ معلوم ہوتا تو ازراہ خیر خواہی صرف کتاب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ممدوح کے پاس بہجدیتا جسسے سب عقدے حل ہو جاتین اور کسیکو زحمت اوٹھانے کی حاجت نہو۔ بلکہ یہ بھی ممکن تھا کہ مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری بہجدیتا جسکا حجم ۸۰ جز ہے اور فریقین کے تمامی روایات کا مجموعہ ہے مع جواب خصوصاً آیات بینات کے اس بحث عقد کا مفصل و لاجواب جواب ہے جسکو جابجا سے ہڑپی لیلی تو ذکر مولوی صاحب نے اپنا سفینہ بنایا ہے اور اوسپر نہایت فخر و مباہات فرماتے ہین مگر مجھے یقین کامل ہے کہ اسپر بھی ہم قائل نہونگے اور در حقیقت اب ہو بھی نہین سکتے کیونکہ کتاب چھپ گئی اور مشتہر بھی ہو چکی تو اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ مین اوسکے اصلاح کی فکر کرون اور اغیار کی خردہ گیری سے انکو بچاؤن جیسا کہ عبداللہ بن ابی سلول نے اپنے باپ کے بارہ مین عرض کیا کہ یا حضرت اگر اوسکا قتل ہی منتحم ہے جو منافق ہے تو مجھے حکم ہو یہ خدمت انجام دون مبادا دوسرا کوئی مرتکب ہو اور مجھے خدانخواستہ انتقامی جوش پیدا ہو تو ایک مسلم کا قاتل بعوض منافق ٹھہرونگا۔

دوسرے قوم مین مسلمانونکی جو امتی کہلاتی ہین اونکا لکھنا تو ایسا جا نگزا نہ تھا کیونکہ وہ اپنے ہمجنس مین ملتی ہین اور اپنی عیب پوشی کے لئے کوسی قسم کے حیلے بہانے بنا لیتے ہین

اور اونکے مقابل مین ہر عالی خاندان شریف کو ذلیل بناتی مگر سید زادہ ہوکر جنمین
سید المرسلین کا خون ملا ہو اگر ایسے امر عظیم کا مرتکب ہو کہ اپنے ابا و اجداد کی تفضیح
کرے تو سخت جائے حیرت ہے تفضیح بھی کیسی جس سے بڑھکر شاید کوئی دشنام صریح نہو
حضرت زید شہید جو راقم اور مخاطب کے جد اعلی تھے رضوان اللہ علیہ اونکا ایک تاریخی
واقعہ یہان یاد آگیا جسکو بیساختہ لکھے دیتا ہون۔
حضرت زید شہید اور سادات حسنی مین محال وقف کے متعلق کچھ تکرار تھی جسکا
مقدمہ خالد بن یوسف حاکم مدینہ کے سامنے پیش ہوا دونو بزرگوارون مین کچھ
سخت کلامی ہوئی جسپر مقدمہ ملتوی کیا گیا کہ کل پھر مجمع ہو اور فیصل کیا جائے
تمام مدینہ مین یہی غلغلہ تھا کہ آج زید اور سید حسنی مین یہ گفتگوئین ہوئین دوسرے
روز جب حسنی سید نے اپنے ثبوت پیش کرنے شروع کئے تو حضرت زید نے فرمایا مین کل
نزاعون سے باز آیا بعدہ حاکم کیطرف مخاطب ہوئے کہ تو فرزندان رسول کو گالی گفتہ
کے لئے جمع کرتا ہے حالانکہ ابوبکر و عمر نے بھی کبھی الیسانہ کیا تھا۔ حاکم کی حمایت مین
ایک شخص قبیلہ انصار سے اوٹھہ کھڑا ہوا اور حضرت علیؑ و امام حسینؑ کو دشنام دیکر
زید سے کہا تم حاکم وقت کا ادب نہین کرتے زید نے کہا ہم ایسونسے بات نہین کرتے
اوس انصاری نے کہا کیون؟ ہم تمسے بہتر ہین اور میرے ماں باپ تمہارے ماں باپ
سے افضل ہین۔ حضرت زید نے ہنسکر جواب دیا اے گروہ قریش دین اسلام تو برباد ہو
ہو چکا اب حسب نسب بھی برباد ہوتا ہے حالانکہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ اگر دین کسیکا
جاتا ہے تو حسب اوسکا باقی رہتا ہے تاریخ اضمحلال اسلام منقول از تاریخ کامل علامہ
ابن اثیر صفحہ ۸۴ جلد ۶ غرض یہ ہے کہ اولاً اس سید زادہ کا سنی ہونا ہی موجب صد حیرت
ہے کیونکہ شیخ عبد الوہاب شعرانی اپنے عہود محمدیہ مین فرماتے ہین من النوادر شریف
سنی ای یقدم الشیخین علی جد ہ صفحہ ۹۸ یعنی نوادرات سے ہے کہ کوئی سید
سنی ہو جو مقدم رکھے شیخین کو اپنے جد پر لیس یا حضرت مخاطب نوادر و عجائب سے
ہین جو اس سید کے سالک ہوئے یا دوسرا کوئی امر ہے ثانیاً اگر کسی ہنسے

ازراہ اغوائی شیطانی بجائے اپنے ایسے اباء کرام واجداد عظام کے جنپر ایمان لانا بہ اتفاق فریقین جزء اعظم اسلام ہے۔ اون لوگونکو تفضیل دی جنکے لئے شارع نے کوئی حق نہین مقرر کیا یا وکبسا حق مقرر کیا جیسا احادناس کو عطا کیا۔ تو اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ اونکی خاطر اولاد رسول کی تفضیح وتذلیل وتوہین بھی کیجائی۔ کیا حسن عقیدت وارادت کو یہ بھی لازم ہے کہ اوسکے لئے دین وایمان بھی مٹادیا جائے؟ کیا کوئی سنی کہہ سکتا ہے کہ نکاح فاروق باام کلثوم کا اقرار کرنا اور اعتقاد رکھنا اصول دین مین داخل ہے جسکے بغیر آدمی سنی نہین ہوسکتا؟ ہرگز نہین۔ پھر ایسے لاحاصل مسئلہ مین اپنی اوقات ضائع کرنا کیون؟

اگر نسب نامہ خلیفہ دوم پر ہر طرح پردہ ڈالکر صرف اسی مضمون پر خیال کیا جائے کہ جناب سیدہؑ کی خواستگاری انہون نے رسول مقبولؐ سے کی تھی۔ مگر حضرت نے باآنہمہ محبت وشفقت وعنایت جسکو اہلسنت یک جان دو قالب قرار دیتے ہین۔ نامنظور کیا اور ملال ظاہر کیا اور باوصف فقر وفاقہ وافلاس جناب امیرؑ سے بیاہا جنکو بقول اہلسنت کوئی فضیلت بمقابلہ شیخین نہ تھی۔

تو صرف اسی ایک امر پر غور کرنے سے جو بہت بدیہی ہے معمولی عقل والا بھی آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص سے جناب علی مرتضیٰ فاطمہؑ زہراؑ کی بیٹی کا بیاہنا کب منظور کرینگے وہ بھی اوس وقت کہ لڑکی چار برس کی ہے اور خواستگار پینسٹھ برس کا بڈھا نانا کا سسر جسکو اب یہ شرف ضرور ملا ہے کہ خلافت رسول کا کسیطرح سے ہو کسی معنی سے ہو مالک ہے۔ کوئی مسلمان طمع کا تو خیال نہ کریگا الا یہ کہ جبر وتشدد پر خیال دوڑائے جو کل روایات عقد مرویہ اہلسنت مین موجود ہے جبر بھی ایسا جبر کہ معمولی رعایا پر بھی خلیفہ ایسا جبر نہ کرین چنانچہ خلیفہ دوم نے ام ابان بنت ربیعہ سے بھی درخواست عقد کیا اوسنے نامنظور کیا خلیفہ کچھ نہ کر سکے ام کلثوم بنت ابوبکر نے جو ایک بے والی ووارث لڑکی تھی انکار کردیا خلیفہ کچھ نہ کرسکے مگر جناب امیر کو یہ لوگ ایسا مجبور ٹھہراتے ہین کہ حضرت سے کچھ نہ بن پڑی ناچار

انکار عورات از عقد خلیفہ دوم

ہوکر قبول کرنا پڑا اور عقد کر دیا حالانکہ سارا خاندان بنی ہاشم از عباس و عقیل و حسنینؑ
اس عقد سے مانع اور مزاحم تھے یہ سب باتیں صاف صاف طور پر اہلسنت کی روائتوں میں
موجود ہیں مگر کسی شیعہ نے اگر انہیں روایات کو ظلم و ستم خلیفہ میں پیش کیا تو پھر اہلسنت
کو کہاں تاب اٹھنے لگی جھگڑنے لگے دماغ چاٹنے پر تل گئے عدالت فوجداری کی نوبت آئی۔
بہر کیف ہمکو بلکہ ہر مسلمان کو اس واقعہ پر بنظر تحقیق غور کرنا چاہیئے کہ اصلیت اسکی
کیا ہے کسی طرح ہو عقد ہوا یا نہیں۔ کیونکہ اس مضمون کا ایک پہلو مستلزم کفر صریح قایل
ہے جس سے احتراز ضروری ہے اسلیئے کہ اگر درحقیقت عقد نہیں ہوا ہے تو قایل عقد
نے صریح تہمت کی بضعہ رسول پر تو یہ گالی رسول اللہ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہراؑ تک
پہونچی اور ان حضرات کو گالی دینے والا بالاتفاق فریقین کافر ہے۔ بخلاف اسکے اگر وقوع
عقد ثابت ہو جائے تو اسکے اظہار یا اعلان یا اقرار کرنیوالے کو کسیطرح کا ثواب
نہ حاصل ہوگا نہ کوئی اسکا حکم ہے پھر ایسا امر جسکا ایک پہلو یقینی کفر ہو دوسرا پہلو امر بے سود بلا
تحقیق زبان پر لانا یا اوسپر اصرار کرنا حماقت نہیں تو کیا ہے بشرطیکہ لاعلمی و سادہ
لوحی سے ہو ورنہ سراسر ضلال مبین ہے۔ وہ زمانہ گیا کہ پیر صاحب نے رات کو دن کہا
اور مان لیا گانجی کا دم لگاتے ہیں اور نماز کو کہتے ہیں ہم خانہ کعبہ میں جاکر ادا کرتے ہیں
صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر تو اب کسی سنی کو پورا اعتقاد ہی نہیں اور کتابوں کی روائتوں پر
کیا اعتماد ہوگا۔ اب تو ہر واقعہ کی چھان بین ہوتی ہے جڑ شاخ ڈھونڈی
جاتی ہے کیونکر ہوا کب ہوا کسکے سامنے ہوا کیوں ہوا اسیطرح صدہا بال کی کھال نکالی
جاتی ہے ذرہ برابر بھی سلسلہ واقعات کا بگڑا کہ ساری محنت رائگان کر دی جاتی
ہے۔ چہ جائیکہ ایسی مہمل روائتوں پر اعتقاد لایا جائے جو ایک منٹ بلکہ ایک سکنڈ
بھی تحقیق کی جنتری میں نہ ٹھہر سکے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا انشاء اللہ۔
اگر مذہب اہلسنت میں کچھ دم باقی ہے تو صرف اسیقدر کہ بزرگوں کی تعلیم کے مطابق
شیعہ مذہب کی کتابیں نہیں دیکھتے نہ تواریخ دیکھتے ہیں نہ حدیث۔ قطعی ممانعت
ہے کہ ان کتابوں کو ہاتھ نہ لگانا اگر یہ بندش نہ ہوتی تو آج نصف سنی تو سنی نہ رہتے

جملہ اہل اسلام پر فرض ہے خواہ شیعہ ہو خواہ سنّی کہ اوس عالم ربانی محقق لاثانی
کا شکریہ ادا کرین جو اول موجد اور بانی تحقیق جدید کا اس مسئلہ مین ہوا جسکے برکت
سے بہت سی غلط فہمیان مخالفون کی دفع ہوئین اور انشاء اللہ آیندہ بہت سے حق پسندونکو
مفید ہوگی جس کے بعد ذریۃ رسول کی تذلیل کے درپے کوی نہوگا۔
نام نامی اور اسم گرامی جناب قدوۃ المحققین لسان المتکلمین ذوالسیف الشاہر الاشہر
مولانا الحکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ العالی مصنف ذوالفقار حیدری سے
اکثر لوگ ناواقف ہونگے جنہون نے مخصوص اسبارہ مین ساتوین جلد ذوالفقار
حیدری تحریر کی جسکا حجم تخمیناً ۸۰ جز ہوگا اور خلاصہ اوسکا موسوم بہ کنز مکتوم
فی حل عقد ام کلثوم ع مطبوع ہوکر مطبوع عالم ہوا جسکے توصیف مین جسم
اگرچہ علماء کے اقوال نقل کرین تو طول ہو بلکہ ایک دفتر تیار ہو لیکن اسیقدر کافی ہے کہ
جناب عمدۃ العلما صاحب الاجتہاد والافتا زین الفقہا طود النہی مولانا السید مصطفے المعروف
بہ میر آغا صاحب قبلہ دامت برکاتہ اپنے عجالہ مفحمہ مین اس رسالہ سے استدلال کرتے
ہیں جنکے الفاظ شریفہ یہ ہین " چنانچہ حال اونکا بالتفصیل معلوم ہوتا ہے رجوع کرنے سے
طرف رسالہ لطیفہ اور مقالہ منیفہ موسوم بہ کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ع
کے صـ۱۱ پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین کیونکہ اس مقام مین وجوہ اور اسباب التباس
واشتباہ کے بکثرت پائے گئے ہین کہ جنکا بیان کیا ہے مصنف رسالہ کنز مکتوم شکر اللہ
شیعہ نے بتفصیل تمام واستدلال مالاکلام صـ۱۲ مین جو کچھ یہان لکھتا ہون اون سب کا
ماخذ وہی دو نو کتابین ہین جنکے ایک حرف پر بھی اجتک نہ کوی معترض ہوا نہ قیامت
تک کوی سنّی اونکی رد کر سکیگا۔
تمہیدی فقرات کو طول ہوجاتا ہے جسکو نہ حضرت خالق پسند کرتے ہین نہ مین لہذا اصل امر
کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔ مگر یہ واضح رہے کہ میری تحقیقات یہان نفس مسئلہ عقد
حضرت ام کلثوم ع سے متعلق ہے نہ دیگر حشویات ولغویات سے اسی لیے مین اونہین فقرات
کو منتخب کرکے لکھونگا جو متعلق بہ عقد ہین اور باقی نہین کا جواب دونگا نہ خارج از بحث باتونکا

ہان اونکا اشارہ کردونگا معہ حوالہ کتاب جسمین اونکا جواب مرقوم ہے۔ کیونکہ اصل شک ماموںصاحب کا اسی مسئلہ عقد کے متعلق ہے جسمین وہ شبہونکو لاجواب سمجھتے ہین باقی امور مین تو صدہا علما ہزارون مرتبہ فارغخطی دیچکے ہین دیکھو تشفی صلا۳۶ مین یہ کلام شاہ ولی اللہ صاحب ،، جو علم کلام مین مشغول ہین (یعنی متکلمین اہلسنت) اونکا اعتقاد شبہات نصیر طوسی (محقق طوسی علیہ الرحمہ) کے سبب سے مختل ہو رہا ہے متکلمین اون شبہات کے رد کرنے پر قادر نہین ہین ،، تخمینا ۲۵ برس ہوتے ہین کہ مینے سنا تہا کہ درمیان خالی میر برکات حسین صاحب اور برادر عم زادم میر ابو القاسم صاحب مرحوم کے کچہ مراسلات اس مسئلہ کے متعلق ہو رہے ہین جسکے بعد پھر کوئی خبر نہ سنی گئی کہ یکایک آج کہ ۲ شوال ہے خالی صاحب کا رسالہ موسوم بہ قول صحیح موثوق فی عقد سیدتنا ام کلثوم مع سیدنا الفاروق نظر آیا۔

شوال ہی مین نحوست آمیز عقد حضرت عائشہ واقع ہوا تہا جسکا ایک نتیجہ واقعہ جمل بہی ہے جسپر اہل اسلام قیامت تک روئینگے۔ یہ رسالہ بہی اوسی ماہ مین دکہائی دیا ہے خدا خیر کرے جس شوخ چشمی سے اس رسالہ کا نام **قول صحیح موثوق** رکہا گیا ہے اوسکا ادنی ثبوت یہ ہے کہ ایک عالم نے بہی اہلسنت سے اپنی روایات عقد کو نہ صحیح کہا ہے نہ موثوق نہ داخل صحاح ستہ کیا پھر ایسی روایات موضوعہ ضعیفہ کی بنیاد پر جو قول ہوگا وہ کیونکر صحیح و موثوق کہا جاسکتا ہے ، شعر گہائل تہے لظر کا بنوع دگر ہر ایک + زخمی کچہ ایک بندہ درگاہ ہی نہین + یہ شعر مجہے اسپر یاد پڑا ہے کہ اہلسنت نے کچہ اسی پر ہیچ پر اہلبیت رسولؐ کی توہین کرکے خلیفہ کی عزت افزائی نہین کی ہے جنکی فطرت نے اہلسنت کو پیدا کیا بلکہ تمامی خلفا کے ساتہہ کم و بیش یہی ترکیب انکی رہی ہے چنانچہ عبد الملک بن مروان سے ظالم خونخوار خلیفہ کو بہی حضرات اہلسنت نے ہمسری حضرت عمر بہی خلعت عطا کیا ہے علامہ ابن اثیر کتاب کامل مین لکہتے ہین کہا گیا ہے کہ عبد الملک کے پاس ایک بیٹی تہی علی ابن ابی طالب کی مگر یہ کسیطرح صحیح نہین ہے صلا ۱۹۹ ج۴ پس جب ایسی ایسی تہمتون مین اہلسنت کو باک نہین

اعتقادی کمزوری

جو صریحی دشنام ہے تو بھلا حضرت عمر کو داماد علی بنانے میں انکو کیا دیر لگتی ہے۔
؏ دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم یہی ایک واقعہ نہیں ہے جسمیں خلفا کی عزت افزائی
اور اہلبیت طاہرین کی توہین کے لیے یہ افترا پردازی کی گئی ہو دوسرا واقعہ وہ جگر خراش
ہے کہ محض غلاموں کی خاطر ایسی تہمتیں کی گئیں ہیں کہ اہل اسلام کو بلا سبب
رنج و صدمہ پہونچے۔

افتراے اہلسنت بنسبت حضرت شہربانو

(۱) مولوی عبد الحلیم شرر اپنے پرچہ دلگداز مارچ سنہ ۹۳ میں بعنوان "خاندان رسالت"
لکھتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ
حضرت شہربانو کا عقد ایک غلام مسمی بہ زید سے آزاد کر کے کر دیا (۲) اس مضمون
کی تائید میں ایک تحریر رسالہ اتحاد میں بھی شائع ہوئی (۳) پھر شرر صاحب نے
دوسرا مضمون اسکے تائید میں اپنے دلگداز ستمبر سنہ ۹۳ میں شائع کیا۔ اور اوس غلام
کو رقیب خاندان نبوت ٹھہرایا۔ اور اوسکی سند میں محمد بن جریر طبری کی تاریخ مطبوعہ
لندن صفحہ ۲۴۷۸ اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۰۱ اور کتاب اغانی
اور وفیات الاعیان ابن خلکان کو پیش کرتے ہیں کہ یہ حضرات اس واقعہ کو یوں لکھتے
ہیں ۔

اس تحریر دل خراش سے جو صدمہ شیعوں کو پہونچا اوسکا اندازہ بہت مشکل ہے کیونکہ جب
اہلسنت نے اس سے تنفر ظاہر کیا تو شیعوں کا کیا ذکر۔ چنانچہ سب سے پہلے اس مضمون کا
ابطال مولوی عبد الحق صاحب نے مفصل طور پر اخبار طوطی ہند میرٹھ میں طبع کرایا
بعدہ اوسی بزرگ نے رسالہ اتحاد کے مضمون کا بھی جواب لکھا اور مولوی افہام اللہ صاحب
و مولوی عبد الباقی صاحب جو علمائے فرنگی محل سے ہیں بجواب ایک استفتا متعلق اسکے
تحریر فرماتے ہیں "یہ واقعہ ثبوت کو نہیں پہونچا ایسا نہ کہنا چاہیے" اور جناب مولوی
عبد الحق صاحب کی دستخط بجواب استفتا یہ ہے "حضرت زین العابدین؏ کا اپنی والدہ
کا عقد کسی غلام سے کر دینا محض اتہام ہے اسکی بھی کوئی اصل نہیں اگر ایسا ہوتا
تو قریش میں بہی بہت لوگ موجود تھے غیر کفو غلام کے ساتھ عقد کیوں کر دیتے جو شخص

ایسے مزخرفات بکتا ہے وہ فاسق ہے۔
اب اس واقعہ سے آپ حضرات خیال کر سکتے ہین کہ حضرات اہل سنت کن کن
ترکیبون سے حضرات اہلبیت اطہار کی توہین کرتے ہین۔
اب ان حوالونپر بھی ایک نظر فرمایئے جنکو شرر صاحب نے اپنی صداقت و بے تعصبی
کے ثبوت مین پیش کئے ہین جو سب کتب اہلسنت سے ہین نہ کتب شیعہ سے
پہلی سند تاریخ طبری کی ہے جسکو اہلسنت معتمد ترین تواریخ سمجھتے ہین۔ مگر یہ واقعہ
اوس کتاب مین مذکور ہی نہین۔ بلکہ جو تاریخ طبری چھپی ہے اوسکے آخر مین صاحبان
مطبع نے تاریخ ذیل المذیل کا منتخب چھاپا ہے۔ اور اوسی سے شرر صاحب
نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ اور اوسکو اصل تاریخ طبری سمجھا ہے۔ سخن
شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔ پس یہ پہلی خطا ہے کہ منتخب ذیل المذیل کو
اونہون نے تاریخ طبری سمجھا دوسرے اوسکو ایسا مستند سمجھا کہ تاریخی دنیا مین
اوس سے زیادہ کوئی مستند نہین حالانکہ اسکا کوئی ثبوت نہین دیا تیسری
خطا یہ کہ اس واقعہ کو صحیح سمجھا حالانکہ بلا سلسلہ سند ہے جسپر علمائے اہلسنت کبھی
اعتماد نہین کرتے۔ دوسری سند کتاب معارف ابن قتیبہ کی ہے جسکی نسبت
امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال مین تحریر کرتے ہین قال الحاکم اجمعت الامة
علی ان القتیبی کذاب و رایت فی مرآة الزمان ان الدار قطنی قال کان ابن قتیبة
یمیل الی التشبیه منحرف عن العترة و کلامه یدل علیه —
کہا امام حاکم نے کہ اجماع کیا ہے امت نے اسپر کہ قتیبی کذاب ہے۔ اور مرآة الزمان مین
ہے کہ ابن قتیبہ مائل تھا طرف تشبیہ کے اور عترت رسول سے منحرف تھا جسپر دلالت کرتا ہے
کلام اوسکا۔ تیسرے سند ابن خلکان کی ہے جو نئی سند نہین کیونکہ وہ اسی معارف سے
ناقل ہے جسکی حالت مذکور ہوئی۔ چوتھی سند اغانی کی ہے جو مصداق بر اغا شقان
بر شاخ آہو ہے کیونکہ اوس مین اس مضمون کا کہین پتہ نہین چلتا اور اگر ہو بھی تو اوسکی
بے وقعتی اسی سے ظاہر ہے کہ علامہ ابن حجر لسان المیزان مین مصنف اغانی کی

ابن قتیبہ

اغانی

نسبت ابو محمد نوبختی کا یہ قول نقل کرتے ہین ۔ کان ابو الفرج الاصبہانی اکذب
الناس کان یشتری شیئا کثیرا من الصحف ثم یکون روایاتہ کلہا منہا
یعنی ابو الفرج اصفہانی اکذب ناس تہا کہ نوشتونکو لوگون سے خریدتا اور اسی سے روایت
یہان تک کہ خود شرر صاحب بہی اوسکو ناقابل اعتبار ٹہراتے ہین " ابن قتیبہ
اور طبری من حیث التاریخ تمام کتابون کا منبع اور مصنفین کا مرجع ہین انکو اغانی
پر ترجیح ہے " غرض چارون سندونکی یہ حالت ہوئی کہ طبری میں کی نسبت
غلط محض اور ذیل المذیل مستند نہین اور بلا سند اور آغانی مین پتہ نہین ۔
اور ہو ہی تو اسکی یہ حالت کہ اکذب ناس ارزل ہے ابن خلکان جو خود کوئی چیز نہین
ابن قتیبہ سے ناقل ہین جو اجماع امت کذاب اور دشمن اہلبیت تو پہر ایسی سند نکلے
حوالہ پر کس عاقل با ایمان کو اعتبار ہو سکتا ہے ۔
اب اس واقعہ کی حقیقت سنئے جو خود علماء اہلسنت نے جب کچھ ہوش آیا تو بیان کیا
اور جب کچھ خدا و رسول سے شرمائے تو ظاہر کیا کہ مولوی صدر الدین احمد حنفی قادری
اپنی کتاب روائح المصطفےٰ مین بعد نقل روایت ابن قتیبہ لکھتے ہین " و در حقائق المصیبۃ
آوردہ کہ امام زین العابدین ع را مادر رضاعی بود از جواری پدرش او را بعد واقعہ کربلا بہ نکاح
زید دادہ بود انتہیٰ میگوید مولف کہ دل گواہی میدہد براستی این روایت ورنہ شہر بانو وقت
عمر او از پنجاہ تجاوز نمودہ قریب شصت رسیدہ و صاحب اولاد بود ضرورت نکاح و موقع
آن نداشت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال " لیجئے صاحب یہ اصل واقعہ ہے جسکو ان حضرات اہلسنت نے
کہان سے کہان پہونچایا یہ مضمون بہت طولانی ہے جسکو میرے خالص اور لائق دوست
نے انتصار الشریعہ مین نہایت خوبی سے لکہا ہے شائقین اون تحریرونکو ضرور ملاحظہ کرین
۳۸ عشج ا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اغیار کو بہلا دوسرے کے گہر کی کیا خبر اگر صاحب
روائح المصطفےٰ کو خبر ہوتی تو اتنی اجتہاد کی ضرورت نہ تہی کیونکہ حضرت شہر بانو نے بعد
ولادت جناب امام زین العابدین ع حالت نفاس ہی مین انتقال کیا تہا تو وہ زندہ کہان تہین
جو یہ واقعہ پیش آتا بہر حال مقصود میرا اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضرات اہلسنت کس

کسس طرح ایذا کے درپئے توہین اہلبیت رسالت پر کمر بستہ ہین کہ کبہی خلفا کی خوشامد مین
ایسی نسبت اگر گذرتے ہین اور جب اوس سے بہی خلش باطنی ناصبیت کی تسکین نہین
ہوتی تو علماؤنکے طرف منسوب کردیتے ہین۔ مگر جس خدا نے واللہ متم نورہ ولو کرہ
المشرکون کا وعدہ کیا ہے اوسکے لطف عمیم سے امید ہے کہ جب ان دونو واقعہ مین
اوسنے اپنی صداقت اور اہلبیت اطہار کی برات دکہائی ہے کہ خود اونہین علماء اہلسنت
کی زبانی اصل امر حق کا اقرار بہی کرایا اور اون لوگون کو جو اسکے خلاف قایل ہین واثق
بہی کہلوایا تو اس واقعہ عقد حضرت ام کلثوم مین بہی وہ اپنی قدرت کاملہ دکہائیگا
جسکا نمونہ ابہی ملاحظہ فرمائینگے۔

اب **قول موثوق** کی بہار دلفریب دیکہیے جسکے سرخ رنگ ٹائٹل پیج کے سر پیشانی پر
ہلالی خط مین جو معرکہ سلطنۃ عثمانی ہے یہ عبارت عربی کی لکہی ہے (۱) کل سبب
ونسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ الا سببی ونسبی وصہری کیونکہ اہلسنت
کے یہان خلیفہ نے جب اس عقد کی خواستگاری کی ہے تو اسی حدیث کو ذریعہ
بنایا تہا کہ مقصود میرا صرف یہ فخر حاصل کرنا ہے کہ دامادی رسول حاصل ہو نہ دیگر امور۔
مگر عجب قدرت خدا ہے کہ خود علماء اہلسنت اس حدیث کل سبب ونسب ینقطع الخ
کو موضوع لکہتے ہین۔ دیکہو لالی مصنوعہ علامہ سیوطے کہ روایت مذکور کو پوری
نقل کرکے ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہین "متفرد ہوا ہے ساتھہ اسکے خارجہ جو ثقہ
نہین" صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ مطبع علوی علی بخش خان۔

یہ حدیث موضوع جیسا عنوان رسالہ ہے ویسا ہی عنوان قصہ فرضی عقد بہی ہو تو وہ بہی
وضعی قصہ ٹہرا اور یقینی وضعی ہی جیسا کہ بہت جلد ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ بسم اللہ
غلط کی تصدیق اسی واقعہ سے ہوگئی آئندہ کی غلطیان اسی پہ خیال کرنا چاہیئے اور قول
صحیح موثوق کے غلط و کاذب ہونیکا یقین فرمائیے اگر اہلسنت ایک امر مین بہی دل و زبان کو
مطابق رکہتے تو کبہی اس حدیث سے استدلال نکرتے کیونکہ حضرت عمر نے حسبنا کتاب اللہ
کہکر اپنا فرقہ بظاہر اسی بنیاد پر علیحدہ کیا تہا کہ ہمکو حدیث اہلبیت کی ضرورت نہین کتاب خدا

کافی ہے۔ جس سے چاہیے تھا کہ اہلسنت کا زیادہ تر عمل اور اعتقاد قرآن پر ہوتا نہ حدیث پر۔ مگر واقعی بات یہ ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک اوسوقت صرف محرومی اہلبیت کیلئے کیا گیا تھا کہ ثقلین کو جدا کر دین اور اب صرف اس کام کیلئے رہ گیا ہے کہ اوسکے حافظ بنکر تراویح پڑھائین کچھ روپیہ کمائین اور کوئی مصرف نہین۔ دیکھیے اوسی قرآن کے ۱۸ پارہ مین صاف یہ آیت موجود ہے۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون ۵ ترجمہ جب صور قیامت پھونکی جائیگی تو رشتہ ناتہ اون مین کچھ نہ رہیگا اس دن اور نہ اون سے سوال ہوگا اس آیت یقینی کے خلاف حضرت عمر کی بزرگی کے لئے حدیث موضوع کل سبب ونسب و صھر سے استدلال کیا جاتا ہی افسوس صد افسوس۔ بہر حال یہی ایک روایت اس قصہ کی موضوع نہین ہے بلکہ دوسری روایت اسکی یہ ہے کہ چالیس ہزار درہم مہر ہوا موضوع ہے چنانچہ علامہ ذہبی عبد الرحمن بن زید بن اسلم راوی کو اس روایت کے لکھتے ہین کہ ضعیف ہے اور اوسی ذیل مین اس روایت موضوع کو درج فرماتے ہین جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا تیسری روایت اسکی ایسی موضوع ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی بقسم شرعی اوسکو باطل کہتے ہین کہ باجماع امت حرام ہے اور مولوی حیدر علی باآنہمہ چرب زبانی ایسی بولائے کہ اوسکو الحاق شیعہ کہدیا۔ وہ مضمون یہ ہے کہ عمر نے ساق پا کھولی اور بوسہ لیا جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا اب ناظرین با تمکین سمجھ سکتے ہین کہ جیسا علماء اہلسنت واقعہ عبد الملک اور واقعہ حضرت شہر بانو مین اپنی غلطی کا اقرار کر چکے ہین ویسا ہی اس مسئلہ مین بھی موضوعیت و بطلان کے معترف ہین مگر پھر بھی ہٹ دہرمی کئے جاتے ہین اور یہ حضرات وہی لوگ ہین جو جہل مرکب مین گرفتار ہین کہ ہرو بر مین فرق نہین کرتے ورنہ علما تو اسکے بطلان و موضوعیت کو ظاہر کر چکے۔

دوسرے صفحہ مین ابتدائی قصہ اس تحریر باخود ہانکا لکھا ہے اور تیسرے صفحہ مین دوسرا خط اپنا بنام اخوی سید ابوالقاسم صاحب مرحوم پھر ساتوین صفحہ مین خط اخوی مرحوم بنام مولف اور آٹھوین صفحہ سے خط مولوی کرار علیصاحب شروع ہے

جو بنام مولف تحریر ہوا اور جسکے جواب مین رسالہ قول موثوق لکہا گیا تا صفحہ ۲۶ سطر ۱۰ تاریخ
کتابت سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہے۔ اس مین کوئی امر جواب طلب نہین کیونکہ ابتدائی قصہ ہے

قول موثوق اب جواب خالی صاحب شروع ہے جس مین دو سرے فقرات عذر
و معذرت کی بعد فرماتے ہین بجواب تحریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم ص۲۶ سطر ۱۸
قبل گذارش جواب کے حضور کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ ظاہرا حضور کی تحریر سے معلوم
ہوتا ہے کہ جناب پیش امام صاحب نے جواب سوال کمترین کا ساتہہ تحقیق و تدقیق
کی تحریر کیا ہے ع یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو وہ جواب اونکا کتاب القاب کا ہم
جو جواب مین قبقاب کی بزعم خود لکہی گئی ہے اگر حضور کو شک ہو تو صفحہ ۱۴۴ سے لغایتہ
صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ لودہیانہ ملاحظہ فرمائین اور نیز نقل عبارت دفع المغالطہ کی ہے از صفحہ
۱۸۸ تا صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ مطبع احمدی اسکو دیکہہ لیا جائے تاکہ صداقت کلام اس کمترین
کی حضور پر مبرہن ہو جائے ہان دو ایک بات جو اوس سے زوائد نتیجہ طبع خاص لکہی ہین
وہ پرانی قصے اور کہانیان ہین مشہور کمترین حضور کا اون تو ہمات کو کئی برس پہلے دیکہہ
چکا ہے بہلا جب ہماری کنان میان صاحب کا مبلغ علم کتاب القاب اور دفع المغالطہ
تک ہو تو ایسی تحقیق اور تدقیق کا کیا ٹہکانا اور اسکا جواب لکہنا کیا مشکل بقول غالب
ہر کہ طی کرد این مواقف را + چہ شناسد قتیل و واقف را + ص۲۶ سطر ۱۴

دفع الوثوق اسکے جواب مین صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ غالباً آپکا خیال صحیح ہو
کہ مولوی صاحب مرحوم نے ان دونو کتابون القاب و دفع المغالطہ سے بہت کچہ
مدد لی ہوگی مگر یہ کتابین کسی درجہ کی ہون ایسی ہین کہ کسی وجہ سے ہوا ہلسنت سے
آجتک اوسکا جواب نہین لکہاہے تو اگر سمجھائی اون کتابون کو آشنا کیا کیا غضب کیا حضور آپ تو بات ساتھ کے حل ہرگز آنا دشوار ہین
جسکا فوری مکرر جواب تحریر ہوا اور مکرر طبع ہو کر شائع بہی ہوا پس کتاب مردود سے
سند لانا اور اوسکے جواب پر خیال نہ کرنا عاقلون کے نزدیک کیسی بات ہے ایہی
غور فرمائین۔ صفحہ ۲۷ کی سطر ۵ سے اغلاط لفظی و نحوی و صرفی کی بحث شروع ہے
جو خارج از بحث بہی ہے۔ اور اسوجہسے قابل التفات نہین کہ رسالہ مولوی کرار علی صاحب

مین بہی موجود ہے جسکا ثبوت تشفی صـ۲۲۳ اہلسنت و خوارج مین مرقوم ہے اور جناب امیر اور جناب سیدہ کا اتماما للحجۃ طالب اعانت ہونا انصار سے یا اونکے گہروں پر جانا خود تاریخ کامل علامہ ابن اثیر محدث اہلسنت مین موجود ہے تو کیا اب ہی آپ اعتراض کرینگے؟ - ہان جو اغلاط نحوی و صرفی اونہے لکہی ہین اونکا جواب مجملا یہ ہے کہ جب بقول حضرت عثمان قرآن مین غلطی رہگئی جسکے حق مین فرماتے ہین قرآن مین غلطی ہے جسکو عرب لوگ درست کر لینگے اور حضرت عائشہ مقیمین کو مقیمون لکہنے کو فرمائین اور امام ابو حنیفہ صاحب لو رماہ بابا قبیس فرمائین جہان نحوی قاعدہ سے بابی قبیس ہونا چاہیئے تو پہر مولوی کرار علی صاحب مرحوم پر ایسی اغلاط کا اعتراض کس اصول پر کیا جاتا ہے - اسکے بعد کچہ سخت کلامی کی معمولی شکایت اور دہمکی بہی ہے مگر یہ وہ شکایت ہے جسکا علاج نہین کیونکہ کتنے ہی نرمی و ملائمیت و تہذیب سے گفتگو ہو مگر بزرگونکی یہ تعلیم کہ شیعہ سب صحابہ کرتے ہین نہین اوٹہتی - کیا اوس غیر مہذب تقریر سے زیادہ نامہذب کوئی تقریر ہوگی جسکو اپنی تموز نیم روزہ سے نقل کیا اوس شخص کی درشت گوئی تو ایسی مشہور ہے کہ آپ بہی مقر ہین -

قول موثوق صفحہ ۳۳ سطر ۴ سے آپ اصل مسئلہ عقد کی متعلق تحریر کرتے ہین - اب اس جگہہ سے جواب ایجازا و اختصارا متعلق بہ مبحوث عنہ خدمت پیش امام صاحب مین عرض کرتا ہون جناب ممدوح فرماتے ہین) کہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا با ابن الخطاب کتب فریقین سے ثابت نہین) الخ اس مقام بہ قطع نظر سقم ترکیب لفظی سے جو باعث اختلال معنی مدلولہ ہے کرتا ہون فی الحقیقت جناب مجاہد سے کوئی مباحث کلامیہ مین ممارست نہین ورنہ ایسا دعوے نفرماتے آپ لفظ فریقین کو چہوڑ کر صرف

قول موثوق صـ۶۴ مین فرماتے ہین خلاصہ اسکا رسالہ تموز نیم روز سے عرض کرتا ہون اگرچہ ادسمن کلمات اسیقدر مصنف تحریر ہین ۱۲ صـ۴۶ سـ۶ فقط ۱۲ منہ خوبصورتی عبارت قابل تماشا ہی کہان مبتدا کہان خبر کہان فعل کہان فاعل معنی مدلولہ تو اغلط ہی محاورہ بہی جائز نہین جناب ہمارے کہان محاورہ ہے بطور نمونہ عرض

(فرقہ شیعہ سے گفتگو کیجئے کتنا خوب محاورہ ہے) اور کہتے ہین انشاء اللہ تعالی صرف
کتب شیعہ سے ثابت کریگا کہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھ حضرت
خلیفہ ثانی کے خواہ بخوشی خواہ بجبر واقع ہوا اور جناب امیر علیہ السلام نے مصاہرت
حضرت خلیفہ ثانی کو رضی اللہ عنہ (کہان بجبر کہان) قبول فرمایا غور کیجئے آپ نے ناحق
اتنی صعوبت تفحص کتب اہلسنت مین اٹھائی اب اہلسنت کی احادیث یا روایت
کو مطابق مضمون آیت شریف کی پس پشت فرمائی کیا روایات اہلبیت کتاب اللہ مین
جو یہ آپنے زمان لکھی اصح الکتب بعد کتاب الباری کے کیا یہی مطلب ہین۔ بنذ فریق من الذین
اوتو الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم کانہم لا یعلمون۔
یعنی پہینکدیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دیگئی تہی کتاب خدا کی کتاب اپنی
پیٹہون کی پیچہے گویا کہ وہ کچہ جانتے نہین اور کتب خاندانی کہ جس پر مدار تشیع کا ہے
اسکو ملاحظہ فرمائین جلد اول آیات بینات جو ۱۲۸۷ھ مرزاپور مین طبع ہوئی
ہو اس سے مختصر بتغیر عبارت گذارش کرتا ہون اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو
ازالۃ الغین کو ملاحظہ فرمائین کہ ساتھ شرح و بسط کے لکھا ہے مولف آیات بینات
عنوان بحث مین لکھتے ہین کہ (شیعون نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے
جیساکہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکھتے ہین کہ انتساب تزوج حضرت ام کلثوم
با بن الخطاب بثبوت نرسیدہ و مثل سید مرتضی کہ قریب العہد از زمان ائمہ
معصومین بود و غیر الشان انکار بلیغ ازان نمودہ اند) وہی کتقلید جناب نے فرمائی
بلکہ حاشیہ صفحہ ۳۰ کتاب کا دیکہو انکار اس نکاح کا ایسا مہمل فرہ سے بعث انکار
طرف شیخ مفید علیہ الرحمہ کیا نہ لکہنا چاہیے (شیخ مفید سے فرمایا اول ابطال قول مجتہد
صاحب کا کرکے بعد اوسکے شیخ مفید صاحب کا قول عرض کرونگا ملا محمد صاحب
کشمیری کا نزہہ مین بجواب صاحب تحفہ یون فرماتے ہین (سید مرتضی علم الہدی
در کتاب تنزیہ الانبیاء میفرماید فاما النکاحہ فقد ذکر نا فی کتاب الشافی
الجواب عن ہذا الباب مشروحا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب

عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد تعدی و تہدد و مراجعة و منازعة و کلام طویل ما ثورہ اشفق معہ من سوٕ الحال و ظہور ما لا یزال تخفیہ
یعنی نکاح عمر کا ساتھہ ام کلثوم کے جسکو اہلسنت عمر کی فضیلت مین شمار کرتے ہین جواب ہمنے اپنی کتاب شافی مین بتفصیل دیا ہے وہان ہمنے بیان کیا ہے کہ حضرت امیرؑ نے عقد اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھہ بطیب خاطر قبول نہین فرمایا بلکہ یہ عقد بعد اسکے ہوا ہے کہ عمر نے بار بار حضرت امیرؑ سے درخواست کی اور نوبت منازعت و تخویف تہدید کی پہونچی جب حضرت امیرؑ نے دیکھا کار دین و ملت خراب ہوتا ہے اور دامن ______ تقیہ ہاتھہ سے جاتا ہے تب بلا رضا اور بغیر اختیار کے جناب امیرؑ نے یہ نکاح کر دیا اس تحریر کو سید مرتضی کی جناب قبلہ و کعبہ کی تحریر سے ملائے اور اس فقرہ کو کہ مثل جناب سید مرتضیؒ کہ قریب العہد از زمان ائمہ معصومین بود انکار بلیغ ازان نمودہ تنزیہ الانبیاء کی عبارت مذکورہ سے مقابل کر کے جناب اجتہاد مآب کی صداقت کی داد دیجیے بعد اسکے نقل عبارت مواعظ حسنیہ سے کہ جو انکی والد ماجد کے مولفات سے ہے تکذیب قول مجتہد صاحب کی ہوتی ہی۔ (سید مرتضیؒ گفتہ است کہ تزویج ام کلثوم باختیار حضرت امیرؑ واقع نشدہ و احادیث بسیار موید قول خود ذکر کردہ و ہرگاہ باختیار حضرت امیرؑ واقع نشدہ محل اشکال نیست) جناب ہمارے ملاحظہ فرمائین کہ دعوی انکار بلیغ مجتہد صاحب کا خود سید مرتضیؒ صاحب اور انکی والد ماجد کی تحریر سے باطل ہو گیا رضامندی یا عدم رضامندی اور چیز ہے اور انکار بحث اور چیز۔ اس جگہ طائفہ قوم کو لازم ہے کہ پدر والا قدر یعنی مجتہد دلدار علی صاحب کو حلقہ مجلس مین لیکر بقانون بحر و حمی ننا تہہ اس کلام کی مترنم ہون شعر یا لیت کان من بناتہ + لیس فی خدمہ احواتہ۔ اور فرزندان عالی جناب کو مناسب ہے کہ زمین خدمت کی چوم کر اس شعر کو ساتھہ آہنگ کتاب خوانان ایران کے ادا کرین ؎ مردمان جملہ ناخلف پسر اند + من بیچارہ ناخلف پدرم +

دفع الوثوق مین بہت شکر گذار ہون کہ آپ نے لاطائل خارج از بحث باتوںکی
وہ ہی جس مین فراغت کی زیادہ دماغ سوزی نہ فرمائی - کیونکہ کہان تک آپ لکھتے اور
کیا لکھتے - اب مین بھی مختصر طور پر محققانہ طریقہ سے اس واقعہ عقد کے متعلق عرض
کرتا ہون انصاف شرط ہے - اولاً ثبوت نکاح مذکور سے مولوی صاحب نفی کی
ہے کہ کتب فریقین سے یہ نکاح ثابت نہین - نہ یہ کہ وجود روایات واقوال ضعیفہ
سخیفہ سے انکار کیا ہو اور ثبوت وہین کہا جاتا ہے جہان فی الواقع کوئی امر ثابت
و محقق ہو نہ صرف روایت روایات پر جو بغرض رد یا ابطال یا اور کسی غرض
سے نقل ہو جائے بلکہ اگر ان اعتراض سے نہو اور سنداً صحیح بھی ہو تو اسکو
بھی ثابت نہین کہ سکتے جب تک ثبوت واقعی نہ ہو چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب
فرماتے ہین ہر حدیث صحیح جائز العمل بھی نہین چہ جائیکہ واجب العمل ہو
اور جب حضرات اہلسنت احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ کے ثبوت اور صحت سے
انکار کرتے ہین تو روایات غیر صحیحہ بلکہ موضوعہ کے نسبت اگر کہا جائے کہ ثابت
نہین تو آپ کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین - آپکا خیال ان ضعیف
وسخیف اقوال پر ہے جنکی حالت اجمالاً مذکور ہوئی اور آئندہ مذکور ہوگی اور
مولوی صاحب مرحوم کا خیال اصل واقعہ پر ہے جو فی الواقع ایسا ہی ہے جیسا
مولوی صاحب نے کہا کہ ہرگز ثابت نہین - ثانیاً یہ مسئلہ عقد ایک تاریخی واقعہ
ہے نہ کوئی ایسا مذہبی مسئلہ جسمین خاص ایک فرقہ کی روایت بکار آمد ہو
اور چونکہ آپ اس واقعہ سے فضیلت خلیفہ پر استدلال کرتے ہین تو آپکی
حیثیت مدعی کی ہوئی اور شیعہ بحیثیت منکر لہذا ضرور ہوا کہ آپ اس واقعہ کو
اپنے اصول سے پورے طور پر ثابت کر لیجئے تب منکر کے اقوال مسلمہ کو اپنی
ثبوت مین پیش کیجئے - نہ یہ کہ اپنے دلائل تو بالائے طاق رکھدین اور دوسرے
کے اقوال کو کہا پھر کر موافق مطلب بنالین - بہر حال ہماری تحقیق اصل
واقعہ کے متعلق ہے نہ خاص شیعہ و سنی کی روایت سے اہم النعمان العظم

عنقریب ظاہر ہوگا کہ جن روایات واقوال شیعہ کو آپ مفید سمجھتے ہین وہ بالکل مفید
ہین - ہان یہ اچھی طرح ملحوظ رہی کہ بحث یہان صرف اسیقدر ہے کہ حضرت ام کلثوم
بنت جناب فاطمہ عہ کا عقد خلیفہ دوم عمر بن الخطاب سے ہوا یا نہین - نہ یہ کہ وہ
عقد بفرض وقوع کسیطرح مفید ثبوت ایمان خلیفہ بہی ہے یا نہین -
تا القا آپکی نصیحت کہ آپنے ناحق اتنی صعوبت تصحیح کتب اہلسنت مین اوٹہائی بیدردی چشم
منظور ہوتی اگر آپ عامل ہوتے - کیونکہ جب آپکو آیات بینات مطبوعہ مرزاپور سے
پیر دست بردکرنا تہا اوسیکو مختصر اتبغیر گزارش کرنا تہا - تو اسکی ضرورت ہی کیا تہی
کہ خون لگاکر آپ شہیدون مین داخل ہوجائین سارہے چار جزکی نقل سے آپ
مصنف کہلائین اوسی آیات بینات کو پہچند مخمین آپکی خدمت مین رمی الجمرات جلد
ثالث مطبوعہ بستان مرتضوی لکہنو نہیجدیتا نہ آپکو زحمت تحریر ہوتی نہ اور کسو خدا
نہ مجہے پرانے مردونکے اوکہاڑنے کی نوبت آتی -
افسوس آپنے مولوی حیدر علی کی وہ ازالۃ العین نہین دیکہی جسپر فخر کرتے ہین
اور بڑا ناز ہے وہ کتاب فارسی مین ہے جسکا ایک حصہ دہلی مین چہپا اور دوسرا لکہنو
مطبع ثمر ہند صدر محبس مین جو ہماری پاس موجود ہے اگر آپ اوسکو دیکہتے ہوتے تو ہرگز
یہ نہ فرماتے (اور اگر زیادہ شوق جناب کو ہو تو ازالۃ العین کو ملاحظہ فرمائین کہ
ساتہہ شرح وبسط کے لکہا ہے) ہرگز اوہون نے بہ نسبت صاحب آیات بینات
کے نہ شرح کیا ہے نہ بسط - ہان اپنے یہان کی روایات البتہ لکہی ہے جنکو صاحب
آیات بینات نے قلم زد کردیا - شاید اسی عدم مطالعہ کی باعث اپنے اوسکے
مطبع وغیرہ کا حوالہ نہ دیا - افسوس ہے کہ اپنے مولوی مہدی علی خان کی پالیسی
کو ذرہ بہی نہ سمجہے اور سمجہتے کہان سے وہ دماغ آپکو کہان نصیب جوان چالون کو
سمجہتے آپکو مولوی حیدر علی کی تقلید ہے جنکا دماغ خاندانی نیشہ کے سبب سے
بالکل گندہ ہوگیا تہا مولوی مہدی علی خان نے ضرور اون روایات پر ایسی گہری
نظر ڈالی ہوگی اور خوب سمجھ لیا ہوگا کہ یہ روائتین اس قابل نہین کہ شیعونکے سامہنے

ظاہر کی جائین چہ جائیکہ اون سے استدلال کیا جائے اسی وجہہ سے اون روایات پر پردہ ڈالکر ایسا چھپایا کہ کسی کا خیال بہی نہ جائے مگر آپ نے اپنے سادہ لوحی سے اون اسرار مخفیہ کو ظاہر کر دیا۔

رابعًا جب آپ آیات بینات پر قرض کہائے بیٹھے ہین تو مولوی کرار علی صاحب مرحوم پر تقلید کے بارہ مین کیون معترض ہین۔ حاشیہ القاب پر دیکہا ہو یا کہین دیکہا ہو انکار جناب شیخ مفید طاب ثراہ عقد مذکور سے تو ایسا یقینی ہے کہ آپکے مولوی حیدر علی و مہدی علی بہی اوس سے منکر نہ ہو سکے وہ رسالہ جناب شیخ کا بفضلہ چہپ گیا ہے اور اوسکی عبارت کتاب کنز مکتوم مین دو مقامون پر منقول ہے ایک صفحہ ۱۶۲ مین دوسرے صفحہ ۱۸۳ مین۔ اگر آپنے الفائے وعدہ کیا کہ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ ثابت کیا تو مین وہان اونکی عبارت نقل کرونگا والا فلا۔ علاوہ بران آپکے خود مولوی حیدر علی مقر ہین کہ شیعہ وقوع عقد کی منکر ہین دیکہیے ازالۃ العین صفحہ ۹۰۹ اور سمہودی اور ابن حجر مکی تو عموم روافض اور انکے ائمہ اہلبیت طاہرین کے انکار کو بہی نقل کرتے ہین دیکہیے کنز مکتوم صفحہ مطبوعہ لکہنو

خامسًا جناب سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ کے انکار پر انکو بہت اصرار ہے آپنے ترجمہ تنزیہ الانبیا مواعظ حسنیہ سبکا نام نبوت دیا جس سے عوام پر اپکی کثرت اطلاع ظاہر ہو کہ جناب سلطان العلما طاب ثراہ کی خوب رد کی۔ حالانکہ اسمین نہ آپکی محنت ہے نہ آیات بینات والے کی جسکو یہ بہی نہین معلوم کہ سلطان العلما نے لکہا ہے یا اور کسی نے اونہان لکہا ہے کہ سید مرتضی منکر ہین۔ اسی وجہہ سے یہ گول فقرہ لکہدیا کہ مجتہد صاحب اپنے ایک رسالہ مین لکہتے ہین۔ جناب من وہ رسالہ تشئید المبانی مولفہ جناب سید باقر صاحب مرحوم ہے جسکے جواب مین مولوی حیدر علی نے ازالۃ العین لکہی۔ تصنیف جناب سلطان العلما طاب ثراہ جنکو آپ مجتہد صاحب لکہتے ہین اوسی تشئید المبانی کا وہ فقرہ ہے مولوی مہدی علی خان نے تو ازالۃ العین شروع سے دیکہی تہی جو یہ سمجھے

کہ کس رسالہ کے جواب مین ہے اسیوجہہ سے ایک رسالہ لکھدیا۔ بہرحال ان فصولسے کیا مطلب جناب سید ممدوح کی وہ تحریر برفرض وتسلیم کی بنا پر ہے کہ ایسے جبر وتعدد کی حالت مین اگر کیا تو کیا الزام ہے جیساکہ تمامی روایات اہلسنت مین مذکور ہے نہ یہ کہ اصل واقعہ کی تحقیق کہو اسی وجہہ سے اوسکا حوالہ شافی پر دیا اور یہان مختصر وتسلیمی جواب لکھدیا۔

اور روشن دلیل اس جواب کے جواب تسلیمی ہونے پر اخری فقرہ اوسکا ہے۔ والخلاف فی ذلک مشہور۔ یعنی خلاف اس مسئلہ کا مشہور ہے اس فقرہ کو آپکے بزرگون نے ترک کردیا ہے۔ جسکے لکہنے سے سب قلعی کہل جاتی ہے کہ ہم یہ جواب فرضی طور پر دیتے ہین نہ تحقیقی طور پر۔ کیونکہ خلاف اس واقعہ کا مشہور ہے اور ظاہر ہے کہ امر مشہور و متواتر کیلئے سند کی چندان ضرورت نہین ہوتی۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب سید کے نزدیک جو قریب العہد تھے زمانہ ائمہ معصومین ؑ سے خلاف اس واقعہ کا نہایت درجہ مشہور تھا کہ اوسکی ذکر کی بہی ضرورت نہ تہی اور متقدمین اسیکے قائل تھے۔ صرف جناب سید نے بغرض اسکات و مجوجیت مخالف یہ نیا جواب تسلیمی لکہا کہ اور بہی حجت تمام ہو۔ اور جدت اس جواب جناب سید کا اسی سے ظاہر ہے کہ اوستاد اونکے جناب شیخ مفید رضوان اللہ علیہ نے بہت اچہی طرح ان روایات عقد کی موضوعیت اور واقعہ کا غلط ہونا بکمال تحقیق ومتانت ذکر کیا ہے اور کسیطرح اس جواب تسلیمی کیطرف متوجہ نہین ہوئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی دینا اور اس سے مخالفین کو مغلوب وملزم کرنا صرف جناب سید کی طباعی تہی اور ذہانت جسکا مخالف موافق سبکو اقرار ہے۔ اگر اسپر بہی آپکی تسکین نہ ہو تو یہ عبارت دلایل الاحکام ملاحظہ ہو۔ واما ما وقع من النبی والائمہ ؑ من تزویجہم ذلک المصنف بعد فرض تحققہ الخ یعنی جو کچہ کہ واقع ہوا نبی اور ائمہ سے نکاح کرنا اونکا ان منافقون سے بشرطیکہ اوسکے وقوع وتحقق کو ہم فرض کرلین الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا

کہ کسیطرح یہ واقعات دراصل صحیح نہین ہین بلکہ فرضاً و تسلیم کر کے جواب دیتے ہین
اس عبارت سے صرف یہی نہین معلوم ہوا کہ یہ جواب تسلیمی ہے بلکہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ متقدمین و متاخرین سب اصل مین تحقیقاً اس واقعہ کے منکر ہین اور جو قبول
کرتا ہے وہ اسی طور پر کہ بفرض و تسلیم اور جواب تسلیمی کا اصل تحقیق مین غیر مفید
ہونا باتفاق فریقین کنز مکتوم مین صـــ۱۸ سے لغایت صـــ۲۴ بخوبی مذکور ہے ملاحظہ
فرمائیے۔

سـ۱۸ و سـ۱۹ بہت افسوس ہے کہ آپکے مولانا رشید الدین خان تو جناب غفرانمآب
سید دلدار علی صاحب اور سلطان العلما سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہما
کو مولانا الاجل الاکمل فرماتے ہین اور اونکی تعظیم و توقیر کو کافہ اہل اسلام پر لازم و متحتم
مگر آپ اونکی بھی نہین سنتے اور خلاف سیادت ایسے کلمات فرماتے ہین جس سے
خواہی نخواہی کہن اوی توبہ توبہ ؎ ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست
خویشتن فریاد + مگر یہ کہ آپ یہ کہین کہ تعظیم و توقیر اونکی تو اہل اسلام پر لازم ہے
نہ ہمپر کہ زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے خلیفہ مجہول النسب کیواسطے یہہ
نسبتاً و ہمی دامادی صرف اسی غرض سے ثابت کیا چاہتے ہین کہ اہل اسلام اونکی
اور افعال سے چشم پوشی کر کے تعظیم کرین۔ اور یقینی صحیح النسب اولاد رسول
عالم کامل کے ساتھہ یہ بی ادبی خود فضیحت دیگرے را نصیحت ہی ہے۔ سچ کہا ہے
یک چیستے نیست تا گردد شہید + ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

قول مولوی موثوق صـــ۳۷ سـ۱۶۔ اب ہم کتب حضرات شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثومؓ
بنت فاطمہؑ کا ساتھہ حضرت خلیفۂ ثانی کے ثابت کرتے ہین اور اوسی کے ذیل مین جا بجا
پیش امام صاحب کی تحریرات کا جواب دیتے ہین۔ اول قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس
مومنین مین ساتھہ ان الفاظ کے فرمایا ہے (اگر نبیؐ دختر بہ عثمانؓ داد ولیؑ دختر بہ عمرؓ فرستاد)۔
پس اوس حدیث استیعاب کا مضمون کہ فلما حل الیہ ہر قاضی صاحب کے قول سے ثابت ہوا۔
دوئم ابو القاسم قمی نے شرح شرائع مین لکھا ہے کہ تزوج علی بنتہ ام کلثوم من عمرؓ

یعنی نکاح کیا علیؑ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا ساتھہ عمرؓ کے۔ اس روایت سے وہ شبہہ پیش امام
صاحب کا کہ جسکو ساتھہ اس عبارت کے کہ (بعض متکلمین نے اپنے رسائل مین یون تحریر کیا ہی
کہ ابن ماجہ اور ابن داؤد محدثان اہل سنت لکھتے ہین ز اعلمان المسماۃ بکلثوم اثنتان
احدھما کلثوم بنت راھب و ثانیھما کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
و وقعت نکاح کلثوم بنت علی مع محمد بن جعفر الطیار و وقعت نکاح کلثوم
بنت راھب مع عمر ابن الخطاب۔ تحریر فرماتے ہین جاتا رہا وہ بیٹی راہب کی نہ تھی بلکہ دختر
نیک اختر حضرت علی ابن ابی طالب کی تھین۔ اور حیرت ہے کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو
اوسمین کوئی صاحب اس نکاح کو ساتھہ غضب کے نسبت دیتے ہین۔ کوئی صاحب حضرت
لوط کی بیٹیون کو مثال مین لاتے ہین۔ کوئی فرماتے ہین کہ یہ نکاح بہ طیب خاطر نہین ہوا۔ کوئی
یہ کہتے ہین کہ حضرت عباسؓ نے اپنی طرف سے کر دیا۔ کوئی بجائے ام کلثوم کے سخیفہ جنیہ کو
واسطے ہمبستری کے لاتا ہی کوئی کلثوم بنت راہب۔ کوئی کلثوم بنت ابی بکرؓ بتاتا ہی۔ کوئی
حضرت عباسؓ کے فعل کو ساتھہ الفاظ وکالت فضولی کی تعبیر کرتا ہی۔ کوئی زفاف سے انکار کرتا
یہ کیا ماجرا ہی۔ باقی رہے جناب پیش امام صاحب تو اونکے ایک دعوی بے سروپا سے کہ (بعض متکلمین نے
اپنے رسائل مین لکھا ہی اپنے دلکو خوش کرتا ہی وہ کون متکلم ہین نام و نسب سے اونکے آگاہ
کیجئے بجای وقع المغالطہ آپ ہی سے سزاوار ہی آپ آفتاب کو ایک مٹھی خاک سے چھپاتے ہین لیکن
مصرعہ ما شمعۃ الشمس بالھوجاء تنظفی حضرت امیرؑ کا گھر آیا قلعہ ارسلان تھا یا حکیم مہدی
کا امام باڑہ کہ بھول بھلیون مین حضرت ام کلثوم کو چھپا دیا اور بیٹی راہب کی بیاہ دی۔ آخر وہی
گھر تھا جو بقول پیش امام صاحب کے خلیفہ ثانی نے جلا دیا معاذ اللہ وہی گھر تھا کہ جسمین گھسکر
نعوذ باللہ جناب امیرؓ کے گلے مین رسی باندھکر لے آئے۔ وہی گھر تھا کہ جسکا دروازہ گرا دیا گیا۔
افسوس محبت اہل بیت کا بھی دم بھرا جاتا ہی اور اونکو حیلہ گر اور مضطرب بتایا جاتا ہی نعوذ باللہ
من ھذہ الھفوات ؎ ستم در پردہ گرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو خدا کا خوف کیجئے رسول سے
شرمائیے خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہؑ کی فرمائین اور جناب امیر
دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دین یہی کام اون قدسی صفاتون کا ہی کہ جنکے قول فعل سے

سے دیوار دین کی قائم ہو اور بیخ شجرۂ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہو جو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

دفع الوثوق - پہلے آپکا یہ فقرہ "اب ہم کتب شیعہ سے نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا ساتھہ حضرت خلیفہ ثانی کے ثابت کرتے ہین" نہایت شکر گذاری کے لائق ہی کہ آپ بہی اس تقریر کو جناب سید کے مثبت وقوع نکاح نہین جانتے جب ہی تو آپنے یہ کہا "کہ اب ہم ثابت کرتے ہین" بعدہ کلام قاضی صاحب نور اللہ مضجعہ کو دلیل اول یا ثبوت اول قرار دیا جس سے اور بہی یہ سمجہا گیا کہ آپ کلام جناب سید کو مثبت وقوع نکاح نہین سمجہتے خدا ایسی ہی فہم ہر جگہہ عطا فرمائے۔

ہم اس سے بہی خوش ہین کہ آپنے آیات بینات کے لغویات و خرافات کو قلم انداز کر کے اپنے کام کی باتونکو منتخب کر لیا ورنہ ناحق تضییع اوقات ہوتی۔ دوسرے پہلا ثبوت آپکا بلکہ آیات بینات والے کا بلکہ مولوی حیدر علی کا قول قاضی صاحب مرحوم ہے "اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بہ عمر فرستاد" وہی شرطیہ فقرہ ہی جسکو منطق مین تعلیق محال بالمحال کہتے ہین یعنی ایک محال کو دوسرے محال پر معلق کیا کہ اگر نبی نے کیا تو علی نے بہی کیا۔ حالانکہ نہ نبی نے کیا نہ علی نے۔ اسی ایک فقرہ سے عثمان کے عقد کا دعوی بہی دختر نبی سے باطل ہوا جیسا کہ عمر کا نکاح دختر ولی سے باطل اور لغو ہے کیونکہ تحقیق سے دونو واقعہ غلط ہین۔ چونکہ اہلسنت نفاق حضرت عثمان کے بہ نسبت خلیفہ دوم زیادہ قائل ہین۔ (یہان تک کہ باجماع صحابہ وفتوائے ام المومنین واجب القتل قرار پائے) اور اونکی عقد پر فرضی دختران رسول سے زیادہ نازان تھے کہ ذو النورین کا لقب دیا۔ لہذا قاضی صاحب نے بطور الزام فرمایا کہ جب ایسی منافق سے جسکا تمکو بہی اقرار ہی۔ رسول نے اپنی بیٹی بقول تمہارے بیاہی تو اگر جناب امیر نے بہی بقول تمہارے ویسی ہی منافق سے بیٹی بیاہی تو تم کیونکر معترض ہو سکتے ہو۔ جب عقد دختران رسول سے عثمان کا نفاق نہین زائل ہوتا تو بفرض محال عقد دختر علی سے نفاق عمر کیونکر زائل ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایسی شرطی تسلیمی والزامی اقوال سے کوئی محقق کیونکر اپنی رائے قایم کر سکتا ہے۔ ایک باریک نکتہ اس مین اور ہو کہ قاضی صاحب گویا کسی شیعہ بلکہ سنی کو بہی اصل وقوع نکاح عثمان و عمر سے انکار نہین ہے۔ بلکہ اون ازواج کے بنت رسول و بنت علی ہونے سے انکار ہی جو بہت صحیح اور مطابق واقع ہی پس جناب قاضی صاحب مرحوم کا یہ ایک فقرہ ایسا جامع و مانع ہی کہ آپ تو کیا آپکے علما سمجہہ بہی نہین سکتے

چہ جائیکہ اعتراض کریں - اور اس فقرہ "ولی دختران بعمر فرستاد سے" نہ دختر ولی ہونا
ثابت ہوتا ہے نہ نکاح کیونکہ دختر عام ہے ہر لڑکی کو دختر کہتے ہیں - اگر بالخصوص دختر ولی
مراد ہوتی تو یوں کہتے ولی دختر خود را بعمر فرستاد اور دو نو جملہ نبی دختر بعثمان داد و ولی دختر
بعمر فرستاد میں لفظ دختر یوہیں مذکور ہے بلا اضافت خود وغیرہ جس سے تخصیص دختر سمجھی جائے
اسیطرح لفظ فرستاد بھی عام ہے اور بعد اسکے سمجھا جائیگا کہ بھیجنے بھجانے کا مضمون ام کلثوم
بنت ابوبکر سے متعلق ہے جسکی عمر نے خواستگاری کی اور جناب امیرؑ نے اوسکی صغر سنی
وغیرہ کا عذر کیا - تعجب ہے کہ ابو القاسم قمی کا شرح شرائع میں لکھنا - سے چہ خوش گفت است
سعدی در زلیخا - کا مضمون ہے اگر شرح شرائع ابو القاسم قمی آپ دنیا کے پردہ سے نکالیں
تو کچھ نذرانہ حاضر کروں یا حضرت آپکے مولانا او لانا حیدر علی ہی نے دیکھو کہا کہا ہے تو آیات بینات
والے کا کیا قصور جو اونکا ناقل ہے اور آپ اوسکے ناقل - ابو القاسم قمی علیہ الرحمۃ تو مصنف
قوانین الاصول ہیں جو بہت متاخرین علماء مائہ حادی عشر سے ہیں اور محقق ابو القاسم حلی علیہ الرحمۃ
مصنف شرائع کے ہیں نہ شارح شرائع کے - ہزاروں نسخے قلمی چھاپہ موجود ہیں ایک نسخہ
میں بھی آپ یہ عبارت نکالدیں تو ڈبل شکریہ ادا ہو - زیادہ توضیح ذو الفقار حیدریہ جلد ہفتم میں ہے
اب فرمائیے کہ وہ شبہہ پیش امام صاحب کا "کہ ام کلثوم راہب کی بیٹی کا نکاح
عمر سے ہوا" کیونکر زائل ہوا؟ ایسے غلط افتراؤں سے اگر رفع اشتباہ ہو تو آپ مسلمان ہی
کیوں رہیں - یہ لفظ شبہہ آپکے مذاق پر تحریر ہوا نہیں تو شبہہ سے اسکو کیا مناسبت ہے
کیونکہ مولوی صاحب تو آپکے اسلاف ابن ماجہ وغیرہ سے بنت راہب ہونا ام کلثوم مذوجہ
عمر کا نقل کرتے ہیں اور آپ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کہ یہ نقل صحیح ہے یا غلط بلکہ ایک گونہ
آپنے اس دعوی کی تصدیق کی کہ فرمایا کوئی ام کلثوم بنت راہب" کہتا ہے یہ بھی یاد رہے کہ آپکے
ان دو نو ثبوت میں سے کسی ثبوت میں بنت فاطمہ ہونا مذکور نہیں - کیونکہ ہر بنت علی بنت فاطمہ
نہیں اور پہلے ثبوت میں تو بنت علی ہونا بھی مذکور نہیں -
ہم بھی آپکے اس جملہ کو "کہ جس نکاح کیواسطے اتنا اہتمام ہو" ہم مطلق نہ سمجھے کہ کون سا اہتمام
آپنے ثابت کیا ہے اور کونسا اہتمام آپکو مقصود ہے - ولی دختر بعمر فرستاد - اور تزویج علی نیتہ

مین تو کوئی اہتمام مذکور نہین۔ اول فقرہ جملہ شرطیہ ہے جسمین نہ نکاح ہونا مذکور ہی نہ دختر کا دختر ولی ہونا دوسرے کا وجود ہی نہین چہ جائیکہ کوئی اہتمام ہو اگر یہی اہتمام ہی تو ماشاء اللہ باقی رہا، غصب کہنا۔ یا لوط کی بیٹیون کی تمثیل دینا۔ یا بلا طیب خاطر ہونا۔ یا بوکالت عباس ہونا۔ یا جنیہ کا آنا، یہ سب تقریر تو دوسری جگہہ کی ہی جسکو آپ پھر لکھینگے اور وہین اسکا جواب بھی مذکور ہوگا یہان سے کچھ مناسبت نہین۔ علمائے شیعہ نے جہان روایات اہلسنت کو دو ایک منٹ کیلئے فرضی طور پر تسلیم کیا ہی وہان کی یہ باتین ہین کہ بفرض تسلیم اگر ہی تو یون ہی اور بعض تو خاص آپ ہی لوگون کی روایت ہی جسکو شیعہ بمقابلہ آپکے پیش کرتے ہین جسکے لئے تمثیلا دو ایک روائتین آپکی بیان کرتا ہون۔ غصب اب جسکے معنی بلا طیب خاطر کے ہین وہ تو کل روایات اہل سنت مین درج ہی جیسا کہ آگے آویگا مگر بنظر تسکین خاطر تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی کے باب ۱۱ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائی پس علی نے انکار کیا عمر کی تزویج سے۔ یہ بہت شاق ہوا عمر پر۔ پس کہا عباس نے نکاح کر دو اوسکا عمر سے کہ ہمکو ایک کلام بد عمر کا پہونچا ہی۔ اور تمثیل دختران لوط اسی بنیاد پر ہی کہ جب حضرت لوط نے نبی ہوکر باوصف محافظت خدا و ملیکہ بلکہ نزول و مشاہدہ ملیکہ یہ گوارا کیا کہ میری بیٹیان کفار کے قبضہ مین جائین حالانکہ وہ انکے خواہان نہ تھے۔ تو حضرت علی نے جو امام تھے اور نائب نبی نہ نبی اگر اس سے سخت تر مجبوری مین کہ ایک بادشاہ منافق عقد کیا چاہتا ہی اور سارا زمانہ اوسکا تابع ہی حضرت کا کوئی ساتھی نہین کیا تو کیا مضائقہ وکالت حضرت عباس کی روایت اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق مین فصل الخطاب سے منقول ہی کہ اور نکاح کر دیا ام کلثوم کا عباس نے برضا اونکے باپ کے۔ باقی رہی روایت جنیہ پس اوسکا ذکر آئندہ بتفصیل ہوگا اور انکار زفاف کی روایت ہدایت السعداین سے جو اہلسنت کی کتاب ہی و کذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب لا عقب لھما۔ ص ۲۵۹ حاشیہ کنز مکتوم ص ۱۱ ملاحظہ ہو۔

غرض جس جس قسم کی روائتین آپلوگون نے بنائین اونکا جواب تحقیقی و تسلیمی و الزامی دیا گیا یا آپکی روائتین پیش کی گئین اسمین شیعونکو کا کیا قصور ہے۔

خارج از بحث سطر ۸ صفحہ ۳۵ کی عبارت باقی رہی جناب پیش امام صاحب کے جواب کی ضرورت نہین ہے کیونکہ گو مولوی صاحب نے اوس متکلم کا نام نہین لکھا ہی مگر ابن ماجہ و ابن داؤد کا تو نام لکھا ہے جنسے وہ عبارت نقل کی پہر ان کتابون کو کیون نہ دیکھہ لیا۔ مین نے ان کتابونکو نہین دیکھا ہی جو عرض کردن لیکن آپنے بڑی غلطی فاش کی جو نہ ان کتابونکو دیکھا۔ اس دعوی پر غور کیا صرف طبعزاد ایک فقرہ مہمل لکھدیا۔ یہ آپکا فرمانا صحیح ہی کہ حضرت امیر کا آخر وہی گھر تھا کہ خلیفہ ثانی نے جلادیا وہی گھر تہا کہ جسمین گھسکر جناب امیر کے گلے مین رسی باندھکر لے آئے وہی گھر تہا کہ جسکا دروازہ گرادیا گیا کیونکہ یہ سب باتین تو آپ ہی لوگون کی روایات مین موجود ہین پھر شیعون کا کیا قصور ہے۔

پانچوین اسکا تو کوئی بہی قائل نہین کہ خلیفہ ثانی تو درخواست نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ فرمائین اور جناب امیر دختر راہب خواہ حضرت خلیفہ اول کی بیاہ دین برائے خدا ذرا شرمائے اسقدر افترانہ فرمائے کہین سے اسکا ثبوت دیجیے کہ کوئی شیعہ قائل ہی کہ خواستگاری حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ پر آپنے یہ کیا۔ محض تہمت محض افترا ہے۔

یا آپ سمجھے نہین یا سمجھکر گڑہا ہے وہ لوگ تو صاف یہ کہتے ہین کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ خواستگاری ہوئی نہ خلیفہ نے اونسے عقد کرنا چاہا نہ عقد ہوا نہ کوئی اور قصہ ہوا۔ آپکے علمانے زوجیت ام کلثوم بنت راہب کو جو مقبولہ آپکی ہی۔ (نہ میری) اور خواستگاری یا عقد ام کلثوم بنت ابوبکر کل قصہ کو بسبب اشتراک نام کے حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب کردیا۔ اسکا کوئی قائل نہین کہ جناب امیر نے اپنی بیٹی کی جگہہ ان لوگون مین سے کسیکی بیٹی بیاہ دی ہو۔ کیونکہ وہ سب تو خود خلیفہ کی زوجہ تہین یاد نہین کہ عقد کی خلیفہ نے خواہش کی تہی۔

صحیح ہی کہ ہرگز یہ سب کام اون قدسی صفاتون کا نہین جنکے قول و فعل سے دیوار دین کی قائم ہی اور بیخ شجرۂ ثابتہ شریعت مصطفوی کی مضبوط ہی۔ مگر ہمکو تعجب ہے کہ کس دل اور کس زبان سے اپنے ان امور کا اقرار کیا ہے۔ یا صرف شیعون پر الزام تمام کرنیکی غرض سے یہ تقریر ہے؟

جناب من یہ سب کام اون قدسی صفاتون کا تو نہین ہی۔ جنسے دین کی دیوارین قائم ہوئین۔ مگر اون دین کے دیوار گرانیوالون کے بارے مین آپکی کیا رائے ہی جو اپنی غرضونکے لئے اون قدسی صفاتونکو ایسا مجبور کریں

کہ کوئی لفظ بھی اسکو خوشی سے گوارا نہ کرے جو تمامی وضعی روایات اہلسنت کا بیان ہے

عشہ قول موثوق صہ ۳۵ سطر ۱۹ — سیوم حضرت قاضی صاحب بسند ابوالحسن علی

بن اسمٰعیل اثنا عشری مجالس المومنین مین فرماتے ہین (او را از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ مقدمہ نکاح

خلیفہ ثانی است جواب داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ عمر

شہادتین می نمود و زبان بہ اقرار فضیلت میکشود و در آن باب غلظت و فظاظت او نیز منظور بود)

اس عبارت سے بھی دعوی کمترین کا اور تحریر ناسخ التواریخ کا مضمون ثابت ہو گیا اور تہمت سرقہ کہ جو بہ نسبت

اس کمترین کے فرمائی ہی جاتی رہی افسوس کہ جناب کو اپنی تحریر کے دیکھنے سے کچھ خیال ندامت آتا ہو گا

جسکا اشارہ بلکہ نشان صفحہ کا ماسبق عرض کیا۔ چہارم وہی قاضی صاحب مجالس المومنین مین فرماتے ہین

(محمد بن جعفر طیار بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ

ام کلثوم را کہ از روی اکراہ در حبالۂ عمر بود بسر درج نمود) اس سے فی الجملہ ثبوت عبارت بیہقی وغیرہ کا کہ جسکو اتفاق

کر کے لکھا ہی ہو گیا اور نکاح کا ہونا ساتھہ خلیفہ ثانی کے ثابت ہی جسکے ثبوت سے اس کمترین کو غرض ہے

پنجم کتاب تہذیب مین یہ حدیث موجود ہی جسکو ساتھہ سند ائمہ کرام علیہم السلام کے اُس محدث نے

بیان کیا ہی۔ قال عن محمد ابن احمد بن یحیٰی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ

علیہما السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر الخطاب فی ساعة

واحدة و لا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر و صلی علیہما جمیعاً

پس ثبوت عبارت شاہ صاحب[1] کہ (درینجا خود بالقطع والتواتر ثابت است کہ زید بن عمر از بطن آن سیدہ

بوجود آمدہ) ہو گیا اور خدشہ جناب[2] کہ اُم کلثوم معرکہ کربلا مین موجود تہین جاتا رہا اور جب کتاب تہذیب سے

صاحب اولاد ہونا اُم کلثوم بنت فاطمہؓ کا ثابت ہوا تب وہ فقرہ جناب کا) کیونکہ کلثوم بنت فاطمہ کا صاحب

اولاد ہونا کتب سیر سے ثابت نہین لامحالہ زید بن عمر بطن کلثوم بنت راہب سے متولد ہوا ہو گا اور یقیناً درست

صادق وہی بنت راہب یا کلثوم بنت ابی بکر از بطن اسما بنت عمیس کما سیاتی ذکرہا منکوحہ

عمرؓ ہو گی نہ کلثوم بنت فاطمہؓ) باطل ہو گیا اور فقرہ[3] آپکا لفظ لامحالہ سے تا لفظ منکوحہ عمر ہو گی قیاس اور

ظن فاسد بلکہ وہم کاذب پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اتنا بڑا[4] امر کہ جسکے واسطے اسقدر اہتمام ہوا اور سنی

اور شیعہ اپنی کتب احادیث مین درج کرین بلکہ فرقۂ ثانی مانع اسکا ہو پھر بھی لفظ ہوا ہو گا اور ہو گی

جو کہ مفید ظن بلکہ شک اور منافی یقین ہو تحریر کیا جاوے اور اپنے دعوی وہم مطوی پر صرف استقرار فرمایا جائے ع ہمین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی — وہ ادلہ عقلی و نقلی کہ جسمین ظن اور قیاس کو دخل نہو ارشاد کیجیے یون تو ہر امر مین ہر شخص کو اختیار ہی کہ فلان امر ہوا ہوگا اور فلان چیز ہوئی ہوگی کہسکتا ہے اب کمترین (۵) مطابق روش جناب کے عرض کرتا ہی کہ نکاح دختر حضرت ابوبکر کا ساتھ حضرت عمر کے لامحالہ ہوا ہوگا اور نکاح دختر حضرت علی کا بھی یقیناً ہوا ہوگا کیا دو عورتین ایک نام کی ایک شخص کے نکاح مین نہین آسکتین ایسی ہی تحریر پر جناب کو دعوی جواب لکھنے کا ہوا اگر آپ مجبور ہین صاحب القاب نے الیتا تھی لکھا ہو زیادہ اس سے ثبوت آپ کہان سے لائے مصرع ہر انچہ اوستاد ازل گفت ہمان میگویم —

کتب تواریخ و سیر مین جس جگہہ ذکر ازواج و اولاد حضرت خلیفہ ثانی کا مندرج ہی وہان دو نام ام کلثوم کے لکھے ہین — بعض نے لکھا ہی کہ ملیکہ بنت جرول بن مالک آپکے زوجیت مین تھی — بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکھا ہی مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوے اور حضرت ام کلثوم (۷) بنت فاطمہ سے بھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام زید اور بیٹی کا نام رقیہ تہا۔ ایسی حالت مین قیاسی اور ظنی اور وہمی باتون سے استدلال کرنا انصاف سے بعید ہو خلاف داب اہل بصیرت و مناظرت ہے۔ باقی رہنا ام کلثوم بنت فاطمہ کا معرکہ کربلا مین اس جگہہ وہ نقل (۸) یاد آئی جسکو مولانا حیدر علی صاحب مدظلہ العالی نے رسالہ المکاتیب فی رد النواصب والمغاریب مین لکھی ہی (زنے بود کہ بعد از شنیدن مناقب فاروق و قرابت مجددہ او در دودمان اہل بیت طاہرین سر خود را میکوفت و میگفت کہ باورم نمی آید و عقل در بن این مناقب را تجویز نمی نماید کہ عمر در معرکہ کربلا آب فرات را بر ذریت سرور کائنات قورق کردہ و بر پارہ ہای جگر رسول مقبول و حضرت بتول انواع ظلم و جفا روا داشتہ یکے از یاران فقیر گفت کہ ای زن ناقص العقل آن عمر کہ فوج کشی بر مہمانان کربلا نمودہ و ابواب ظلم بروی ایشان کشودہ عمر بن سعد بود و مدوح این مرد عمر بن خطاب است کہ در طلوع مہر رسالت مآب صلعم کالشمس فی وسط السماء و مقتدای اہل صدق و صفا است و قبل از شہادت شیر خدا بہ سالہای دراز در نماز شہید گشتہ زینہار این در واقعہ کربلا حاضر نبود زن فریاد میکرد و زار زار میگریست کہ ہرگز بدلم در نمی آید زیرا کہ من از علمای معتبرین شنیدہ ام کہ این ہمہ جور و جفا از ہمین خلفا صدور یافتہ و از ینجا است کہ در ایام محرم وغیرہ بر ایشان زبان

سبب وبتر امیکشایند) بعد تہوڑے سے فاصلہ کے لکہتے ہین (۹) اکنون توجیہاتیکہ درباین امور بہ کتب قدیم وجدید ذکر کردہ عوام را بہ انتساب واقعۂ کربلا سوی خلفا از راہ بردہ اند باید شنید محصلش در چند حرف آنکہ سبب قتل واسیر اہل بیت در کربلا اجماع سقیفہ وامر شوری است کہ بانی وبانی آن عمر است وشعراے ایشان درین باب بہ عربی وفارسی صدہا اشعار نظم کردہ۔ قاضی نور اللہ شوستری وامثالش در تصانیف خویش آوردہ اند وایرادش خالی از اطناب نیست مصرعی ازان این است ع آن کشتۂ سقیفہ وشد وارد کربلا۔ اگر اوپر اس مصرع کے جناب کو تسکین نہووے تو رسالہ رجعتیہ ملا مجلسی صاحب ملاحظہ فرماوے کہ حدیث ہشتم مین یہ فقرات تحریر فرمائے ہین (پس ہر ظلمے وکفری کہ از اول عالم تا آخر شدہ گناہش را بر ایشان لازم آوردہ مثل زدن سلمان فارسی وآتش افروختن بہ درخانۂ امیر المومنین وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام برائے سوختن ایشان وزہر دادن امام حسن وکشتن امام حسین واطفال وپسر عمان ویاران او علیہم السلام واسیر کردن ذریت رسول وریختن خون آل محمد صلعم در ہر زمانے وہر خونے کہ بناحق ریختہ شدہ وہر فرجے کہ بحرام جماع شدہ وہر سودے حرامے کہ خوردہ شدہ وہر گناہ وظلم وجورے کہ واقع شدہ تا قیام قائم آل محمد صلعم ہمہ را بر ایشان بشمارد انتہت بلفظہا پس ازین قبیل جناب نے بہی رہنا ام کلثوم کا معرکۂ کربلا مین تصور فرمایا اگرچہ خطا جناب کیطرف عاید نہین ہو سکتی کیونکہ صاحب القاب نے ایسا ہی لکہا ہی آپ نے اوسکے لکہنے کو معتبر اور راست تصور فرمایا صرف نقل کردیا تنقید اور تحقیق نہین فرمائی۔ تحریر الشہادتین کو جناب نے نہین ملاحظہ فرمایا ورنہ ایسا دہوکا آپکو نہ ہوتا ان بزرگ نے اوس کتاب مین التزام روایات صحیحہ کا نہین کیا ہی بہت سے روایات ضعیف اور مختلف اوسمین موجود ہین وہ کتاب مرثیہ کے طرز پر بیان کی گئی ہی اصل سر الشہادتین مین جناب شاہ صاحب قدس سرہ نے البتہ التزام صحت کیا ہی اوسمین اس روایت کا اثر ہی نہین ہی۔ علاوہ اسکے خود تحریر الشہادتین مین بعد لکہنے ان روایات کے ان بزرگ نے لکہدیا ہی۔ بالجملہ انہین روایات وامثال آن بعضے ازان خالی از ضعف نبودہ باشد۔ پس ایسی حالت مین بقول اوسے مصراع مشہور ع واماندہ ز اصل کار و مشغول بفرع۔ یہ طریقہ کام محققین اور مدققین کا نہین۔ اگر ایسی روائتون پر آپ تشبث فرمائین گے بہت سی روائتین مرثیون مین مرزا دبیر صاحب ومیر انیس صاحب کے آپکو ملجائین گی کہ جس سے

جواب جناب کا بخوبی درست ہوجائیگا بقول صاحب آیات بینات کے (جو مضمون انکے ذہن مین آیا اُس وقت ایک روایت اپنی طرفسے جھوٹی سچی بنالی اور اپنی شاعری دکھلائی) جناب نے ناحق تحریر اور تقریر کا حوالہ دیا شعر مشہور کہ جسکو ہر مہینے مین کئی بار سننے کا اتفاق ہوتا ہوگا ؎ شامیان بستند بازو زینبؑ و کلثوم را ✤ الفلک آن ابتدا این انتہائے اہلبیت ✤ زیب تسطیر فرمایا ہوتا۔ ایسی عبارت عالی کو فنا ہوا کلام افترا ع هم تا رب الحرّاع۔ کسکے جانب پھیر دین جناب کی طرف تو پھیر ہی نہین سکتا کیونکہ اُسمین الفاظ سبّ اور دشنام کے مندرج ہین اگر ارشاد ہو تو جناب تہذیب کیطرف پھیر دیجائے کہ اُن بزرگ نے جناب کے جواب کو بالکل خراب کر دیا کہ ذلت ام کلثوم اور زید کا قتل معرکۂ کربلا کے لکھدیا۔ اب ردّ و قدح اوپر روایت استیعاب کے کہ جسکو الفاب سے لکھا ہے اور یہ روایت مودت کہ وہ بھی کتاب مذکور سے کچھ عربی کی اُردو اور کچھ عربی کی عربی تحریر کی ہے یہ سب جواب با کتب مبسوطہ مین دست دیگر بیان ہو چکے ہین ان کتابون کو ملاحظہ فرماکر تسکین اپنی فرمائے ہین ایسے ذکر طولان کو پسند نہین کرتا مقصود اصلی میرا یعنی نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا کا ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم کے تھا سو کتب حضرت شیعہ سے ثابت ہوگیا گفتگو پیشتر کہ خارج از بحث ہو بیفائدہ جانتا ہون

دفع الوثوق

یا حضرت قاضی صاحب بسند ابوالحسن علی بن اسمعیل اثنا عشری کو جو روایت نہین نقل کرتے ہین جسمین سند ہوتی ہے یا قول معصوم سمجھا جاتا ہے بلکہ خود علامہ ابوالحسن کا حاضر جوابی لکھ رہے ہین کہ سنیون کو اس جواب سے خاموش کر دیا کہ اگر حضرت امیر نے عمر سے بیٹی بیاہی تو اسوجہ سے کہ وہ زبانی اقرار شہادتین کرتے تھے جسکا مقصود یہ ہے کہ تم جو کفر عمر و نکاح مذکور کا اجتماع محال سمجھتے ہو وہ غلط ہے کیونکہ ہم خلیفہ کو منافق کہتے ہین جس سے عقد جائز ہے تم لوگون کے نزدیک پس اگر نکاح ہوا تو اسی بنا پر کہ وہ زبانی اقرار شہادتین کرتے تھے۔ دیکھیے یہ بھی دہی جواب تسلیمی ہے جسکو کوئی مفید مدعا نہین سمجھتا یہ جواب بھی اوسی قسم کا ہے جو جناب سید مرتضی علم الہدی نے تحریر فرمایا تھا جنکی طباعی و ذہانت مسلمہ فریقین ہے اور جب سے جناب قاضی صاحب نے اس جواب کو علامہ ابوالحسن کے لطافت و حاضر جوابی کے موقع پر ذکر فرمایا تو یہ جواب اور جواب سید مرتضی بطور اسکات مخالف ہے نہ بنا بر تحقیق واقعی

ہین مگر عرض کر چکا ہون کہ جس عنوان سے اہلسنت استدلال کرتے یا سوال فرماتے
اوسکے مطابق کبھی جواب تحقیقی دیا جاتا کبھی الزامی کبھی تسلیمی۔ اگر ایسے ہی ثبوت کی ضرورت
تھی تو بہت اچھی طرح آپکا مقدمہ ثابت ہوگا آپنے ناسخ التواریخ کا جو تذکرہ کیا ہی تو شاید
آپنے اوسے دیکھا نہین کسی سے سُن لیا ہوگا۔ آپ اوسکے پہلی جلد کا مقدمہ پڑھیے کہ کیا لکھتے
ہین وہ بیچارہ تو خود لکھہ رہا ہی کہ ہم تواریخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین اور زیادہ تر تاریخ طبری سے
پھر اوسکو تاریخ شیعہ سمجھنا آپ ہی سے عقلا کا کام ہے۔ اگر ایسی ہی نقلون پر
مدار تحقیق ہے تو بیشک آپ جیت گئے۔ ہزارون جگہہ قرآن مین صحاح ستہ مین اقوال
کفار و منافقین بغرض رد صریحًا یا کنایۃً مذکور ہین بلکہ بغیر ان وجوہ کے بہی۔ تو وہ سب
جیت گئے ہزارون روائتین کتب اہلسنت کی شیعون کی یہان بغرض مذکور یا دوسرے
اغراض سے مذکور ہین وہ سب شیعونکی روایت ہوگئی۔ ع برین عقل و دانش بباید گریست +
دوسرے آپکا چہارم ہی بیکار ہی۔ کیونکہ مجالس المومنین کتب رجال سے ہی قاضی صاحب
نے محمد بن جعفر کا حال کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی سے لکھا ہی جسکی
عبارت مطابق استیعاب یہ ہے۔ هو الذی تزویج ام کلثوم بنت علی بعد موت عمر
بن **الخطاب**۔ یعنی محمد بن جعفر وہی ہین جنہون نے عقد کیا ام کلثوم سے بعد موت
عمر بن الخطاب کے جس سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے اون عبارتونکا ترجمہ کیا ہی۔
یا حضرت یہ بہی واضح رہی کہ اصابہ و اسد الغابہ و استیعاب و تاریخ کامل وغیرہ کتب رجال
و تواریخ اہلسنت مین حضرت محمد بن جعفر کی شہادت جنگ تستر مین بعہد عمر لکھی ہی۔ پھر
فرمائی کہ بعد شہادت وہ کیونکر زندہ ہوی جو اونسے دوبارہ نکاح حضرت ام کلثوم کا ہوا۔
یہ جملہ معترضہ یاد رکھیئے آیندہ کام آویگا۔ بیہقی وغیرہ کی عبارت کو الحاق کہنا حضرت ہی ہی
کا کام ہے کیونکہ بیہقی کی عبارت سے کوی مطلب مخالف اہلسنت نہین نکلتا جس سے
مولوی صاحب نے اوسکو الحاقی قرار دیا بیہقی کی عبارت منقولہ صہ ۱۳ رسالہ قول موفق یہی۔
ان علیا عزل بناتہ لولد اخیہ جعفر فلقیہ عمر فقال یا ابا الحسن انکحنی ابنتک
ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ ص قال قد حبستہن لولدی بنی جعفر۔

اور یہی مضمون تمامی روایات اہلسنت مین ہی کہ جناب امیرؑ نے خلیفہ سے ایک عذر یہی
کیا کہ ہمارے بیٹونکی نسبت فرزندان جعفر سے مقرر ہی جیسا کہ آیندہ بہی مذکور ہوگا
پہر نہ معلوم یہ عبارت کیون الحاقی قرار دی گئی بہرحال چونکہ کوئی کتاب اہلسنت کی
ایسی نہین ہے جسمین وہ یہ نہ کہتے ہون کہ شیعون نے بڑہا دیا تو اب اس جملہ کی شکایت
یہان کیونکر کی جائے۔

نمبر پنجم ثبوت آپکا کتاب تہذیب سے ہی جو بیشک مستند کتب احادیث مذہب شیعہ سے ہے
مگر اوسی طور سے جیسا کہ کتب اربعہ پر کل شیعونکا عقیدہ ہی کہ اقسام اربعہ صحیح حسن موثق
ضعیف روائتین سب ہین۔ نہ یہ کہ آپکی صحاح ستہ کی طرح از راہ گندم نمای جو فروشی
عوام سے تو یہ کہین کہ بعد قرآن یہی کتابین صحیح ہین اور علما ہزارہا روائتونکو اونکے غلط
ضعیف موضوع بتائین۔ بہرکیف کتاب تو معتمد ہی مگر اسوقت حاضر
نہین جو اس روایت کی اوس سے توثیق کرین کیونکہ بہت سی روائتین اسکی مخالف اس
مضمون کی موجود ہی کہ ماتت ام کلثوم و زید بن عمر اور بروایتے زید بن یحیی النبہو نہین
بنت علیؑ کا لفظ نہین۔ جس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ یہ روایت درست نہو۔ مگر ہم
ان سب امور سے درگذر کرکے جب سلسلہ روایت کو کتب رجال سے ملاتے ہین تو یہ
روایت بالکل ناقابل اعتبار ٹہرتی ہی کیونکہ راوی اول محمد بن احمد بن یحیی کی بابت
کتاب منتہی المقال مین یون مرقوم ہی۔ یہ روایت کرتے ہین ضعیفونسے اور اعتماد کرتے ہین
مرسل پر۔ اور نہین پرواہ کرتے کہ کس سے لیا روایت کو اور انکی کتاب نوادر الحکمۃ کو
علمائے قم دبہ شبیب کہتے تہی یہ جسکے ایک کپتہ تہا جسکے کئی منہ تہے کہ ہر چیز کو اسی
ایک ہی ڈبہ سے دیتا غرض اس سے مشابہت دیتا تہا اس کتاب کو اس ڈبہ سے ص۲۵۹
مطبوعہ ایران۔ پہر فرمائے ایسی روایت سے استدلال کیونکر درست
ہوسکتا ہی انصاف شرط ہی ہٹ دہرمی کا جواب نہین۔ قداح پر بہی زیدیت کا
الزام ہی دیکہو رمی الجمرات ص۱۹ ج۳۔ عنوان روایت بہی بالکل خبط ہے
عن جعفر ابن محمد القمی عن القداح جعفر بن ابیہ ہرگز طریقہ روایت نہین۔ اور یہی یہ روایت

بطریق عنعنہ ہی کہ عن فلان عن فلان جو محدثین کے نزدیک قابل وثوق نہین چنانچہ
شاہ عبدالعزیز صاحب روایت شکار بی بی عائشہ کے جواب مین فرماتی تہین وباز
درین روایت عنعنہ است کہ محتمل ارسال وانقطاع باین قسم روایات بی سروبن
در مطاعن امہات المومنین بمسک جستن شان مومنین نیست تحفہ ص۲۵۶ کر مکتوم ۲۸
یہ روایت شکار خاص اہلسنت کی روایت ہی نہ شیعونکی وکیع بن جراح اسکے راوی ہین

شعر

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا	جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا

یہی ثبوت ہین حضرت حالی کے بلکہ آیات بینات والے کے بلکہ حیدر علی کے کتب مذہب شیعہ سے
جسپر وہ سب شور وغل تہا جس سے ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ اہلسنت کیسی بیکا لبوتیسی
گہڑ کی دیتے ہین اور کیسی کیسی لام باندہتے ہین جو ایک وار ہی نہ سنبہال سکے۔ ان
پانچون ثبوتون کی مجموعی حالت یہ ہی کہ ایک تو اوسمین روایت ہی۔ یہی جو اخیر مین
مذکور ہوئی اور اوسکی تحریف وبے اعتمادی اپنی دیکہی۔ باقی دو قول ہین علمای شیعہ
کے جواب مین اہلسنت کے ایک قول قاضی صاحب دوسرے قول ابو الحسن حنا جسے
جو سنیون کی جواب مین بطور فرض وتسلیم کہا گیا اور اونکے حاضر جوابی مین منقول ہوا
تیسرا قول نقل عبارت اصابہ واستیعاب وغیرہ ہی جو کتب اہلسنت سے ہی۔ چوتہا
قول ابو القاسم قمی شارح شرائع کا ہی جسکا دنیا مین وجود ہی نہین۔
روایت ہو یا قول نہ تحقیق واقعہ کی متعلق ہی نہ مورخانہ حیثیت سے نہ اوس جگہ کی ہین
جہان اسکی بحث ہونی چاہیے نہ اسمین یہ دیکہایا ہی کہ یہ عقد کیون ہوا کب ہوا کسکے سامنے
ہوا اور یہ بیٹی جناب سیدہ تہین یا جناب امیر کی کسی دوسری زوجہ سے نہ اور اسکے
متعلقات۔ اسپر یہ فرمائش کی جاتی ہی کہ شیعہ مان لین خلیفہ دوم کا عقد حضرت ام کلثوم
بنت فاطمہؑ سے ہوگیا بہلا منصف مزاج عاقل محققانہ نظر سے کیونکر قبول کرسکتا ہی۔
یہی سبب ہے کہ علمائے شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نہ کی اور موقع وقت کی مطابق جواب

تسلیمی دی دلاکر چہٹی کی اور زیادہ تر باعث تسلیم غالباً یہ ہوا کہ خود اونہین روایات اہلسنت سے جسکو وہ پیش کرتے ہین بکمال ظلم و تشدد خلیفہ دوم جناب امیرؑ اور اہلبیت طاہرین پر ثابت ہوتا ہی جسکو ثبوت کفر و نفاق خلیفہ لازم ہی لہذا بحکم خدا۔ فذرہم فی غمرتہم یعمہون۔ کالائی بدبریش خاوندش ڈالدیا۔ کیونکہ اونکو اپنے فرقہ پر پورا وثوق تہا کہ وہ ایسی مہملات سے بہکنے والے نہین جو بفرض وقوع بہی کسیطرح ایمان خلیفہ ثابت نہین کرسکتا۔ اور محققین اہلسنت پہلی ہی سے اسکی لغویت و موضوعیت سمجہہ چکی تہی اسیوجہہ سے درج صحاح ستہ و دیگر کتب معتمدہ نہ کیا بلکہ ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ذہبی نے موضوعیت ان روایات کی بتصریح ثابت کیا۔ باقی عوام کالانعام وہ ہماری سننگے کیون؟ اور اونکی علما سننے کیون دینگی؟ وہ تو وہی کہینگے جو اونکے معلم الملکوت نے سکہایا پہر ناحق دماغ سوزیکا نتیجہ کیا۔ لہذا مقبولہ خصم کو تسلیم کرکے تو یہی جواب ہے ساکت و لاجواب کرکے اصل امور مین مشغول ہون جو اہم ہین۔

یہ بہی واضح رہی کہ ہمنے بہی بہ تقلید اونہین بزرگان دین کی اجمالی جواب پر اکتفا کی تاکہ اصل تحقیقات واقعہ کیطرف جلد توجہ کرسکین کیونکہ ان اقوال مذکورہ کی پوری تحقیق کا ابہی وقت نہین انشاء اللہ المستعان جلد ہفتم ذوالفقار حیدری بہت جلد شائع ہوگی جو اس معرکہ کو سر کرے۔ مخاطب نے جو بعد اس روایت تہذیب کے گفتگو کی ہی وہ اگرچہ اس قابل نہین ہے کہ اودہر توجہ کیجائی کیونکہ اسکے دو جز ہین ایک ولادت زید ام کلثوم سے اور مرنا اوسکا ساتہہ بعہد معاویہ دوسرے شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین۔ اور یہ دونو جز تقریر مابعد مین بخوبی بیان ہونگے مگر بپاس خاطر موصوف مجملا یہان کچہ جواب اوسکا گذارش کیا جاتا ہے اور تفصیل اوسکی آیندہ پر موقوف ہی۔

(۱) دعوی تواتر وفات زید و ام کلثوم بوقت واحد تراشیدہ شاہ عبدالعزیز کا ہی جسکی تقلید حیدر علی نے بہی کی ورنہ صاحب اصابہ تو صرف اس روایت کے صحت کے مدعی ہین بنقل عطائی خراسانی جو خود مقدوح ہے۔ اسپر بہی اس روایت کا ایک جز پہر اختلافی ہی کہ عبداللہ بن عمر نے نماز جنازہ پڑہی یا سعید بن عاص نے یا امام حسین علیہ السلام نے تو اب دعوی صحت کہان رہا اور دعا

تواتر کیا ہوا ہی مضمون وفات زید وام کلثوم روایات شیعہ مین بہی مذکور ہی بجنسہ جسمین بطرف
اہلسنت یا اشتباہ روات بعض روایات مین ابنیت بنتیت ناہی درج ہوئی بہر حال وزید بن عمر
بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تہی دیکہو اصابہ استیعاب اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی
قول موثوق ۔ مخاطب جہان یہ لکہا ہی نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول بن مالک لکہا ہی
مسیب و زید اصغر و عبد اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوئے صلے ۱۳ اور علامہ مسعودی عبد اللہ
حفصہ عاصم فاطمہ زید کو ایک ماں سے قرار دیتے ہین تو اوسکا نام بہی ام کلثوم تہا کیونکہ عاصم
کی ماں کا یقینی ام کلثوم ہی نام تہا تو بالفرض اگر دو زید تہے تو دونون کی ماں کا نام ام کلثوم
ثابت ہوا پس منہوا لی ام کلثوم و زید بعہد معاویہ انہین دونون مین سے کوئی تہر ی
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ جو نہ زوجہ عمر ہوئین نہ بعہد معاویہ اونہونے انتقال کیا۔

(۲) دعوی وجود ام کلثوم معرکہ کربلا مین کیونکر باطل ہوا جب ثابت کردیا گیا کہ وہ ام کلثوم دوسری
تہی یہ دوسری ہین جنکو نہ زوجیت عمر سے سروکار نہ ولادت زید سے نہ وفات وقت معاویہ
سے ۔ تعجب ہے کہ آپ شاہ صاحب کی ایک دعوی تواتر سے جسکی حقیقت ظاہر کی گئی ۔
اتنے علما کی متواتر بیان کو جتے کہ علامہ ابن اثیر جزری محدث کو بہی لغو ٹہراتے ہین جنکے
کف پا کے برابر بہی شاہ صاحب نہ تہے ۔ ان علما کا بیان جنمین محدثین و مورخین و متکلمین
سب شریک ہین بہ استناد روایت مسلسل ہی ۔ اور شاہ صاحب کا بیان صرف دعوی
زبانی جسپر کوئی سند بہی نہین ۔ بلکہ خلاف اوسکے قول صاحب اصابہ موجود ہی اور روایت
بدایہ السعدا بتصریح اوسکے مخالف ۔ مگر آپ اون علما کو لاغی ٹہراکر شاہ صاحب پر ایمان لا بیٹہے
آپ تو معرکہ کربلا ہی کی شرکت کی ابطال چاہتے ہین جو سنہ ۶۱ کا قصہ ہی حالانکہ بقائی حضرت
ام کلثوم سنہ ۸۰ تک آپکی اونہین روایات سے ثابت ہی جنمین عقد عمر مذکور ہی ۔ کیونکہ اکثر
روایات مین وفات حضرت ام کلثوم بعد عبد اللہ بن جعفر مرقوم ہی جو سنہ ۸۰ ہجری مین واقع
ہوئی چنانچہ اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہی ۔ و قیل مات عنہا و لم یصب
منہا ولدا ۔ یعنی عبد اللہ بن جعفر نے وفات کی قبل ام کلثوم اور کوئی اولاد نہوئی اگر اس
خبر کو غلط کیجئے گا تو وہ اصل مدعا ہی رخصت ہی یک بام دو ہوا کہی شود ایک جز صحیح دوسرا غلط نہین ہو سکتا

(۳) قیاس وظن فاسد یا وہم کاذب کو دخل نہین یہان تو محققانہ تحقیق ہی شاہ عبد العزیز سے ہزارون عالم پیدا ہون تو کچھ نہین بنا سکتے بجز اسکے کہ ایمان لائین۔

(۴) آپکا جملہ "کیونکہ اتنا بڑا امر" بہت قابل قدر ہی۔ غور فرمائیے آپکی نصیحت کے مطابق میری تحقیقات ہی یا آپکی "اور اہتمام ہو" تو ایسا فقرہ ہی کہ حل ہی نہین ہو سکتا نکاح تو کہتے ہین مگر نہ صورت نکاح بیان کرتے ہین نہ روز نہ تاریخ نہ مہینہ نہ خطبہ نہ ولیمہ نہ کیفیت جلسۂ عقد وغیرہ وغیرہ پھر ایسے اہتمام کا کیا ٹھکانا۔

(۵) آپکو غصہ آگیا۔ حضرت علی سے تو آپکو عداوت ہی ہی اونکی حق مین جو چاہئے فرمائیے مگر خلیفۂ اول نے کیا جرم کیا کتابین موجود ہین خدا نے عقل دی ہی۔ واقعات پر غور کر لیجئے تب فرمائیے دو عورتین ایک نام کی بلکہ تین تو ثابت کر چکا ہون۔ پھر آپ کیون عقل زرین سے سبکے حالات جدا نہین کرتے جو ایک سیدہ مظلومہ کے طرف سبکو منسوب کئے جاتے ہین قیامت کے روز النسب کا سامنا ہوگا سمجھ بوجھ کے فرمائیے جو فرمائیے شیعون کے ضد مین اپنے گلا کاٹنے کی تدبیر نہ کیجئے۔

(۶) تو کیا اپنے اسکی پوری تحقیق کر لی ہی کہ ساتھ مرنے والی ام کلثوم وزید یہی بنت فاطمہؑ ہین وہ ام کلثوم بنت جرول مادر زید و مسیب و عبد اللہ نہین یا وہ ام کلثوم بھی نہین جو عاصم وزید کی مان تھی۔ اگر کوئی ذریعہ تحقیقات آپکی پاس ہو تو ارشاد فرمائیے مکاشفۂ شیطانی کو تو گھر ہی مین رہنے دیجئے کسی مورخ یا محدث کا محققانہ کوئی قول ہو تو پیش کیجئے؟ دیکھئے یہ قدرت حق تعالے ہی کہ آپنے بھی ام کلثوم بنت جرول کا زوجہ عمر اور مادر زید بن عمر ہونا قبول کر لیا جس سے آپکی بڑی بڑی علما ناواقف رہے ہین۔ اب برائے خدا اسکو کہین سے ثابت کر دیجئے کہ ساتھ مرنے والی ام کلثوم وزید یہ نہین ہین مگر اصابہ کی روایت صحیح خیال کر کے۔ اگر اسکو نہ ثابت کر سکے تو یہی ثابت کر دیجئے کہ ہر ام کلثوم زوجہ عمر نے کس کس وقت انتقال کیا اور کیونکر انتقال کیا۔

(۷) چونکہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ سے عمر کا عقد ہونا یا اونسے اولاد کا ہونا محال ثابت ہو چکا ہے لہذا دوبارہ جواب کی ضرورت نہین۔

(۸) ایسی ہی ایسی حکایتون سے تو آپ سنّی ہین۔ ہزارون مسلمان آج تک موجود ہین جو طلسم ہوش ربا کی ناول کو صحیح اور واقعی مانتے ہین امیر حمزہ کی داستان پر ایمان لاتے ہین۔ جزدومنٹ کی لئے تو آپ خوش ہوگئے کہ اپنے قبلہ وکعبہ مدظلہ کی حکایت سے اس مختصر رسالہ کو مزین فرمایا اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ ایسی ہی حکایتون سے آپ سنّی بنے ہین اور ایسی ہی دلائل پر آپکی عقیدہ کا دارومدار ہی۔ تو مین اسکو نقل ہی نہ کرتا۔

(۹) خلافت سقیفہ کا سبب واقعہ کربلا و دیگر مصایب اہل اسلام ہونا ایسا بدیہی ہے کہ حاجت سند بھی نہین خارج از بحث سمجھکر اوسکا جواب نہین دیتا تاریخ اضمحلال اسلام ملاحظہ ہو۔

(۱۰) عدم التزام صحت روایت کا اعتراض تحریرالشہادتین وغیرہ پر نہایت دلچسپ ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہی کہ جب تک روایت صحیح نہو یا کتاب ملتزم الصحت کی روایت نہو تو وہ قابل قبول نہین۔ اب للہ فرمائے کہ جن علمانے آپکے روایات عقد لکھا ہے اون کتابونکی التزام صحت کا کون قائل ہی؟ اور خاص ان روایات عقد کو کسنے صحیح کہا ہی؟ ایک عالم کا بھی آپ نام لکھیئے تو مین سمجھون اصابہ کی عبارت دیکھیئے کہ صرف وفات زید و ام کلثوم کو بوقت واحد سنداً صحیح لکھا ہی نہ روایات عقد کو نہ مہر والی روایت کو بلکہ تین روایتون کا یقینی موضوع ہونا خود آپکے علماکے زبانی ثابت ہوچکا ہی۔ علاوہ بران اگر ایسا ہی عذر آپکا قابل پذیرای ہو تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی بھی کوئی روایت صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ دوسو دس (۲۱۰) روائتین اوسکی یقینی ضعیف یا موضوع ہین تو اس قاعدہ سے آپ ہر روایت کو غلط قرار دیسکتے ہین۔ کاش آپ اسی کو سمجھے ہوتے کہ روایت ضعیف کہان کہی جاتی ہی۔ اور اوسکے استعمال کا محل کیا ہی۔ حضرت زینبؑ وام کلثوم دونو سیدانیان رسول کی نواسیان آپکی امام و مقتدا یزید بن معاویہ کے جور وستم سے اس حال پریشان مین مبتلا تھین کہ غل وزنجیر مین مقید شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار تھین ہر کس وناکس اونپر نظر کرتا۔ کفار ستم شعار بتاتے یہ زینبؑ ہین یہ ام کلثومؑ۔ یہان اشتباہ کیسا۔ دیکھو کہا کیسا۔ ہر ایک خاتون عصمت کی آہ وزاری نالہ وبیقراری

علحدہ علحدہ آپ ہی کی مستند کتابون مین مذکور ہین۔ شیعونکے افترا و تہمت سے کیا علاقہ حالانکہ رشید المتکلمین آپکی تو اسکا ہی فتویٰ دیتے ہین کہ روایات شیعہ جو خالی از علامات جعل و افترا ہون قابل قبول ہین۔ کیا نہایۃ اللغۃ کو جو علم لغت حدیث کی کتاب ہے اسکو ہی آپ میر انیس و مرزا دبیر مرحومین کے مرثیہ کے برابر قرار دینگے اور سرا مد متکلمین شاہ سلامت اللہ کشفی کے تحریر الشہادتین کو نا معتبر فرمائینگے۔ کاش یہی معلوم ہوتا کہ آپکے مذہب مین کونسی کتاب معتمد ہی جسکو کل فرقے نے معتمد جانا ہو تو مین اونہین کتابونکے اندر بحث کو محدود کرتا اگر آپ کسی روایت کے بابت کسی عالم کا قول نقل کرتے کہ یہ روایت ضعیف ہی تو بھی صبر آتا کیا غضب ہے کہ مولوی عبد الحی صاحب تو عموما سعی مشکور صفحہ ۱۹۸ مین فرمائین فضائل اعمال و مناقب رجال مین ضعیف و قوی سب قابل قبول ہین تشدد نہ کرو۔ اور آپ مصائب اہل بیت مین یہ قید لگاتے ہین کہ روایت ضعیف نہونا چاہئے۔ اسپر بھی کسی روایت کا ضعف نہین ثابت کرتے۔

(۱۱) جب آپکے بزرگان دین علانیہ سب و شتم خدا و رسول و ائمہ ہدیٰ رو برو آنحضرات کے کرتے تو آپکی سب و شتم صاحب تہذیب کی جو محدث اہل بیت اطہار ہے کیا شمار کی جائے زبان اختیار مین ہی بازپرس روز جزا کو خیال فرماکر جو کہئے صبر کرونگا۔

اگر آپکی سیادت کا خیال نہوتا تو مجھے آپکے عقیدہ پر ذرہ تعجب نہوتا کیونکہ شرکت جنسیت ایسی ہی خیال کو مقتضی ہی کہ لاکھ حجۃ و برہان پیش ہون آپ نہ مانین شیخین کی فضیلت کے لئے توہین رسول و اہل بیت اظہار فرمائین۔ خیر عمر سعد نے تو بطمع ملک رے قتل امام پر کمر باندہی تہی اور آپ چند قطعہ زمین کی سجادہ نشینی مارہرہ کے لئے یہ زہر اوگل رہی ہین۔ خدا آپکی ہدایت کرے۔

قول مولوق صفحہ ۳۹ سطر ۳ مگر افسوس کی بات ہی کہ آپکو اتنی بہی تحقیق نہین کہ یہ روایت استیعاب کی ہی یا اسد الغابہ کی کہ اصل کتاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ہی چونکہ آپکے سامنے سوائے ایقاب کے اور کوئی کتاب نہین بس جو صاحب ایقاب نے لکھا ہی اوسکی نقل آپنے کردی اور غضب یہ ہی کہ پوری عبارت بہی نقل نہین فرمائی کہ جس سے طعن و تشنیع آپکے بیکار ہو جاتی آب

غور کرین کہ کسقدر الفاظ جو مضر اور منافی مطلب آپکے تھے آپنے ساقط کر دیے
یا یہ کہ کچھہ علم اسکا نہ تھا۔ بہر حال اصل روایت ازالۃ الغین سے لکھتا ہون
و ھے ھذہ بنت علی بن ابی طالب امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم ولدت
قبل وفات رسول اللہ صلعم خطبھا عمر بن الخطاب الی ابیھا علیؑ فقال انھا صغیرۃ
فقال عمر زوجنیھا یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتھا ما لا یرصد بہ احد فقال
لہ علی انا ابعثھا الیک فان رضیتھا فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ فقال لھا قولی ھذا
البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک
و وضع یدہ علیھا فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک
ثم جاءت اباھا فاخبرتہ الخبر و قالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ
فانہ زوجک فجاء عمر فجلس الی المھاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیھا
المھاجرون الاولون فقال زفونی قالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت
ام کلثوم بنت علی سمعت رسول اللہ صلعم یقول کل سبب و نسب و صھر ینقطع
یوم القیامۃ الا سببی و نسبی و صھری و کان لی بہ السبب و النسب فاردت
ان یجمع الیہ صھر فزفوہ و تزوجھا علی اربعین الفا فولدت لہ زید ابن عمر الاکبر
و رُقیۃ و توفیت ام کلثوم و ابنھا زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب
کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینھم فضربہ رجل منھم فی الظلمۃ
فشجہ و صدعہ فعاش ایاما ثم مات وامہ وصلی علیھما عبد اللہ
ابن عمر حسین بن علی ولما قتل عمر تزوجھا عون بن جعفر انتھت

ازین عبارت چنانکہ دانی واضح شد کہ چون ام کلثوم بمقتضاے سن و عدم علم بوقوع نکاح
شکایتی از معاملۂ فاروق کہ دست خود را بر ام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی برد حضرت امیر
بر عمل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بہ ام کلثوم ارشاد نمود کہ ای دختر چنین بگو و شکایت او درین
باب مکن کہ او شوہر تست پس استغاثہ و فریاد ابن زیاد پسر مرجانہ کہ در آخر قول خود نمودہ
مخالفت جناب مرتضوی و عین عداوت اہل بیت و منشاء آن جہل یا تجاہل خواہد نعوذ باللہ

از زبان درازئ این کوته اندیش درباره اہلبیت عظام واصحاب کرام انتہیٰ بعیانہا
اب غور فرمایے کہ اس روایت مین کسی طرحکی شناعت پائی نہین جاتی آپنے عبث غیظ
وغضب فرمایا۔ آخر معاشرت ہندوعرب مین فرق ہے۔ یہان معیوب وہان مستحسن
خصوص زمانہ رسول صلعم مین معہذا احدیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ
عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیون کا جو نسبت حضرت غوث الاعظم
وحضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے ہین اگر لکھون خلاف اوس شرط کے
واقع ہو جسکو اوپر لکھہ چکا ہون۔ جنابمن۔ یہ کام فرومایہ لوگونکا ہے کہ جب جواب
دینے سے عاجز ہوتے ہین گالیان دیتے ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ ناملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد وثنا خدا ورسول کی فرماتے ہین
آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انماحرم ربی الفواحش ماظہر منہا وبطن کے خلاف
عمل کرین اس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرماوین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو
ساتھ ایسے الفاظ زشت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آئندہ لحاظ رکھین الاشارۃ عرض کرتا ہون
کہ بفضلہ اہلسنت والجماعت اُن امور سے مبرّا ہین علماء قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحث
ومتعہ دوری جاری وساری ہے۔ بسم اللہ خانم اور اُنکی دماغ‌ئل کا حال سب پر روشن ہے
ع باوضو صبح خفتن میگزارد + نامرادان را ولے دادی مراد + کم شدی خالی دو آتش از قلم +
برمراد ہر کسے میزد رقم ع رجلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین +
دفع الوثوق ع للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست + آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید۔
ہم تو اسکے مشتاق ہی تھے کہین جلدان بیکار باتون سے فرصت ہو کہ اصل تحقیقات کی نوبت آوے
بارے آگئی۔ مگر چونکہ یہ عبارت اسد الغابہ ناقص ہے جسکی بہت کچھہ اصلاح وترمیم اصابہ فی معرفۃ الصحابہ
مین کی گئی ہے جیسا کہ آپنے بھی تسلیم کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے بھی لکھا ہے لہذا اصابہ
کی عبارت زیادہ قابلِ سند ہے جسکو ہم بجنسہ ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین صہ ۹۲۶
ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب الہاشمیۃ امہا فاطمۃ بنت النبیؐ وقال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرہا

عبارت اصابہ

فقيل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها اليك فان رضيت فهي
امرأتك فارسل اليها فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المومنين
للطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه عن
جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر ابنه زيد
ورقية وماتت ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد في حرب
كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشجه رجل ولا يعرفه في الظلمة
فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد ـ وذكر ابو بشر
الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحق عن الحسن بن علي قال
لما تأيمت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت
عليا لينكحنك بعض ايتامه ولئن اردت ان تصيبين ما لا عظيما لتصيبنه فدخل
علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد
جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني
امرأة ارغب فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا
فقال هذا من عمل هذين ثم قام يقول والله لا اكلم احدا منهما
او تفعلين فاخذا بثيابهما وسالاها فجعلته فقال اني زوجتك
من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك فرجع اليها علي فقال
يا بنية اجعلي امرك بيدي ففعلت فزوجها اخاه محمد ثم مات
عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده ـ وذكر
ابن سعد نحوه وقال في اخره فكانت تقول اني لاستحي من
اسماء بنت عميس مات ولداها عندنا وتخوف على الثالث قال فهلكت
عنده ولم تلد لاحد منهم ـ وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن
ابيه ان عمر خطب ام كلثوم الى علي فقال انما حبست بناتي على بني جعفر فقال زوجنيها
فوالله ما على ظهر الارض احد يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد

نعلت فجاء عمر الی المهاجرین فقال زفونی فزفوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علی سمعت النبی صلعم یقول کل صهر و نسب و سبب منقطع یوم القیامة الا صهری و نسبی و سببی و کان لی به علیه السلام النسب والسبب فاحببت هذا ایضاً۔ ق و من طریق عطاء الخراسانی ان عمر امهرها اربعین الفاً ق اخرج بسند صحیح ان ابن عمر صلی علی ام کلثوم و ابنها زید فجعله مما یلیه و کبر اربعاً۔ ق ساق بسند آخر ان سعید بن العاص هو الذی امهم علیهما انتہیٰ بلفظہ۔ ترجمہ ام کلثوم بیٹی علی بن ابیطالب کی جنکی ماں فاطمہ بنت نبی ہین کہا ابن ابی عمر مقدسی نے سفیان سے کہ عمر نے خطبہ کیا علی سے انکی بیٹی ام کلثوم کا تو علی نے کہا وہ کمسن ہے صغیرہ۔ کسی نے کہا عمر سے کہ تمکو رد کر دیا علی نے تب دوبارہ عمر نے خطبہ کیا تو علی نے کہا ہم تمہارے پاس بھیجدیتے ہین اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے۔ جب عمر کے پاس بھیجا تو عمر نے ساق کو اوسکے کھولا۔ ام کلثوم نے کہا بس اگر تو امیر المومنین نہوتا تو ایک طمانچہ مارتی تیری آنکھو پر۔ ابن وہب عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے راوی ہے کہ عمر نے تزویج کیا ام کلثوم سے چالیس ہزار درہم مہر پر۔ زبیر ناقل ہے کہ زید بن عمر و رقیہ اوس ام کلثوم سے پیدا ہوئے اور ام کلثوم و زید ماں بیٹے نے ایکہی روز وفات کی کہ زید کو اپنے ہی خاندان بنی عدی کی لڑائی مین زخم لگا تھا کہ مصالحہ کرانیکو نکلے تھے رات کو۔ ایک آدمی نے بے پہچانے زخمی کیا جسکے صدمے سے چند روز بعد مر گئے۔ اونکی ماں پہلے سے بیمار تھین اونہون نے بھی ساتھہ ہی اونکے انتقال کیا ابو بشر دولابی راوی ہین ابن اسحق سے کہ جب ام کلثوم بیوہ ہوئین بعد وفات عمر۔ تو داخل ہوئے حسن و حسین اور کہا اگر تمنے علی کو اختیار دیا تو وہ اپنے کسی لڑکے سے تمہارا عقد کر دینگے۔ اور اگر چاہو تو بہت کچھہ مال و دولت تمکو ملسکتا ہے (یعنی کسی امیر سے شادی ہوسکتی ہے) اسکے بعد علی آئے اور کہا اے بیٹی گو خدا نے اب تجھے اختیار دیا ہے مگر میری آرزو یہ ہے کہ مجھے اختیار دو۔ ام کلثوم نے کہا مین عورت ہون

مجھے بھی ادن باتونکی خواہش ہے جو عورتونکو ہوتی ہے مین چاہتی ہون کہ کچھ مال دنیا سے
فائدہ مند ہون۔ کہا علی نے کہ یہ بات انہین دونو (حسن حسین ؑ) کے سبب سے تھی۔ کہی پھر
اوٹھہ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ کبھی ان دونون سے مین کلام نہ کرونگا جبتک تم میرا کہنا
نہ مانوگی پس پکڑ لیا اون دونون نے دامن ام کلثوم کا اور سوال کیا کہ راضی ہون علی کے
کہنے پر۔ پس اختیار دیا ام کلثوم نے علی کو۔ اوسپر علی نے کہا مین نے تمہارا عقد کیا عون
ابن جعفر سے۔ تھوڑے دن بعد عون نے انتقال کیا تو پھر علی نے کہا اب بھی اختیار دو کہ جس سے چاہین
تمہارا نکاح کردین۔ ام کلثوم راضی ہوئین۔ تو علی نے اونکا نکاح کیا محمد بن جعفر عون کے بھائی
سے۔ جب محمد نے انتقال کیا تو نکاح کیا اون سے عبداللہ بن جعفر نے اور اونہین کے
پاس انتقال کیا ام کلثوم نے۔ ابن سعد نے بھی یہی روایت کی ہے اور آخر مین ہے
کہ کہا ام کلثوم نے کہ مین شرم کرتی ہون اسماء بنت عمیس سے جنکے دو لڑکے نے میرے یہان
انتقال کیا۔ اور تیسرے کے مرنے کا بھی خوف ہے۔ پس انتقال کیا ام کلثوم نے اونکے
پاس اور کسی سے اولاد نہ ہوئی۔ اور ابن سعد انس بن عیاض سے ناقل ہین کہ عمر نے خطبہ کیا
ام کلثوم کا تو علی نے کہا مین نے اپنی لڑکیونکو روک رکھا ہے اپنے بھائی جعفر کے اولاد کے
لئے۔ عمر نے کہا مجھسے عقد کردو کہ واللہ روئے زمین پر مجھسے زیادہ کوئی امیدوار کرامت
اونکا نہین ہے۔ کہا علی نے کہ کردیا۔ پس آئے عمر طرف مہاجرین کے اور کہا مبارکباد
دو مجکو سب نے مبارکباد دی۔ بعدہ پوچھا کس سے عقد کیا۔ کہا علی کی بیٹی سے سنا مین نے
رسول اللہ ص سے کہ فرماتے تھے ہر سبب و نسب و صہر منقطع ہوگا بروز قیامت مگر میرا سبب
و نسب و صہر۔ اور مجکو حضرت کے ساتھ سبب و نسب پہلے سے حاصل تھا چاہا کہ مصاہرت
بھی ہوجاسے۔ عطاء خراسانی راوی ہے کہ عمر نے چالیس ہزار درہم مہر دیا۔
اور بسند صحیح یہ منقول ہے کہ ابن عمر نے نماز پڑھی ام کلثوم پر اور اوسکے
بیٹے زید پر۔ زید کو اپنے سے قریب کیا اور چار تکبیر کہی اور دوسرے سند سے
روایت ہے کہ سعید بن عاص نے امامت کی نماز جنازہ پر اونکے انتہی۔ یہ عبارت ہے
اصابہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی جسمین اسد الغابہ جزری کی عبارت بھی داخل ہے اور علاوہ اسکے دیگر روایات

بھی شامل کئے گئے ہین جنپر ابن حجر کو اطلاع ہوئی یا قابل نقل سمجھا او وجزری صاحب اوس سے بیخبر تھے - اس پوری عبارت مین کسی روایت کے بابت یہ دعوی نہین کیا گیا ہے کہ بسند صحیح منقول ہے - بجز اسکے کہ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ پڑھی جسمین نہ بنتیت ام کلثوم مذکور ہے کہ کسکی بیٹی تھی نہ ابنیت زید کہ کسکا بیٹا تھا بلکہ ام کلثوم کی طرف نسبت ہے کہ اوسکا بیٹا تھا - اس روایت کے سوا کسی روایت پر دعوی صحت نہین ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک بھی وہ روایات کسیطرح قابل وثوق و اعتماد نہین معمولی طور کی روایتین ہین جنپر نہ خود مولف کو اعتماد تھا نہ کسی محقق کو اعتماد ہو سکتا ہے - ہان اگر مولف کسی روایت کی صحت کا دعوی کرتا تو کچھہ دقت ہوتی - مگر جب کسی قسم کا دعوی صحت یا حسن ہونیکا نہین ہے تو بنظر تحقیق دیکھنا ضرور ہے تاکہ اصل حال واضح ہو جائے -

اوّل یہ دیکھنا ہے کہ حضرت عمر نے ایسی خواستگاری کیون کی ؟ کیا سبب ہوا ؟ اسد الغابہ مین تو خلیفہ کا یہ بیان ہے کہ ہم انکی کرامتون سے اون باتونکی امیدوار ہین جنکا کوئی امیدوار نہین اور اسد الغابہ اور اصابہ دونون سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مقصود خلیفہ دامادی رسول کا شرف لینا تھا مطابق حدیث کل سبب ونسب کے کہ اسی حدیث کو ذریعہ خواستگاری قرار دیا - ازالۃ الغین مین ہے - فاروق بجواب گفت کہ مقصود من خانہ داری نیست غرض بجز فخر توسل خاندان رسالت اور کوئی بات مقصود خلیفہ نہین ظاہر ہوتا -

اب ان بیانات کی غلطی دیکھئے کہ علامہ ابن اثیر اپنی کتاب کامل مین تحریر کرتے ہین (جو تاریخ دنیا مین نہایت مستند ہے) کہ عمر بن خطاب نے عائشہ کو پیغام دیا کہ اپنی چھوٹی بہن ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہم سے نکاح کر دو - عائشہ نے قبول کر لیا جب ام کلثوم نے سُنا تو کہا مین ایسے شخص سے عقد نہین کرتی جو خشن العیش ہے عورتون پر شدت کرتا ہے بی بی عائشہ گھبرا گئین اور عمرو عاص مکار سے سارا قصہ کہہ سُنایا اوس نے کہا گھبراؤ نہین ہم بند و بست کر لین گے عمر کو سمجھا دینگے - عمرو عاص نے عمر سے جا کر کہا ہمنے تمھاری ایک ایسی خبر سنی ہے کہ مین تمکو اوس سے خدا کی پناہ مین دیتا ہون - عمر - وہ کیا ؟ عمرو عاص - مین نے سُنا ہے کہ تم ابوبکر

کی بیٹی ام کلثوم سے عقد کرنا چاہتے ہو - عمر - پھر اسمین مضائقہ کیا ہے مجھمین عیب ہے یا اسمین؟
عمرو عاص - عیب کسی مین نہین مگر بات یہ ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر بہ کمال رفق و لینت
عائشہ کی صحبت مین پلی ہے اور شدت اور خشونت تمہاری اسدرجہ ہے کہ ہملوگ خوف کھاتے ہین
اور تمہارے کسی خلق بد کو بدل نہین سکتے پس اگر تمنے اوس سے نکاح کیا اور اوس سے کوئی قصور تمہاری
خدمت مین سرزد ہوا تمنے اوسکی کچھہ تنبیہ و تادیب کی تو اوس سے حق تلفی اور جفاے ناحق بر ابوبکر لازم
آویگی - عمر فوراً متنبہ ہو کر باز آئے اور کہا کہ پھر عائشہ سے کیا کہا جاے کہ ہم اونسے وعدہ کر چکے
ہین - عمرو عاص - ہم اسکا بندوبست کر لین گے - اور ہم تمکو اس سے بہتر جگہہ بتاتے ہین
کہ ام کلثوم بنت علی کی خواستگاری کرو - اور تعلق کرو اسمین ساتھہ سبب رسول اللہ کے
اور خطبہ کیا ام ابان بنت ربیعہ سے پس کراہت کی اوسنے اور کہا وہ بند کرتا ہے دروازہ کو اور منع
کرتا ہے خیر کو - آتا ہے تیوری چڑہائے ہوے اور نکلتا ہے منہ بنائے ہوے صـ۲۳ ج ۳ کنز مکتوم
صـ۳۴ - اور اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی مین یہ بھی ہے کہ ام کلثوم نے جب سنا تو
عائشہ سے کہا اگر تمنے میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی - مین ایسے شخص سے عقد
کرونگی جسکی بدولت دنیا سے متمتع ہون اسکے بعد وہی قصہ ہے عمرو عاص کے بلانیکا
اور سمجھانے کا صـ۱۵ اکنز مکتوم صـ۱۸۲ اس روایت سے بھی یقیناً معلوم ہوا کہ صرف توسل
رسول جو غرض نکاح ان روایتو نمین مذکور ہے غلط ہے کیونکہ استدعاء عقد ام کلثوم دختر
ابوبکر کے بعد بہ اغواے عمرو عاص یہ استدعا پیش کی گئی اور ظاہر ہے کہ خواہش ام کلثوم
دختر ابوبکر دوسری غرض سے تھی - تو یہ حصہ روایت کہ محض بغرض توسل رسول اللہ خطبہ ہوا
غلط ٹھہرا -

اور پہلے حدیث کل سبب و نسب کا موضوع ہونا باقرار ابن جوزی لآلی مصنوعہ سے مذکور ہوا
تو اب یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ از راہ مکر و حیلہ یہ حدیث پیش ہوی کیونکہ اسکا واضع خارجہ
مدتون بعد پیدا ہوا ہے - تو یہ روایت اوسوقت تک تصنیف کہان ہوئی تھی جو خلیفہ بیان
کرتے - پس معلوم ہوا کہ اصل قصہ بھی مثل حدیث کل سبب موضوع و غلط ہے
تعجب ہے کہ حضرت عمر وہمی حق تلفی ابوبکر سے باز آ کر اوس سے اعلیٰ درجہ کی یقینی حق تلفی

رسول کا خیال نکرین؟ اور عمرو عاص صحابی ہوکر حق تلفی رسول کو حق تلفی ابوبکر کے
برابر بھی نہ جانین - نہ اس سے نجات کی کوشش کرین - بلکہ برعکس اسکے خلیفہ کو لبھائین کہ بحیلہ
قرابت رسول مستدعی ہون - دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے
کہ خلیفہ ایسے احمق تھے کہ اونپر عمرو عاص کا فقرہ چل گیا اور وہ اس مکّار کے دام فریب
مین آگئے جو قصد عقد ام کلثوم بنت ابوبکر سے باز آکر ام کلثوم بنتِ علی کے عقد پر آمادہ
ہوگئے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نسبت مین کیسی سخت غلطی ہمسے ہورہی ہے مگر حقیقت یہ ہے
کہ اس قصہ مین خلیفہ کو صرف بیعقل خیرخواہوں کی ترکیب نے مورد الزام بنایا ہی کیونکہ اصل
واقعہ تاریخ کامل مین اسیقدر مرقوم ہے کہ عمر نے بجواب عمرو عاص کہا عائشہ سے کیا کیا جائے
کہ ہم کہہ چکے ہین عمرو عاص نے کہا ہم اوسکے لئے کافی ہین اور دلالت کرتے ہین ہمکو اس سے
بہتر کیطرف کہ وہ ام کلثوم بنت علی ہین - تعلق کرو ساتھ سبب رسول کے اور خطبہ کیا
عمر نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے پس کراہیت کی اوسنے اور کہا دروازہ اپنا
بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے داخل ہوتا ہے اور نکلتا ہے تیوری چڑہائے ہوئے
جس سے معلوم ہوا کہ عمرو عاص نے صرف اسکی راے دی تھی کہ ام کلثوم بنت علی سے بذریعہ سبب
رسول خطبہ کرو عمر کا خطبہ کرنا یہان مرقوم نہین بلکہ اُسکے بعد ام ابان سے خطبہ کرنا منقول ہے جس نے
انکار کیا - اور عمر کی تعمیل یا عدم تعمیل حکم عمرو عاص کچھ نہین مذکور ہے - تو معلوم ہوا کہ عمرو عاص
نے ایک راے دی تھی مگر حضرت عمر نے اوسپر خیال نکیا - اب جو حضرات علماے اہلسنت
اس واقعہ کو بیان کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ اغواے عمرو عاص پر عامل ہین کہ اس بہانہ اور
وسیلہ سے عقد خلیفہ کو ثابت کرین کہ رشتہ سبب رسول اللہ حاصل ہو جاے تو یہ کارسوائی
بالکل طبعزاد اہلسنت ٹھیرے بمصداق - پیران نمی پرند مریدان می پرانند - اور بہ نقل
شاہ عبد الحق صاحب تو یہ راے دینا بھی عمرو عاص کا ثابت نہین کیونکہ وہ اسیقدر ناقل ہین "عمرو عاص
نے فہمائش کرکے نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سے روکدیا" بعد اسکے کچھ نہین -

دوسرا فقرہ ان کل روایات کا یہ ہی کہ جناب امیر نے صغر سنی حضرت ام کلثوم کا عذر کیا
جو اسد الغابہ - استیعاب اور اصابہ تمامی روایات مین بالاتفاق مذکور ہے اور یہ بھی تمامی روایات

مین بتصریح مذکور ہی کہ چار یا پنج برس کا سن تھا۔ آپ خود ازالۃ العین سے ناقل ہین ع پنج شش سالہ
بود۔ مخلوبہ خود راکہ پنج شش سالہ بود ص ۲۲۱ ج ۲ منتہی الکلام مین ہے فدعا ام کلثوم
وہی یومئذٍ صبیۃ۔ اور یہ بھی تمامی کتب تواریخ اہل سنت مین مذکور ہی کہ یہ عقد عمر ۱۷ سنہ ہجری مین ہوا۔
اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کسیطرح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ ۱۷ سنہ مین چار یا پنج سالہ یا شش سالہ
قرار پاسکتی ہین یا نہین؟ اسکا فیصلہ خود آپ ہی کی یہ عبارت کرتی ہے "پس ۵ سنہ سے اوائل ۱۱ سنہ
تک ولادت حضرت زینب کبریٰ و حضرت زینب صغرا ملقبہ بام کلثوم و رقیہ و محسن کی ہوئی۔ اور یہہ
شہادت فدک ۱۱ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ پس ۵ سنہ سے ۱۱ سنہ تک کسی سنہ مین ولادت حضرت
ام کلثوم فرض کیجائے باعتبار کسی سنہ کے ان سنین مذکورہ مین سے ام کلثوم قابل شہادت نہین
ہوسکتین بالفرض اگر ۵ سنہ جو اول سنہ ہی ثابت ہو تو بھی ہفت سالگی ناقص سمجھی جاتی" ص ۴۳
پس جب بقول آپکے ۱۱ سنہ مین ہفت سالہ ہوئین تو ۱۷ سنہ مین چاردہ سالہ۔ اور یہ سن کسی ملک کسی ولایت
مین کمسنی کا سن نہین بلکہ پوری جوانی کا سن ہی چہ جائے ملک عرب جیسے گرم ملک کی عورتین خصوصاً قریش
جنکو بی بی عائشہ کی ہم بستری بتقاضائے والدین ابتدائے نہ سالگی مین واقع ہوئی۔

خدا تعصب کا برا کرے جو آدمی کو اندھا بہرا بنا دیتا ہی ایسی موٹی بات بھی سمجھ مین نہین آتی اور راویان اہل سنت ہین کہ اس
بیباکی سے کہے جاتے ہین کہ حضرت امیر نے جناب ام کلثوم کو جنکا یہ سن ہم نے مذکور ہوا بلا عقد بلا نکاح
عمر کے پاس بھیجدیا اور عمر نے مجمع عام مین گودی مین بٹھایا بوسہ لیا سینہ سے چمٹایا کشف ساق
کیا وغیرہ وغیرہ جس سے عام مسلمانونکے خون مین جوش پیدا ہو چہ جائے میر برکات حسن صاحب
سے سید حسینی واسطی بلگرامی کے کہ وہ اس فخر سے ان واقعات کو بیان کرین بلکہ صغر سنی وغیرہ کی نسبت
یہ کہین" باقی رہا شبہ صغر سنی اور تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح و بسط لکھا ہی ملاحظہ کر لیا
جائے اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پرانے ڈھکوسلے اور قدیم جو چلے ہین مین ہرگز
اسطرف متوجہ نہین ہوتا ص ۱۲ مگر واضح رہے کہ یہ بے توجہی ما مولف صاحب کی اسوجہ سے ہے کہ آیات
بینات و ازالۃ الغین مین اس امر کا کوئی جواب نہین دیا گیا ہو تو اب جو چاہ ڈھکوسلہ نہین تو کیا کہین؟
اور ایک روایت سے جو تاریخ عقد ۲۰ سنہ قرار پاتا ہی تو اوسوقت سن حضرت ام کلثوم کا ہفتدہ سالہ
قرار پاتا ہی۔ تو آپ فرمائیے وہ حصہ روایت کا کہ چار یا پنج برس کی لڑکی تھی کیونکر درست رہ سکتا ہی

کنز مکتوم مین پوری طور پر ثابت کر دیا گیا ہو کہ کسیطرح سے حضرت ام کلثوم کا ۱۷ھ مین سن ۹ یا بارہ برس سے کم ہونا محال ہے صفحہ ۱۹ ملاحظہ ہو جسکی ایک دلیل یہ بھی ہو کہ حضرت ام کلثوم نے روایت کی ہے جناب سیدہ سے جسکے لئے لااقل بوقت وفات جناب سیدہ ۱۱ھ مین پانچ برس کا ہونا ضروری ہے اس سے کم کی روایت قابل قبول نہین تو ۱۷ھ مین ۱۱ برس کا سن ضرور ہوگا ورنہ ۲۰ھ مین ۱۴ برس کا اب دو ہی صورت ہو سکتی ہی ایک یہ کہ ہم ان سب روایتونکو غلط اور موضوع اور افتراے اہل سنت قرار دین تب تو کوئی درد سری ہمکو نہین کرنی پڑتی کیونکہ محال بات کبھی ممکن الوقوع نہین۔ دوسری صورت یہ ہی کہ اگر روایت کو کسیطرح قبول کرین تو اسکے قائل ہون کہ علماے اہل سنت کو کسیوجہ سے دھوکھا ہوا کہ ایک شخص کا حال دوسری کیطرف بوجہ اشتراک نام منسوب کر دیا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ ام کلثوم بنت ابوبکر جس سے استدعا کرنا حضرت عمر کا قبل اس عقد موہوم کے یقینی ہی ۱۷ھ مین یہی سن تھا جو ان سب روایتون مین بالاتفاق مذکور ہے۔ کیونکہ باتفاق تمامی اہل سنت ولادت ام کلثوم مذکورہ بعد رحلت ابوبکر ۱۳ھ کے اخیر مین ہی جو ۱۷ھ مین چار برس کی ٹھہری تو اوسکو ما بین الاربع والخمس کہنا بہت صحیح ہو اب ان دونون یقینی باتون سے کہ عمر نے خطبہ ام کلثوم بنت ابوبکر کیا۔ اور سن ام کلثوم کا اوسوقت چار پانچ برس کا تھا وہی بیان یقینی طور پر غلط ہو گیا کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت فاطمہ کا ہے جنکا سن شریف اوسوقت چودہ یا بارہ یا کم سے کم نو برس تھا جسکا بہت بڑا موید یہ واقعہ بھی ہی کہ مغیرہ اسی ۱۷ھ مین بجرم زنا ماخوذ ہوا تھا جسپر گواہی تین صحابہ کی پوری گذری مگر چوتھے گواہ زیاد نے بایماء خلیفہ دوم کچھ کوتاہی کی جس سے مغیرہ کو رہائی ملی۔ تو جب ماہ ذیحجہ مین بزمانہ حج وہ عورت ام جمیل نامی جسکے ساتھ مغیرہ نے زنا کیا تھا حاضر دربار ہوئی تو عمر نے مغیرہ سے پوچھا اس عورت کو (ام جمیل) پہچانتی ہو؟ مغیرہ نے کہا ہان یہ ام کلثوم بنت علی ہے (معاذ اللہ خاک بدہانش) کیون صاحب کوئی عاقل مان سکتا ہی کہ جس چار سالہ ام کلثوم سے خلیفہ نے اسی سال عقد کیا ہو اور ماہ ذیقعدہ مین ہم بستری بھی ہو چکی اوسکی نسبت مغیرہ ایسا کہہ سکتا ہو کہ ایک زن زانیہ کو اوسکا مغلیہ یا عین اوسکا قرار دے؟

ہو سکتا ہے کہ بسبب عداوت حضرت علی کے ایسا کلمہ کفر اوسکے منہ سے نکلے اور خلیفہ صاحب کو بھی کچھ جوش نہ آئے۔ مگر زوجہ خلیفہ کی نسبت کیونکر ایسی بے ادبی کا کلمہ کہہ سکتا ہو۔

دوسرے مغیرہ عقلائے روزگار سے تھا وہ کیونکر ۳۰ یا ۴۰ برس کی عورت کو ۴ یا ۵ سالہ لڑکی سے تشبیہ
یا مشابہ کر سکتا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ام کلثوم ہرگز چہار یا پنج سالہ اوسوقت نہ تھین
غرض اس صورت مین اتنے محالات لازم آتے ہین (۱) جو ام کلثوم ۱۱ھ مین بقول مخاطب ہفت سالہ
تھی ۱۷ھ مین چار سالہ یا پنج سالہ کیونکر ہو سکتی ہو (۲) اوسی چار سالہ یا پنج سالہ سے ماہ ذیقعدہ
مین اوسی سن کے ہم بستری کیونکر ہو سکتی ہو (۳) جس عقد کا مہینہ تاریخ نہ معلوم ہوا وسکے
زفاف و ہم بستری کا حال کیونکر معلوم ہوا (۴) اگر ام کلثوم بنت علی کا عقد عمر سے ہوا ہوتا تو مغیرہ
ایسی شرارت کا کلمہ کیونکر کہتا جو ام جمیل کو کہا یہ ام کلثوم بنت علی ہین (۵) اگر ام کلثوم بنت علیؑ بقول
اہل سنت چار سالہ یا پنجسالہ تھین تو مغیرہ نے تیس چالیس برس کی عورت کو کیونکر کہا کہ یہ فلان
عورت ہو جسکا اوسوقت سن چار یا پنج برس کا تھا۔ یہ سب محالات اوسیوقت لازم آتے ہین کہ حضرت
ام کلثوم کیطرف اس عقد کی نسبت کیجائے۔ ورنہ اگر اصل امر پر لحاظ ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر سے
متعلق تو کوئی خرابی نہین لازم آتی (۱) ۱۳ھ مین پیدا ہوئی تو ۱۷ھ مین چار برس کی تھی
(۲) ہم بستری دوسری زوجہ عمر سے ہوئی جسکا بھی نام ام کلثوم تھا (۳) مغیرہ دشمن علیؑ تھا
اور علی کی دشمنی عمر کو بھی تھی اسوجہ سے ایسا کلمہ بے ادبی زبان پر لایا (۴) حضرت ام کلثوم کا سن
چار یا پنج برس کا نہ تھا جو چار یا پنج برس کی لڑکی کی تشبیہ ۳۰-۴۰ برس والی عورت سے محال ٹھہری
باقی رہا یہ شبہ کہ ان روایتون مین حضرت علی کا بھیجنا ام کلثوم کو مذکور ہو اگر وہ دختر ابوبکر
تھین تو جناب امیر کے نہ بھیجنے بھیجانے یا بات چیت سے کیا واسطہ پس یہ ایسا شبہ ہو کہ اہلسنت
اسکو زبان پر بھی نہین لا سکتے جو اسکے مدعی ہین کہ باخود ہا مین کمال درجہ کا اتحاد و اتفاق تھا
تو پھر کون سنی کہہ سکتا ہے کہ ایسے وقت مین جب بی بی عائشہ نے عمر عاص سے مددلی جس سے کوئی
واسطہ نہ تھا۔ تو جناب امیر سے کیون نہ مددلی ہوگی جو سوتیلے ہی سہی داماد تو تھے۔ اور ابوبکر کی
زوجہ اسما بنت عمیس حضرت کے عقد مین تھین اور محمد بن ابی بکر حضرت کے ربیب تھے اسی
گھر مین رہتے۔ اور عبدالرحمن بن ابی بکر بقول واقدی حضرت کے شاگرد تھے۔ تو اب
عزیز قریب کی مدد نہ لینا اور غیر کی لینا بالکل خلاف عقل ہو۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ جب جناب
امیر کی فہمائش واقعی ہو کہ ام کلثوم بنت ابوبکر کمسن ہو قابل عقد نہین جسکو اصرار خلیفہ پر

حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا۔ خلیفہ دوم نے نہ مانا تو عائشہ نے عمرو عاص حیلہ ور کو بلایا ہو جو
ایک فقرہ مین اپنا کام کرلے۔ کیونکہ مکّارونکا جواب کچھ مکّارون ہی سے خوب بنتا ہو۔ عاقلانہ محققانہ
تحقیق تو اسکی مقتضی ہے۔ اور جاہلانہ عامیانہ خیال اسکو کہ دنیا بھر کا محال لازم آوے تو آوے
مگر ہم اپنا عقیدہ نہین بدلتے کہ قربان جائیے اہل سنت کی عقل رزین کے جنکے مورخ یہ بھی لکھتے ہیں
کہ ام کلثوم کا سن بوقت عقد موہوم ۱۷ھ چار برس کا تھا صبیہ تھی جسکو شیر خوارہ کہتے ہین
اسپر یہ بھی کہتے ہین کہ نہین عقد ضرور ہوا اور اسپر ترقی یہ کہ اوسی ۱۷ھ کی ذیقعدہ مین ہم بستری
ہوگئی۔ کوئی درجہ باقی نہ ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ اور اسکے بعد اسی سن کی ذیحجہ مین مغیرہ
نے وہ کلمہ کہا جو زوجہ عمر کی نسبت کسیطرح نہین کہہ سکتا۔

اب مین اصلی راز اسکا ظاہر کردون کہ یہ سب واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے منتقل ہوکر بنت فاطمہ
کیطرف کیون منسوب ہوئے ہین وجہ اسکی یہ ہو کہ اہل سنت اس جھونک مین کہ ابوبکر کو خلافت بلا استحقاق
نہین ملی بلکہ بعوض حسن خدمات مستحق ہوئے۔ یہ بیان کرگئے ہین کہ جب حضرت خدیجہ نے انتقال
کیا تو ابوبکر نے اپنی بیٹی عائشہ شش سالہ کو حضرت کی خدمت مین پیش کیا کہ یا حضرت یہ آپکی دلبستگی
کیلئے حاضر ہے۔ جسکے بعد سے حضرت نے آمد و رفت مکان ابوبکر مین شروع کی۔ اور جب
حضرت آمادہ عقد ہوئے تو بڑی میان شتر غمزے کرنے لگے کہ اسکی نسبت تو مطعم کے بیٹے سے مقرر ہے
اور بعد عقد بلکہ بعد ہجرت باہتمام تمام کھلا پلا کر طیار کرنے پر بھی جب حضرت نے کچھ توجہ نہ کی تو ابوبکر
نے تقاضا شروع کیا کہ آپ عائشہ کا زفاف کیون نہین کرتے یہانتک کہ خود ابوبکر نے بخیال
اسکے کہ حضرت کے پاس مہر کا روپیہ نہو مہر کا روپیہ بھی لاکر موجود کیا اسپر بھی انکی خاطر پوری نہوئی
تو ایک روز حضرت انکے یہان ملاقات کو آئے ہوئے تھے لوگون کو اوٹھ جانے پر زوجہ ابوبکر نے عائشہ کا
بناؤ سنگار کرکے زبردستی حضرت کی گود مین بٹھلا دیا۔

(دیکھو تبصرۃ السائل مین منقولات قرۃ العینین وغیرہ)

غرض یہ سب باتین تو اس جھونک مین پیش کین کہ ان وجہون سے استحقاق خلافت حاصل تھا
اور خلیفہ دوم نے اس مواخذہ پر کہ ہمنے حفصہ سے نکاح کرنیکو ابوبکر سے کہا تھا انہون نے نہ مانا
جسپر انکو بہت رنج ہوا تھا۔ یہ چاہا کہ اب ہم برور خلافت خلیفہ اول کی بیٹی سے عقد کرلیتے ہین۔ جسکے

لئے ظاہری بہانہ یہ بنایا کہ حق ابو بکر ادا ہو۔ بیٹی اونکی بڑی بزہی جس سے یہ شرف بھی انکو ملتا ہو
کہ رسول اللہ کے ہمزلف بنتے ہین۔ ام کلثوم کی نارضامندی پر عائشہ کو تردد ہوا جناب امیر سے
اعانت چاہی حضرت نے واقعی عذرونکو بیان کیا جسکو خلیفہ نے نہ مانا۔

اہل سنت کو جب کچھ ہوش آیا اور ان بیغیرتیون سے شرمائے تو اونھون نے یہ سوچا موقع
خوب ملا ہے دونون کا نام بھی ایک ہی اگر مواخذہ ہوگا اشتباہ نام کا عذر کردینگے سردست
تو ان واقعات کو ام کلثوم نواسی رسول کیطرف منسوب کردو جسکے لئے قرینہ بھی موجود ہے کہ
جناب امیر خلیفہ کی فہمائش کرتے ہین اگر کوئی مسلمان ابو بکر والی بیغیرتی کے روایتون پر اعتراض
کریگا۔ تو ہم ان واقعات کو دختر رسول کے پیش کرکے لاجواب کردینگے دوسرا یہ خیال بھی محرک
ہوا کہ اگر عوام الناس یہ سنین گے کہ ام کلثوم بنت ابو بکر نے عقد عمر سے انکار کیا اور کہا اگر عمر سے
میرا عقد کیا تو قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ تو اس سے عوام کو حضرت عمر سے نہایت درجہ شک پیدا
ہوگا۔ لہذا یہ سوچا کہ ان واقعات کو ام کلثوم بنت علی کیطرف منسوب کردین جس سے عوام الناس کو
تردد ہو کیونکہ عداوت حضرت عمر خاندان رسالت سے سبکو معلوم ہے تیسرا خیال یہ بھی باعث ہوا
کہ اس سے عظمت وجبروت خلیفہ عیان ہے جسکی تہ مین اونکی خدا ترسی اور حق شناسی بھی مخفی
کیجاتی ہو کہ بخیال عقوبت اخروی یہ وسیلہ چاہا اس سے اہل بیت کی رعایت انکے ساتھ
بھی دکھائی گئی ہو جس سے انکی ایمانداری اور فضیلت بھی ظاہر ہو۔ بخلاف اسکے ابو بکر کی بیٹی
ام کلثوم کے خطبہ عقد بلکہ عقد سے بھی کوئی نتیجہ نہین نکلتا بلکہ ایک طرحکی حماقت وخرافت وسفاہت
ظاہر ہوتی ہے کہ اس بڑھاپے مین چار پانچ برس کی لڑکی سے عقد کرنا محض خرافت ہی اسکی
اصلاح کیلئے ہوا خواہون نے یہ فکر کی کہ ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف اس واقعہ کو منسوب کیا تاکہ
ان الزامون سے خلیفہ کی برات ہو اور اوسکے ساتھ توہین اہل بیت بھی حاصل ہو جو عین مدعائے
اہل سنت ہی اسکی اونکو کہان خبر تھی کہ آئمہ اطہار کی کرامت واعجاز سے فخر المحققین صدر
المدققین لسان المتکلمین جناب حکیم مولوی علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہم لون اسکی تحقیق
فرمائینگے جس سے ہر ایک واقعہ ایسی طرح سے علٰحدہ ہوگا کہ کسی اندھے کو بھی شک نہ ہے۔
تیسرا مضمون قدرے نسبت مذکورہ ساتھ اولاد جعفر طیار کے کل روایات مذکورہ مین

موجود ہو اور روایات صحیحہ اہل سنت سے بلکہ خاص صحیح بخاری کی رعایات سے یہ بھی ثابت ہے
کہ جب نسبت مقرر ہو جاے تو پھر دوسرے کو نسبت کرانا جائز نہین۔ پس اس سے بھی لغویت
اس واقعہ کی ثابت ہی کہ کیونکر خلیفہ خلاف حکم رسول مستدعی ہو سکتے تھے ؟ اور جناب امیر قبول
فرما سکتے تھے ؟ قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عذر بھی حضرت کا بہ نسبت اوسی ام کلثوم
بنت ابوبکر کے ہے کیونکہ حضرت زینب وام کلثوم کا عقد تو عبد اللہ بن جعفر و محمد بن جعفر سے
ہو چکا تھا جسکے بارے مین خود حضرت رسول اللہ نے فرمایا تھا بناتنا لبنینا۔ بیٹے ہمری بیٹیون
کے لئے ہین یہ حضرت زینب وام کلثوم دعبد اللہ و محمد فرزند جعفر کی نسبت بعد شہادت حضرت
جعفر فرمایا تھا تو اب کسکی مجال ہے جو اس نسبت کو توڑے اور اہلسنت کے لئے تو وقوع عقد کے
بھی جملہ کافی ہی تو اونکے مذاق پر کہہ سکتے ہین رسول اللہ خود ان دونون صاحبزادیونکا عقد کر چکے
تھے غالباً عون بن جعفر کی نسبت حسب خواہش اسما بنت عمیس جو انکی مان تھین اور بعد کو
زوجہ ابوبکر ہوئین۔ ام کلثوم بنت ابوبکر سے مقرر تھی جسکو دوبارہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے
پیش کیا کہ تم اوس سے کیونکر عقد کر سکتے ہو نسبت تو لگی ہوئی ہے۔
چوتھا جملہ جو کل روایتون مین مذکور ہی وہ یہ ہی کہ اصرار خلیفہ پر جناب امیر نے ام کلثوم کو عمر کے پاس
بھیجدیا جسپر عمر نے بوسہ لیا اور سینہ سے چمٹایا اور کشف ساق کیا۔ اوسپر ام کلثوم نے کہا اگر تو امیر
المومنین نہوتا تو مین طمانچہ مارتی جس سے تیری آنکھین اندھی ہو جاتین۔
اس روایت کی نسبت سبط ابن جوزی بقسم شرعی فرماتے ہین کہ باجماع امت مس اجنبیہ حرام ہے
لونڈیون کی نسبت بھی خلیفہ ایسے امر کے مرتکب نہین ہو سکتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے سا
جس سے اصل روایت کا موضوع و غلط و افترا ہونا ثابت ہوا باقی رہا فقرہ مہ لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک خود ظاہر کر رہا ہی کہ یہ حضرت خلیفہ اول ابوبکر کی بیٹی کا فقرہ ہے جو ایک زمانہ تک خلافت کرکے
راہئی ملک عدم ہوئے جنکے ماتحتی اور اطاعت مین حضرت عمر ہمیشہ سرگرم رہے یہ لڑکی ابوبکر کی کہتی ہے
اگر تو بادشاہ نہوتا تو طمانچہ مارتی۔ چنانچہ موید اسکا وہ واقعہ بھی ہی کہ جب ام کلثوم بنت ابوبکر نے
سنا کہ میرا عقد عمر سے ہوتا ہے تو انکار کیا اور کہا خشن العیش ہے شدید ہے عورتونپر اور
عائشہ اپنی بہن کو دھمکی دی تھی کہ اگر میرا عقد عمر سے کیا تو قبر رسول پر فریاد کرونگی۔ یہ دہی

شجاعت بکری اور حکومت خلافت سابقہ کا اثر ہے جسنے اس جرأت و دلیری پر آمادہ کیا ورنہ بنت علی ایسا
کلمہ کیونکر کہہ سکتی تھین جنہون نے اپنی آنکھون وہ سب مصائب دیکھے کہ فدک قرق ہوا گھر جلایا
گیا پس جسکے مان باپ پر یہ ظلم و ستم ہوا وسی مظلومہ کو یہ جرأت کہان ہوسکتی ہو کہ خلیفہ وقت کی نسبت
ایسا کلمہ کہے پانچوان چند جوان روایتون مین بالکل مذکور نہین وہ واقعہ عقد ہے کہ ذکر اسکا نہین ہے
کہ عقد کیونکر ہوا۔ کیونکہ پہلی روایت مین تو صرف خطبہ عمر اور بھیجنا ام کلثوم کا مذکور ہو دوسری مین اسقدر
ہے کہ تزوج تیسری مین موت زید وام کلثوم اور آخری روایت مین صرف عمر کا کہنا کہ نکاح کردو اور
جناب امیر کا کہنا کہ کردیا اور عمر کا مہاجرین سے طالب مبارکباد ہونا۔
نہایت حیرت کا مقام ہو کہ جس نکاح مین اسقدر رد و کد انکار و اصرار واقع ہوا ور ایسے اسرار مخفیہ
بیان کیے جائین جنسے اخص خواص بھی مطلع نہون اوسکا اصلی نتیجہ اس عنوان سے بیان ہو کہ محقق
کو کسیطرح اوس سے تشفی نہو۔ تشفی کیسی کسیطرح وقوع نکاح کی بو بھی نہ دے۔
کیونکہ اصل واقعہ تو ایک ہے جسکو ایک راوی یہ بیان کرتا ہو کہ علی نے ام کلثوم کو بھیجا بعد اوسکے
کچھ نہین دوسرا راوی اوسی واقعہ کو بلفظ تزوج ادا کرتا ہو اور تیسرا راوی کہتا ہے کہ عمر کی خواستگاری
پر علی نے کہا کردیا۔ ایک بیان دوسرے بیان کا ایسا مخالف ہو کہ کسیطرح اونمین ربط نہین ہوسکتا
یہ بیان کہ عمر مہاجرین و انصار سے طالب مبارکباد ہوئے اور یہی اسکی قلعی کو ظاہر کرتا ہی کیونکہ
نکاح ایسی چیز نہین ہو جو مخفی طور پر ہوجاے کہ کسیکو خبر بھی نہو حتے کہ مہاجرین کو بھی خبر نہو چنانچہ
شرائط نکاح سے یہ بھی ہے کہ اوسکا اعلان کیا جاے اہل شہر کا مجمع ہو اسیوجہ سے خلیفہ دوم اوس
نکاح کو باطل جانتے تھے جسپر صرف ایک مرد و ایک عورت شاہد ہو۔
غرض اس مجمل بیان سے جسمین نہ صورت عقد مذکور ہو نہ خطبہ نکاح نہ تاریخ نہ مہینہ نہ حضار جلسہ
کے اسامی گرامی نہ ولیمہ وغیرہ جو لوازم نکاح کا ہو۔ اور بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہو کہ عقد
کی اصلیت کچھ نہین ہے صرف واقعہ اسیقدر ہے کہ عمر نے جب بیان جناب امیر کو دربارہ خواستگاری
ام کلثوم بنت ابو بکر قابل پذیرائی نہ سمجھا تو حضرت سے کہا کہ آپ اوسکو میرے پاس
بھیجدین جسپر حضرت نے بھیجدیا اسی مضمون کو راویون نے بہ الفاظ مختلفہ بیان کیا کسی نے
کہا بھیجدیا کسی نے کہا تزویج کردیا کسی نے کہا کہ جناب امیر نے فرمایا ہمنے تمہارا کہنا قبول کیا

جہان بوجہ اشتراک نام یہ واقعہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کیطرف منسوب ہوا یا کیا گیا اوسکے ساتھ تزویج بھی وہمی طور پر بیان کردی گئی جسکے لئے اور ازواج عمر کا نام ام کلثوم ہونا بھی مویدہوا زیادہ توضیح کنز مکتوم مین ملاحظہ ہو صہ ۱۳۵

تعجب بالائے تعجب یہ ہیکہ ام کلثوم بنت ابوبکر چار سالہ سے تو اجازت لیجائے کہ تیرا عقد عمر سے ہوتا ہے اور وہ انکار کرے۔ اور ام کلثوم بنت جناب امیر سے مطلقا اذن نہ لیا جاے جو یقیناً اوسوقت بالغہ تھین۔ اذن لینا کیا انکار پر وہ ایسی مجبور کیجائین کہ نہین ضرور تمھارا عقد اوسی بڈھے سے ہوگا جس سے تم نفرت کرتی ہو اور انکار کرتی ہو۔ معلوم نہین کس شریعت مین یہ جائز ہے کہ عورت بالغہ عاقلہ رشیدہ کا نکاح بالجبر کردیا جاے گو وہ انکار کرتی ہے۔ چھٹا جملہ جو ان کل روایات مین مذکور ہے چالیس ہزار درہم مہر کا مقرر ہوا جسکی غلطی یون ظاہر ہیکہ شاہ ولی اللہ صاحب مذہب فاروقی مین لکھتے ہین انکا مذہب یہ تہا کہ مہر مین زیادتی نہو پانچ سو درہم شرعی سے زیادہ نہو جو دختران رسول کا مہر تھا۔ اور نیز حضرت کی ازواج کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی پر زور دلیلون سے اس مذہب عمری کے حقیت ثابت کی ہی اور شاہ ولی اللہ نے بڑے تفحص سے اتنا نکالا ہے کہ دو ہزار درہم کی بہزار مشکل خلیفہ نے اجازت دی تھی۔ اور صدہا روایتین موجود ہین جنسے خلیفہ کا انکار زیادتی مہر سے ظاہر ہے۔ تو اب کون سنے کہہ سکتا ہیکہ خلیفہ نے خلاف اپنے مذہب کے ۴۰ ہزار درہم اپنے عقد مین مہر مقرر کیا۔ اور جناب امیر نے خلاف رواج خاندانی اور خلاف روایات رسول ربانی اتنا مہر لینا قبول فرمایا۔ تو اب بجز اسکے کوئی صورت نہین کہ یا ان سب روایتون کو غلط کردین یا یہ کہین کہ علما کو یہان بھی اشتباہ ہوا۔ یہ دوسری یا تیسری ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جس سے ایام جاہلیت مین عقد کیا تھا کہ اوس زمانہ مین مہر کثیر مروج تھا۔ یا صلح حدیبیہ والی ام کلثوم زوجہ عمر کا مہر ہے جسوقت تک اونکا جتہاد اس مسئلہ مین نہوا تھا کہ دو ہزار سے زیادہ مہر نہ دینا چاہئے دیکھو کنز مکتوم صہ ۱۰۴

اگر اسپر بھی تسکین خاطر نہو تو میزان الاعتدال جلد دوم کی یہ عبارت ملاحظہ ہو کہا جورجانی نے تینون ضعیف ہین حدیث مین بغیر بدعہ و گمراہی کی قتیبہ بن سعید عبداللہ بن زید سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ اسلم سے ناقل ہے کہ عمر نے ۴۰ ہزار درہم مہر مین دیا ام کلثوم بنت علی کو ق ۲۰۹ کہئے صاحب اب تو تصریح جورجانی یہ روایت موضوع اور تینون راوی اوسکے ضعیف قرار پاگئے

پھر ایسی روایتون پر آپ کیونکر ایمان لا سکتے ہین۔ یہ موضوعیت کچھ ایسی حاوی ہو کہ نکاح اور مہر دونون کو شامل ہو جس سے آپ یہ نہین ثابت کر سکتے کہ صرف ۴۰ ہزار درہم وضعی ہو کیونکہ یک بام و دو ہوا غیر ممکن ہے۔

چھٹا۔ مضمون اسکا یہ ہو کہ بعد وفات عمر عقد حضرت ام کلثوم کا بجبر جناب امیر و مخالفت حسنین حضرت عون بن جعفر کے ساتھ ہوا

اسکی غلطی یون ظاہر ہو کہ کل علمائے اہل سنت جنھون نے عقد ام کلثوم کو لکھا ہے یہ بھی لکھتے ہین کہ عون بن جعفر جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوئے دیکھو اصابہ و استیعاب وغیرہ صفحہ ۱۴۱ تو اب یہان بھی وہی دو صورت ہو کہ یا روایات مذکورہ کو غلط کرین یا اشتباہ کے قائل ہون کیونکہ بعد موت زندہ ہونا۔ شادی ہونا یقیناً محال ہو۔ اس عقد عون بن جعفر کے ساتھ یہ جملہ کہ بعد عمر ہوا ویسا ہی معلوم ہوتا ہو جو عدالتی گواہونکو دو ایک بات سکھا دیجاتی ہو کہ اتنا ضرور کہنا وکیل مختار ہزار گھما دیھر آکر یہیں لائین اگر اسکو نہ بھولنا یہی حال ہو اہل سنت کی ان روایتون کا کہ عقد عمر یاد کر لیا گیا ہے وہ کسیطرح نہین چھوٹتا دنیا بھر کی بات کہہ جاؤ مگر مرغی کی ایک ٹانگ اگرچہ اس جملہ کو بحث عقد عمر سے زیادہ تعلق نہین ہے مگر علمائے اہل سنت کی تحقیقات کا حال اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی نافہمی سے کیسے کیسے بیش بہا افتادہ غلطیون مین مبتلا ہوتے ہین۔

ساتوان جملہ یہ ہو کہ ان سب روایتون مین یہ بھی مذکور ہو کہ بعد عون عقد ام کلثوم کا محمد بن جعفر سے ہوا اور بعض روایتون مین مقدم ہین عون پر۔ حالانکہ وہی مورخین، محدثین اسکے بھی قائل ہین کہ محمد بن جعفر نے بھی جنگ تستر مین وفات پائی پھر فرمائیے جب عہد عمر مین بھی شہید ہو چکے تھے تو پھر بعد کو زندہ کیونکر ہوئے جنھون نے بعد عون یا قبل عون عقد کیا ان سب خرابیون کا سبب وہی اشتراک نام ہو اور تحقیق نہ کرنا یا عمداً دھوکا دینا ہے علمائے اہل سنت کا کہ چند آدمیونکی مختلف واقعات بسبب اتحاد اسم ایک آدمی کیطرف منسوب ہوئے

اصلیت یون ظاہر ہوتی ہو کہ چند زوجہ عمر کا نام ام کلثوم ہی تھا اور ایک ام کلثوم بنت ابوبکر سے انھون نے خواستگاری کی جسپر اُدھر سے انکار اِدھر سے اصرار ہوا بوجہ زوجیت ام کلثوم سابق سامعین کو یقین ہوا کہ عمر نے جسکی خواستگاری کی اور انکار ہوا اوسی سے یہ عقد بھی ہوا جو آج زوجہ خلیفہ ہے اور ام کلثوم بنت ابوبکر کی نسبت عون بن جعفر سے مقرر تھی یا بچپن ہی مین دونونکی شادی ہوئی تھی

جسکے بعد عون جنگ تستر مین شہید ہوگئے تو اس واقعہ کی تاریخ بدلکر یہ بیان کردیا کہ بعد عمر انکا عقد ہوا۔
اور ام کلثوم بنت جناب امیر کا عقد حضرت زینب کے شمول مین محمد بن جعفر سے ہوچکا تھا جنکا زندہ رہنا جنگ صفین تک یقینی طور پر ثابت ہی جنکی اولاد بھی ہوئی کہ اونکے بیٹے قاسم بن محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ بعد اسکے کہ محمد بن جعفر بھی جنگ تستر مین شریک ہوئے ہونگے اور انکے بھائی عون وہان شہید ہوئے علمای اہل سنت نے مغالطہ مین اکر انکی شہادت کے بھی وہین قائل ہوگئے حالانکہ موجودگی محمد بن جعفر جنگ صفین مین یقیناً ثابت ہی۔ غرض واقعات کل صحیح ہین ہیر پھیر ہی تو نسبت واقعہ مین کہ کون کسکا واقعہ ہی کون کسکا۔ بے عقلی کے سبب سے تمیز نہ کرسکے سب واقعہ کو گڈبڈ کرکے بیان کردیا مگر اصلی مقصد عقد عمر کو نہ بھولے۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار
آٹھوان جملان سب روایتونکا یہ ہی کہ ان تین عقدونکے بعد عقد حضرت ام کلثوم کا عبداللہ بن جعفر سے ہوا بلکہ خود جناب امیر نے یہ عقد کردیا جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے صد ۹۲۹
اس واقعہ مین یہ خرابی ہی کہ حضرت عبداللہ شوہر حضرت زینب ہین تو اب انسے عقد کیونکر ممکن ہی جمع بین الاختین لازم آتا ہی؟ اور حضرت زینب کی موجودگی مین تا بہ معرکہ کربلا بلکہ بعد اوسکے کسی قسم کا کسی غرض سے کیسکو عذر نہین۔ تو اب اگر یہ عقد کسیطرح ممکن ہو تو بعد رحلت حضرت زینب جو یقیناً بعد ۶۲ سنہ ہجری ہی جس سے وہ دعوے کہ ام کلثوم اور زید مان بیٹے ساتھ وفات کی غلط ہوتا ہی حالانکہ بقول عبدالعزیز و حیدر علی یہ متواتر ہی۔
خدا عقل دے اہل سنت کو جو کچھ بھی تحقیق کردیے ہوون اور واقعات مین غور کرنے کے عادی ہوون اب پھر وہی دو صورتین ہین یا سب روایت غلط۔ یا یہ کہ اشتباہ روات کے قائل ہون جسکی بھی چند صورتین ہین یا کسی ام کلثوم زوجہ عمر سے حضرت عبداللہ نے عقد کیا۔ یا ام کلثوم دختر ابو بکر سے عقد کیا بعد عون بن جعفر کے۔ یا بعد طلحہ کے جو جنگ جمل کیوقت شوہر ام کلثوم بنت ابو بکر تھے۔ یہ سب صورتین اوسوقت کی ہین کہ بقول ازالۃ الغین نکاح پڑھنے والے جناب امیر تھے۔ اور اگر اس خیال کو دفع کرسکے (کیونکہ یہ غلط فہمی و کم لیاقتی حیدر علی کا قصور ہی جنہون نے تزوجہا اخوہ کا یہ ترجمہ کیا کہ حضرت نے اونکا عقد عبداللہ بن جعفر سے کیا) صرف عقد ام کلثوم کا خیال کرین تو یہ ممکن ہی کہ بعد رحلت حضرت زینب حضرت عبداللہ کا عقد ام کلثوم بنت فاطمہ سے ہوا ہو مگر واقعہ کربلا ایسا نہین ہوا تھا جسکے بعد کسی بنی ہاشم کو ایسے خیالات پیدا ہون۔ تو اب اصلیت اسکی اسقدر

رکھی کہ چونکہ زمانہ موت حضرت عبداللہ اور موت حضرت ام کلثوم قریب قریب واقع ہے۔ اسی سے
کوئی موت ام کلثوم کا قبل وفات عبداللہ قائل ہو کوئی بعد کا۔ اس قرب زمانہ موت سے یہ جوڑ بھی
لگا دیا گیا کہ ان دونون مین عقد بھی ہوا حالانکہ اصل منشا بیان کرنیوالونکا تعین زمانہ موت تھا
نہ بیان عقد یہ امر نہایت درجہ قابل غور ہو کہ حسب روایات اہل سنت ہر بیوہ گری کے بعد عقد اوس
سیدۂ مظلومہ کا اپنی ہی خاندان مین ہوا خواہ برضا انکی یا بجبر جناب امیرؑ۔ تو اب کس عقل سے کوئی
قائل ہوسکتا ہو کہ پہلا عقد خلاف خاندان ایک ایسے شخص سے کیا گیا جسکی نسب کا ابھی تک
ٹھکانا نہین لگا آخر وہ کونسی مصیبت تھی کہ جناب امیر نے اپنی چار سالہ لڑکی ایسے بڈھے خبیث
سے بیاہ دیا؟ یہ تقریر بھی ہماری اوسی بنیاد فرض اور تسلیم پر ہو کہ ہر امر سے ہم قطع نظر کر کے اسکے
قائل ہون ورنہ اتنی محال باتونکے لازم آنے پر کوئی عاقل ایک منٹ کیلئے بھی کیونکر عقد
عمر کو قبول کر سکتا ہے۔

نوان مضمون اسکا وفات کرنا ہو ام کلثوم کا زید بن عمر بن خطاب کے ساتھ بعہد معاویہ
اسکی تحقیقات مین تین جزو ہین (۱) کوئی ام کلثوم زوجہ عمر تھی یا نہین (۲) زید کے تھے اور کسکے
بطن سے (۳) مان بیٹے ام کلثوم زید بعہد معاویہ ساتھ مرنیوالے کون ہین۔

کنز مکتوم مین ثابت کیا گیا ہو کہ عمر کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم تھا ایک وہ جو زمانہ جاہلیت سے انکی عقد
مین تھی ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید بن عمر و عبید اللہ بن عمر اصابہ و تاریخ کامل صہ ۲ ج ۲
اور امام نووی بعد وفات رسول اس عقد کے ناقل ہین کما یظہر من کلامہ۔

۲ دوسری ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت انصاری مادر عاصم تاریخ خمیس صہ ۲۵۱

۳ تیسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے بعد صلح حدیبیہ عقد کیا تفسیر کبیر صہ ۱۹۲ ج ۸
دیکھو کنز مکتوم صہ ۸۳

(۲) زید کا بطن ام کلثوم خزاعیہ سے ہونا بھی ثابت ہو چکا ہو۔ چنانچہ دارقطنی اور شاہ عبدالحق نے
بھی تصریح کی ہو کہ عبید اللہ بن عمر (جو جنگ صفین مین جناب امیر سے لڑنے نکلا تھا اور مارا گیا) اور زید
ابن عمر بطن ام کلثوم خزاعیہ سے تھے۔ اور خود مخاطب بھی فرماتے "بعض نے نام اوسکا ام کلثوم بنت جرول
بن مالک لکھا ہو" سیتب و زید اصغر و عبید اللہ اوسکے بطن سے تولد ہوے ۳۲ اور مروج الذہب
علامہ مسعودی مین ہو کہ اولاد عمر سے عبداللہ و حفصہ زوجہ نبی اور عاصم اور فاطمہ اور زید ایک

مان سے تھے اور فاطمہ اور دوسری لڑکیان اور عبدالرحمن اصغر جسپر حد شراب جاری ہوئی اور ابو شحمہ
کے نام سے مشہور تھا ایک مان سے ہی صـ۱۳۴ ج ۵ کامل دیکھو تشفی صـ۲۴۱ -

جس سے یہ بخوبی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر کے صاحبزادے زید نامے ایک ہی تھے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے
پیدا ہوئے چنانچہ کنز مکتوم مین بصراحت مذکور ہی کہ زید بن عمر ایک ہی تھے اور اگر اہلسنت کے غلط بیانیون پر
خیال کرکے دو زید کا خیال ہو کیونکہ بعض حضرات ایک کو زید اصغر کہتے ہین دوسرے کو زید اکبر تو بفضلہ تعالے
اوس زید کی مان کا نام بہی ام کلثوم ہی ثابت ہوتا ہی کیونکہ علامہ مسعودی زید کو اور عاصم کو ایک مان سے
بتاتے ہین جسکا نام ام کلثوم بنت عاصم تھا تو بالفرض اگر دو زید تھے تو ایک زید ام کلثوم بنت جرول کا بیٹا
ٹہرا جسکا مخاطب کو بہی اقرار ہی دوسرا ام کلثوم بنت عاصم کا بیٹا ٹہرا نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا جنکے
عقد ہونا عمر کا یقینا محال ہی تو اب تیسرا مرحلہ بہی طے ہی کہ یہی ام کلثوم خزاعیہ و زید بن عمر مان بیٹے بعہد
معاویہ ساتھہ مرے جنپر ایک ہی ساتھہ نماز ہوئی بقول شاہ عبدالعزیز صاحب جناب امام حسینؑ نے
نماز پڑہی اور کوئی کسیکا وارث نہوا اور بروایت صحیح عطاء خراسانی ام کلثوم اور اوسکے بیٹے زید پر نماز جنازہ
عبداللہ بن عمر نے پڑہی یہی وجہ ہے کہ صاحب اصابہ نے اپنی اس روایت صحیح مین نہ ام کلثوم کو بنت
علی لکھا ہی نہ زید کو بن عمر کیونکہ صحت ان اشخاص کی معلوم نہ تہی صرف صحت واقعہ کو اونہون نے بیان کیا
نہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ زہراؑ جو باتفاق روایات فریقین معرکۂ کربلا مین موجود تھین جیسا کہ -
مقتل ابو مخنف و مشہد ابو اسحق اسفراینی و روضۃ الشہدا و روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و
تحریر الشہادتین و ینابیع مودۃ ذوی القربی و دیگر کتب تواریخ مین مذکور ہی - حتے کہ علامہ ابن اثیر محدث
نہایۃ اللغۃ مین بذیل لغت فرث خطبہ حضرت ام کلثوم کا بمقام کوفہ نقل فرماتے ہین فی حدیث ام کلثوم
بنت علیؑ قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای کبد فرثتم رسول اللہ صلعم الفرث التفتت بالغم والاذی فیہ صـ۲۶۸ اور
مجمع بحار الانوار مین علامہ محمد طاہر گجراتی فرماتے ہین فی ح ام کلثوم بنت علی قالت لاہل الکوفہ اتدرون ای
کبد فرثتم رسول اللہ صلعم الفرث التفتت الکبد بالغم والاذی صـ۶۴ ح ۳ مطبوعہ نولکشور -

اور اگر اس بیان شافی پر بہی تسکین نہو تو سنہ عقد وغیرہ جوڑ کر ملا لیجے جس سے ولادت زید محال
قرار پاتی ہے کیونکہ جو لڑکی سنہ ۱۷ مین بوقت عقد خلیفہ چار برس کی تھی
وہ سنہ ۲۲ ایکسال قبل رحلت خلیفہ مین نہہ ۹ سالہ ہوتی ہے جو ابتدائے زمانہ بلوغ

شرعی ہے اب ایک سال کے چند مہینے کل حیات خلیفہ سے باقی ہیں.
کیونکہ وفات اونکی ۲۳ سنہ میں ہے اس عرصہ میں دو لڑکے زید اور رقیہ کیونکر پیدا ہوسکتے
ہین یقینا محال ہے اوسپر طرہ یہ ہے کہ ان دونو لڑکون میں سے کوئی لڑکا آخر اولاد خلیفہ
نہین ہے بلکہ زینب آخر اولاد ہے جو بطن ام تکلیہ سے پیدا ہوئی دیکھو کنز مکتوم ص ۱۳۲
یارو سنی ہو یا شیعہ مگر عقل کی بات کرو سمجھ بوجھ حاصل کرو۔ نہ معجزہ کہنے ہو۔ نہ کرامت بتانی ہو
نہ سحر۔ نہ جادو۔ پھر کس عقل سے نہ سالہ لڑکی کو ۶۳ برس کے بڈہے سے ایک سال مین دو لڑکا
ہونا قبول کر سکتے ہو۔

ان دلیلون کے بعد ہمکو گمان بہی نہین ہوتا کہ کوئی متنفس بجز اقرار ضعیت روایت یا اشتباہ
علما و رواۃ کی دوسرا پہلو اختیار کریگا۔ اور صرف ایذا دہی خدا و رسول کے لئے۔
جملہ روایات و تاریخی واقعات کو جہٹلا کر اسکا قائل رہیگا۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر
کا عقد عمر سے ہوا جس سے زید و رقیہ پیدا ہوئی اور ساتھ بعد معاویہ مری جنپر ایک ساتھ نماز
جنازہ ہوئی۔ اگر اسپر بہی تسکین نہ ہو تو اب صریحی روایت سے ولادت زید کو باطل کرتا ہون کیونکہ جو حضرات
اہلسنت عقد عمر کے قایل ہین وہی حضرات یہ روایت بہی لکھتے ہین چنانچہ ہدایہ السعدا ملک العلما دولت
آبادی مین ہے فی خزانۃ الجلالتیہ والنکات کانت لفاطمۃ الحسن والحسین والاحسن وام کلثوم واحسن مات
فی الصغر لاعقب لہ وکذلک ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر بن الخطاب لاعقب لہما ص ۱۵۹ نسخہ قلمی۔
یعنی وفات کیا ام کلثوم نے نزدیک عمر کے اور کوئی اولاد اوسکے نہوئی۔ اب فرمائے کہ جب بتصریح
علما ثابت ہو کہ کوئی اولاد اون سے نہوئی کمسنی مین انتقال کیا تو پھر کس منہ سے آپ اسکے قائل ہین
کہ زید بن عمر حضرت ام کلثوم کے بطن سے ہوئے اب فرمائے کہ بجز اقرار یہ اشتباہ علما و رواۃ کیا چارہ ہے
جہان اونکو انتساب تزوج ام کلثوم مین اشتباہ ہوا یا عمداً مرتکب کذب ہوئے وہان یہ جوڑ بہی لگا دیا کہ زید اونسے
پیدا ہوئے اور دونو نے ساتھ انتقال کیا و فی ذلک کفایۃ لاہل الدرایۃ۔ یہ بات ہماری کیا انبیا کی قبضہ سے
بہی باہر ہو کہ سچ بات پر کسیکو اعتقاد بہی دلوا دین۔ اور اقرار کرا دین کہ وہ کفریات کو چہوڑ کر امر حق کا اقرار بہی کرے
ہدایت اسیکا نام ہو کہ سچی بہری باتونکو ظاہر کردے آیندہ اختیار ہے۔ وہ ہمنے کر دیا۔
قول موثوق۔ ص ۲۰ س ۱ اب غور فرمائے کہ اس روایت مین کسیطرح کی شناعت پائی نہین جاتی

آپ نے عبث غیظ و غضب فرمایا آخر معاشرت ہند و عرب مین فرق ہی یہان معیوب وہان مستحسن خصوص زمانہ رسول صلعم مین معہذا احادیث کلینی سے عدم امتناع رویت مخطوبہ عند الفریقین ثابت کرتا ہون باقی جواب اُن گالیونکا جو نسبت حضرت غوث الاعظم و حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رح کی ہین اگر لکہون خلاف اوس شرط کی واقع ہو جسکو اوپر لکہہ چکا ہون - جناب من - یہ کام فرومایہ لوگونکا ہی کہ جب جواب دینے سے عاجز ہوتی ہین گالیان دیتی ہین آپکی ذات امام المومنین کہلاتی ہی تعجب ہے کہ آپ ایسے الفاظ نا ملائم سے وہ زبان کہ جس سے حمد و ثنا خدا و رسول کی فرماتی ہین آلودہ کرین اور آیہ وافی ہدایہ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا و بطن کی خلاف عمل کرین پاس کمترین کی نیازمندی کو آپ ملاحظہ فرمائین کہ باوجود مواقع کثیرہ اپنی زبان کو ساتہ ایسے الفاظ رذالت کے ملوث نہین کرتا آپ اسکا آیندہ لحاظ رکہین الا انشاء اللہ عرض کرتا ہون کہ بفضلہ اہل سنت و الجماعت اُن امور سے مبرا ہین علمار قوم شیعہ کے یہان البتہ متعہ بحث او رمتعہ دوری جاری و ساری ہے بسم اللہ خانم او رانکی مماثل کا حال سب پر روشن ہو ؎ با وضوی صبح خفتن میگزارد + نامرادان را دہے داد مراد کم شدی خالی دواتش از قلم + بر مراد ہر کسے میزد رقم - دجلہا مرفوعۃ للفاعلین + بابہا مفتوحۃ للداخلین و لانکم فافہم

دفع الوثوق - خوب غور کیا - خدا آپکو فہم دے - کفش دوز کی عامیانہ تقریر پر ایمان لانا آپ ہی کا کام ہی - یہان رویت مخطوبہ کی بحث نہین جسکے جواز کی آپکو فکر ہی بوسہ لینے کشف ساق وغیرہ سے بحث ہی جسکے جواز کی دلیل نہ حیدر علی نے دی نہ آپنے جواد کے پیرو ہین - بات سمجھ لیا کیجئے تب گفتگو کیجئے کفش دوز نے اپنی اصالت دکھائی جو سادات عظام کی نسبت ابن مرجانہ کا لفظ استعمال کیا حالانکہ ابن مرجانہ برادر عم زادہ معاویہ ہی جسکی غلامی کا فخر تمام اہلِ سنّت کو ہے -

رواج کا فرق جو آپنے نکالا ہی یہ بیشک ایک طبعزاد مضمون ہی تو کیا اس رواج سے حرام حلال ہو جائیگا کیا عرب کا یہی رواج تہا کہ عقد کرنے پر مجبور کرے اور بالغہ رشیدہ لڑکی کو مجمع عام مین طلب کرکے بوسے لے کشف ساق کرے - آپنے علامہ سبط ابن جوزی کا قول اس بارے مین یاد فرمائی جو سابقاً مرقوم ہوا کہ لونڈیونکے ساتہ بھی یہ جائز نہین ہے کیونکہ مس اجنبیہ باتفاق اہل اسلام حرام ہی - ہمنے مانا کہ آپکی یہ روایت صحیح ہی کہ ابو بکر صاحب بی بی عایشہ کو رسول کی خدمت مین لائے تھے کہ اس سے دل بہلائے جسکے بعد فوراً واپس بھی لیگئے تو کیا رسول اللہ صلعم نے اونکا بوسہ اوسوقت لیا کشف ساق کیا سینہ سے چمٹایا جو یہ انتقام اوسکے ان امور کی نسبت نواسی رسول کیطرف کرتے ہین

ہمکو بھی نہین معلوم ہوتا کہ مولوی کرار علی مرحوم نے کونسی گالی دی آپکے غوث الاعظم کو یا شاہ عبد العزیز کو مولوی صاحب نے اسیقدر لکہا تہا جسکے آپ ہی ناقل ہین ،،

بنظر انصاف ان روایات و اقوال سنیہ مین تامل کرنا چاہیے کہ کسقدر کفر و الحاد اس فرقہ کا اور عداوت و نفاق بانفس رسول اس سے مترشح ہے اور کیسے کیسے کلمات نازیبا مشعر ہتک حرمت و اسارت ادب طرف اہل بیت اطہار اور ذریت رسول مختار منسوب کرتے ہین کہ اگر کوئی نسبت بہ پیر و مرشد و عالم سنیونکے مثل پیر دستگیر و شاہ عبدالعزیز کے بلکہ احاد ناس کے ایسا کلمہ لکھے کہ مثلاً غوث الاعظم یا عبدالعزیز کی بیٹی کا کسی نے کمر بند کھولا اور برہنہ کیا یا چھاتی سے چمٹایا یا بوسہ لیا اور مس کیا تو کسقدر سنی لوگ برا مانین گے اور حتے المقدور لڑنے کو آمادہ ہونگے صدا قول موثوق

کیا اسیکو آپ گالی سمجھے ہین یہہ تو جملہ شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کوئی کہے تو سنی لڑنے پر آمادہ ہوجائینگے اسمین گالی کونسی نکلی جو آپ اسدرجہ برہم ہوگئے۔ شرطیہ طور پر کہنے سے تو واقعیت اوسکی ثابت نہین ہوتی پھر کیون آپکو برا لگا معاشرت ہند و عرب کا فرق کیون نہین نکالتے کیونکہ غوث الاعظم تو عرب ہین اور شاہ عبدالعزیز بھی عربی کی نسل سے ہونگے کیونکہ فاروقی ہین

دیکھئے آپکے ایمان کی حقیقت یہین ظاہر ہوگئی کہ صرف خیالی طور پر ایسے امور کی نسبت سے دختران غوث و شاہصاحب کیطرف آپکو یہ حرارت آئی۔ اور بضعہ رسول کیطرف وہی امور واہیہ آپکے علما منسوب کرتے ہین مگر حرارت کیسی آپ کسیطرح کی شناعت کے بھی نہین قائل ہوتے بلکہ نہایت زورون سے اور اوسکے ثابت کرنیکی فکر مین ہین افسوس مولوی کرار علیصاحب مرحوم سے اسدرجہ آپ ناراض ہوئے حالانکہ اوس مرحوم نے کیسی پیشنگوئی کی تھی کہ فوراً اوسکا اثر ظاہر ہوا۔ آپکو تو اوسکے اولیار للہ ہونے پر ایمان لانا چاہیے جنکی ایسی کرامت نمایان ہوئی۔

اب اوس روایت کے ذکر کی یہان کیا ضرورت ہے جو صاحب کنز مکتوم نے قول صاحب صواعق محرقہ نقل کیا دربارہ اسکے کہ وہمی طور پر بھی ذکر دختر خلیفہ سے خفتہ ساقط العدالہ اور واجب التعذیر قرار پایا اور ابن خلدون نے عباسہ خواہر ہارون رشید کی نسبت خلاف اجماع مورخین غل مچایا کنز مکتوم صد ملاحظہ ہو۔

ہائے خاندان رسالت سے خلافت ہی نہین چھینی بلکہ کسیطرح کی عظمت و وقعت بھی آپلوگون کے دلمین باقی نہی خوب کہا ہے ؎ خوک باشی خرس باشی یا سگ مردار باش + ہرچہ باشی باش عرفی اندکے زردار باش۔ اگر آپکے یہان متعہ بحث یا متعہ دوری نہین جاری ہے تو اسکی وجہ خود وہی علۃ المشائخ ہے جسمین ابوجہل اور اونکی بھانجے عمر ابن الخطاب اور قاضی یحیی بن اکثم

و ابن خلکان وتمامی خلفا وعلمارِ اہل سنّت مبتلا ہے وہ متعہ کیونکر جاری رکھتے۔ رسول اللہ
اگر شوال عقد کرے جسمین آپکے خلفا کی بیٹیان بہنین بھی داخل تہین نکاح کو ضروری نہ بتاگئے
ہوتے تو خلفا اوسکو کبھی موقوف کرتے اور عمل قوم لوط کے عامل رہتے۔

قول موثوق باقی رہا شبہ صغر سنی و تقبیل کا اسکا جواب ازالۃ الغین مین بشرح وبسط لکھا ہی ملاحظہ کر لیا جائے
اسمین گفتگو کرنا میرے نزدیک فضول ہی کہ یہ پُرانے ڈھکوسلے اور قدیم چوچلے ہین مین ہرگز اسطرف
متوجہ نہین ہوتا مگر واسطے تسکین طبع آپکی مختصراً عرض کرتا ہون کہ آپنے تقلید قوم اختیار کی ہی کیونکہ
مرزا محمد کشمیری صاحبنے بھی کئی سال پیشتر یہ راگ گایا ہی اور صاحب ایقاب تو آپکے مقتدا ہین مرزا صاحب
کشمیری اپنے نزہہ مین جو چہارم مین اس تشنیع سے زبان آلودہ کرتے ہین اور مولانا حیدر علی صاحب نے
بجواب اسکے جو کچھ فرمایا ہی وہ ایسا ہی کہ زنگ شبہات اہل نفاق قطعی قلوب مظلمہ انکے سے صاف وپاک ہوجا
ہو اور گرد کدورت کفر والحاد بالکل ڈھلجاتا ہی مگر چونکہ قلوب اہلِ شقاق مختوم منجانب اللہ اور ظلمت وقسادت
فطری سو سیاہ وتباہ ہین لہذا اثر اُسکا مفقود اور وہی کثافت وتیرگی مشہود ہی بقول قائل ؎
حق عیان چون مہر رخشان آمدہ لیک اندر شہر کوران آمدہ۔ دیدہ حق بین اور قلب صالح الیقین پیدا کیجئے
اور دیکھئے کہ مولانا صاحب نے ماتے ہین۔ قبل ازین مجملاً انگوشت رسانیدم کہ این تقریر زنہار صلاحیت
معارضہ ندارد وشرح ابہام وبسط این مرام آنکہ از روایات معتمدہ واقوال معتبرہ علمار فریقین بوضوح پیوستہ
کہ ہر کس کہ ارادۂ عقد نکاح بازنے داشتہ باشد وآن زن اگرچہ بحد بلوغ رسد دیدنش درحالت قعود وہم درحالت
قیام وسکون ومشی ہمہ درست است بلکہ محاسن ومعاصم اورا نیز توان دید فکیف مخطوبہ۔ بحدّی صغیر بالغ
کہ پنج وشش سالہ بود چنانکہ خواہی دانست انشاءاللہ تع۔

(دفع الوثوق)

اگر آپکو دعویٰ خیر فہمی نہوتی تو مین ہرگز یہ دردسری نکرتا برائے خدا یہ تو فرمائیے اس عبارت کے کونسے
جملے سے کشف ساق وضم صدر وتقبیل وبوسہ بازی کی اجازت نکلتی ہی کیا مخطوبہ کو منہ یا ہاتھ یا محاسن
دیکھنے کھڑا بیٹھا پھرتے چلتے دیکھنے کے یہی مطلب ہین کہ اوسکو سینہ سے چمٹائے ساق یا کھولے بوسہ لے
یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سمجھانے کا اثر آپ پر مطلقا نہوگا نہ آپ کسیطرح سمجھین گے شاید کسی
سنّی عالم کے سمجھانے سے آپ سمجھین اور اسکی برائی پر تنبیہ ہو لہذا ایک سنّی عالم حنفی المذہب کا قول نقل
کرتے ہین خدا کرے اوسکے کہنے کا اثر ہو اور آپ برُے بھلے کی تمیز کر سکین دیکھئے آپکے عالم سبط ابن
جوزی تذکرہ خواص الائمہ مین اپنے جد امجد کی کتاب منتظم سے ایسی ہی روایات کو بالاجمال نقل

گر کے بتقسیم شرعی فرماتے ہین،، واللہ یہ امر نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ لونڈی کی نسبت بھی خلیفہ دوم ایسا نہ کرتے چہ جائیکہ خانوادہ رسالت کے ساتھ اسلئے کہ عورت اجنبیہ کا بدن چھونا باجماع تمامی مسلمانان حرام ہی پس کیونکر ایسے امر کی نسبت کیجا سکتی ہی خلیفہ دوم کیطرف دیکھئے کنز مکتوم صفحہ ۴۱ کہئے صاحب اب بھی کچھ سمجھے یا نہ سمجھے اگر نہ سمجھے تو یون سمجھئے کہ ایسا امر قبیح ہی کہ مولوی حیدر علی سے اسکے جواب مین کچھ نہ بن پڑا اس مضمون کو الحاقات شیعہ سے اقرار دیا فرماتے ہین کہ کشف را ضمیمہ روایت فرمودند تا بزعم خود محمدت را بہ منقصت بدل کنند انا للہ الخ ازالۃ الغین صفحہ ۹۴

کہئے جو امر ایسا قبیح ہو کہ سبط ابن جوزی لونڈیونکی نسبت بھی جائز نہ رکھین اور مولوی حیدر علی اوسکے رفع قباحت مین نہل غبارٹا ہی کر یہ جواب دین کہ شیعونکا الحاق ہی کہ ممدوح کو امر مذموم سے بدل کرین اسپر بھی آپکو اسکی برائی نہ معلوم ہو تو بس خدا ہی آپکی اصلاح کرے اور کیا کہون کنز مکتوم ملاحظہ ہو صفحہ ۴۲

آپ ہی سے خوش فہم اسکے بھی ناقل ہین،، کہ خلیفہ نے صحابہ سے یہ فرمائش کی کہ جماع کرا دو جیسپر سیرۃ حلبیہ والا لکھتا ہی،، شاید اس بارہ مین کوئی حکم ممانعت صحابہ کو نہ معلوم تھا جو اس قول پر عمر کے انکار کرتے جیسا کہ خود عمر کو نہ معلوم تھا کنز مکتوم صفحہ ۴۳

سچ فرمائے کہ بنی نوع انسان یا حیوان سے بھی ایسا امر سرزد ہوا ہی توبہ توبہ کسی کی محبت مین ایسا جواس باختہ بھی کوئی ہوتا ہے کہ نہ آگ سوجھے نہ پانی —— ارے بھائی اہلبیت سے عداوت تھی خلافت لی تھی قتل کیا تھا قیدی بنایا تھا تو اب اسکی کیا ضرورت تھی کہ ایسی ایسی باتین بھی اودھر منسوب کر دجس سے خود خلیفہ آپکے بہائم بھی نہ رہین۔

خارج از بحث روایت اسقاط محسن کا صرف اسقدر جواب دیا ہی۔ کہ رشید الدین و حیدر علی نے خوب جواب دیا ہی مگر اصل جواب نہ لکھا۔ اسپر بھی اعتراض ہی کہ مولوی لکرا ر علیصاحب نے توضیح الانوار و میزان ذہبی کا نام لکھدیا مگر عبارت نہ لکھی۔ بعدہٗ شہادت حضرت ام کلثوم کے بارے مین دربارہ فدک گفتگو کی ہی کہ اوسوقت یعنی ۱۱ھ ہجری مین سن حضرت کا ہفت سالہ تھا۔ ایسے سن کی گواہی ناقص سمجھی جاتی ہو،، بعدہ یہ کہا کہ طعن الرماح سے بھی ثابت ہی کہ ام ایمن نے گواہی دی نہ ام کلثوم نے منشا اس تقریر کا بھی وہی خوش فہمی ہو۔ کیونکہ شیعونکی بحث صرف اسقدر ہی کہ گواہ اہلسنت روایات

تحقیق سبط ابن جوزی

اداو شہادت حضرت ام کلثوم کو درباره فدک تسلیم نہین کرتے جیسا کہ شہادت جناب امیر بھی قبول نہوئی نہ دعواے جناب سیدہ منظور ہوا مگر اسکا کوئی قائل نہین کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت ایسی کمسن تھین کہ گواہی نہ دیسکتی ہون۔ جسکا منشا یہ ہو کہ اوسوقت اونکا اتنا سن تھا کہ گواہی دیسکتی تھین دیکھو تفصیل اسکی کنز مکتوم صہ ۹۹ تا صہ ۱۰۳

اسی ذیل مین یہ بھی فرماتے ہین "اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہوتا ہے صہ ۴۲

تو اب بحق ارواح ثلثہ فرمایئن کہ روایات مذکورہ متعلق عقد عقل و نقل کے خلاف ہین یا نہین؟ اور ترک اوسکا واجب ہے یا نہین؟ غور فرمایئے کتنے محالات کتنے محرمات لازم آتے ہین جسکو بڑا سے بڑا فلاسفر بھی نہین سلجھا سکتا۔ چہ جاے علماے اہل سنت جو آجتک ہزارون مغالطے مین پڑے ہین۔ اور روز بروز پڑتے جاتے ہین جسکی چند نظیرین بھی اسی اشتباہ رواۃ و علماے کے متعلق کنز مکتوم مین مذکور ہین جسکی مختصر فہرست یہ ہے

اشتباہ علماء و رواۃ

(۱) ابو حنیفہ کے نام کے بیس آدمی تھے اسوجہ سے اونکے حالات و اقوال مین علماء اہل سنت و رواۃ کو اشتباہ ہوا

(۲) ام کلثوم بنت ابو بکر کو لوگون نے بوجہ روایت بلاسند صحابیہ کہا اشتباہ ہے

(۳) ام کلثوم بنت عباس اور بنت فضل بن عباس مین اشتباہ ہوا

(۴) عمر ابن ابی سلمہ اور عمر بن خطاب مین اشتباہ ہوا

(۵) ابو بکر خلیفہ و ابو بکر ابن اشعوب مین اشتباہ ہوا

(۶) خلیفہ دوم کے تین بیٹے مسمے بہ عبد الرحمن مین اشتباہ ہے کہ ابو شحمہ محدود کون تھا۔

(۷) ابن خلکان لکھتے ہین کہ عماد الدین نے ایک قصیدہ کو ابو بکر محمد بن حداد فقیہ مصری کیطرف منسوب کیا حالانکہ وہ قصیدہ ہے ظافر بن قاسم مشہور بہ حداد شاعر کا پس اشتراک لفظ حداد نے اونکو اس شبہ مین ڈالا وفیات الاعیان صہ ۳۰۳

(۸) سعد بن معاذ کے بارے مین بلا اشتراک نام اشتباہ ہوا جو درج صحیحین ہوگیا۔

(۹) روایت مسروق صحیح بخاری مین اشتباہ ہوا۔

(۱۰) واقعہ مکہ و مدینہ مین ایسا اختلاط ہوا کہ دونو ملا دئے گئے یہ بھی بخاری مین ہے۔

(۱۱) قصہ حجۃ الوداع مین ۸۔۳ جگہ علمائے اہلسنت کو اشتباہ ہوا

(۱۲) شولہ عالم حنفی ناقل ہین کہ امام مالک قائل بجواز متعہ تھے اون سب کی نسبت رشید الدین خانصاحب فرماتی ہین اصل مین صاحب ہدایہ سے خطا ہوئی کہ ایسی غلط نسبت امام مالک کیطرف کردی اور سب علمانے اوسی کی پیروی مین بلا تحقیق ایسی نسبت کی کنز مکتوم ملاحظہ ہو از صفحہ ۱۴۰ لغایت ۱۶۳ یہ تقریر یون ہی نہایت دلچسپ ہی کہ اکثر ناقلان جواز متعہ از امام مالک صاحب ہدایہ پر مقدم ہین

تیرہوین نظیر جو سنہ حال کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ کل تحفہ اثنا عشریہ پڑھنے والے شیعونکو معلوم ہی کہ اسماء بڑی بیٹی ابوبکر کی زبیر کے نکاح یا متعہ مین تھی اور ام کلثوم بنت ابوبکر جسپر خلیفۂ دوم کی یہ سب چڑھائی ہوئی۔ بوقت جنگ صفین طلحہ کی زوجیت مین داخل تھی مگر مولوی احتشام الدین جو نئے مناظر سنیونکو پیدا ہوئے ہین اور ماہواری رسالہ مراد آباد سے شائع کرتے ہین جسکے جواب مین شیعونکی طرف سے بھی انتصار الشریعہ اور روشنی کا ماہوار رسالہ نکلتا ہے اپنی نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد مین فرماتی ہین،، چنانچہ حضرت عائشہ کی ایک بہن ام کلثوم زبیر کی بی بی تھین دوسری بہن اسمار طلحہ کی بی بی تھین اور عبد اللہ بن زبیر وغیرہ ان دونون کے کئی فرزند جو حضرت عائشہ کی حقیقی بھانجی تھے اس گروہ مین موجود تھی صفحہ ۲۳ ج ۳ آپ اسی ایک نظر سے سمجھ سکتے ہین کہ علماء اہل سنت کی تحقیقات کسدرجہ کی ہی اور کیسی کیسی دھوکھے اونکو بیش پا افتادہ باتونمین پڑتے ہین۔ جب اپنے خلفا کی بیٹیون کی تحقیقات مین یہ حال ہی کہ اسماء کو زوجہ طلحہ اور ام کلثوم کو زوجہ زبیر بناتے ہین۔ اور پھر عبد اللہ بن زبیر کو دونو کی بطن اور دونون کے نطفہ سے قرار دیتے ہین۔ تو دوسری واقعات کی تحقیقات کا کیا کہنا ہے خصوصًا واقعات اہل بیت اطہار مین جنکی عداوت انکے خمیر مین داخل ہے۔

واقعًا بیچاری ام کلثوم بنت ابوبکر صرف اسوجہ سے کہ زمانہ حیات خلیفہ مین نہ پیدا ہوئی۔ بلکہ ایسے وقت پیدا ہوئی کہ خلافت اس گھر سے نکل چکی تھی۔ کیسی کیسی مصیبتون مین مبتلا ہوئی کہ چارہی برس کے سن مین خلیفۂ دوم کی نظر و نیز چڑھی بقول شاہ صاحب عقد کے ساتھ چند ہی گذری تھے کہ اس چودہوین صدی مین مولوی احتشام الدین صاحب کو یہ نسبت پسند نہ آئی زبیر سے اسماء کو نکالکر طلحہ کی حوالہ کیا اور طلحہ سے ام کلثوم بنت ابوبکر کو لیکر زبیر کی بغل مین دبا دیا ہے۔ دیکھئے ابھی اور کتنے حملے ہوتے ہین۔

اگرچہ اس بیان شافی کی بعد تحقیقات اہل سنت کے ظاہر کرنیکی ضرورت نہ تھی جو دربارہ اہل بیت اطہار

تحقیقات اہل سنت متعلق ظہور آثار رسالت

اونہون نے بیان کئے ہین۔ مگر بنظر مزید تشفی اہل سنت دو واقعہ یہان بیان کرتا ہون۔

پہلا واقعہ حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا ہے جنکے بارے مین اہل سنت کو اتنے اختلاف ہین کہ گنئے۔

(۱) سکینہ بنت الحسین ہین یا اخت الحسین یعنی خواہر امام حسین ہین یا بیٹی شعرانی وغیرہ ناقل ہین کہ خواہر حسینؑ ہین۔ اور صحیح یہ ہے کہ دختر امام حسینؑ ہین

(۲) ابن صبان اسعاف الراغبین اور شیخ حسن حمزاوی مشارق الانوار مین ابن صباغ سے ناقل ہین کہ حضرت سکینہ بوجہ استغراق معرفت الٰہی قابل شادی نہ تھین چنانچہ فصول المہمہ مین ہے کہ حسن بن امام حسنؑ نے خطبہ کیا جناب امام حسین سے کہا ہنوا ایک دونون صاحبزادیون فاطمہ و سکینہ سے میرا عقد قبول فرمایئے تو حضرت نے کہا مین فاطمہ کا عقد تمسے کرتا ہون کیونکہ سکینہ پر استغراق مع اللہ ایسا غالب ہے کہ قابل عقد نہین دوسری روایت یہ ہے کہ اونکا عقد عبد اللہ بن حسن سے ہوا مگر ان مسید واقعہ کو مثا کر اہل سنت اسکے مدعی ہین کہ حضرت سکینہ کا عقد مصعب بن زبیر سے ہوا جسکی غلطی روایات صدر سے ظاہر ہے۔

(۳) یہ کہ طبقات کبری شعرانی اور طبقات مناوی اور سیر شامی اور سیر حلبی وغیرہ مین مرقوم ہے کہ قبر حضرت سکینہ مصر مین ہے بمقام قرافہ یا مزاعہ جسکے مزار کی ترمیم و تعمیر بھی ۱۱۲۳ھ مین ہوئی اور نووی ناقل ہین کہ بعض لوگ کہتے ہین دمشق مین مدفون ہین مگر صحیح یہ ہے جو قول اکثر مین ہے کہ وفات اونکی مدینہ مین ہوئی

(۴) اختلاف اونکا فیصلہ یون کیا گیا ہے کہ سکینہ بنت الحسین تھین سکینہ خواہر حسین بھی اور ممکن ہے کہ دونون ایک ہی جگہ مصر مین مدفون ہوئین جہان مقبرہ ہے اسیطرح زینب کو بھی دو زینب قرار دیا ایک خواہر حسینؑ دوسری دختر امام حسینؑ مگر خود ابن صبان اسکو یون باطل کرتے ہین کہ اس جمع بین الروایتین کو قول نووی باطل کرتا ہے جو بطور صحیح ناقل ہین کہ سکینہ بنت الحسین تھین جو مدینہ مین مدفون ہوئین صفحہ ۱۸۵ اسعاف الراغبین اس واقعہ مین یہی آخری عذر اہل سنت یہی ہوگا کہ چونکہ یہ سیدہ عورت پردہ نشین تھین اسوجہ سے مفصل حالات نہ معلوم ہوسکے مگر دوسری واقعہ مین کیا جواب دینگے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بارے مین ناقل ہین کہ اہل کشف و شہود کی تحقیق یہ ہے کہ جناب امام زین العابدین مصر مین مدفون ہین قطب شعرانی ناقل ہین کہ وفات امام زین العابدین ۹۴ھ مین ہے جسوقت حضرت کا سن ۵۸ برس کا تھا سر مبارک اون حضرت کا مصر مین مدفون ہے اور علامہ مناوی ناقل ہین کہ یہ مشہد جو مصر مین قریب قلعہ ہے وہان سر حضرت زید شہید بن امام زین العابدین مدفون ہے اور قطب شعرانی منن مین ناقل ہین

کہ اوس مشہد مین سر حضرت زید بن حسن کا اور امام زین العابدین ع بھی مدفون ہین اور علامہ صبان
ان اختلافون کو یون جمع کرتے ہین کہ زید بن علی اور زید بن حسن اور جناب امام زین العابدین ع
تینون بزرگ کا مدفون ہونا یہان ممکن ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ جو مشہد قریب مجری قلعہ ہی وہ مشہور ہے
ساتھ مشہد امام زین العابدین علیہ السلام کے اور اسی کیطرف شعرانی بھی گئے ہین اور یہ امر اسکے منافی
نہین ہی جو حضرت کا دفن ہونا بقیع مین مشہور ہی کیونکہ برزخ کا حال مثل تیارہ کے ہی مشارق الانوار صہ
اسی کے ساتھ یہ بھی سن لیجئے کہ اسعاف الراغبین مین ہی کہ عبدالوہاب شعرانی علی خواص سے ناقل
ہین کہ ابراہیم ابن امام زید کا سر بھی اوسی مصر مین قریب خانقاہ خارج مسجد مدفون ہی انہین ابراہیم کی معیت مین
امام مالک نے جہاد کیا تھا جسکے سبب سے مدتون مخفی رہے بعض علما کہتے ہین کہ یہ قول مخالف ہی اقوال نسابین کے کیونکہ
نہ اولاد حضرت زید بن امام زین العابدین مین کوئی ابراہیم تھا اور نہ زید بن حسن کی اولاد مین کوئی شخص مسمّے
بہ ابراہیم تھا ہان مورخین نے یہ لکھا ہی کہ امام مالک نے جو جہاد کیا یا فتوے جہاد کا دیا تھا وہ بمعیت محمد
ملقّب بہ مہدی ابن عبداللہ محض بن حسن مثنے بن امام حسن ع جنسے منصور خلیفہ عباسی سے جنگ ہوئی تھی
اونکے بھائی کا نام البتہ ابراہیم تھا صـ ۱۶۵

پس ان واقعات سے علماء اہل سنّت کی تحقیقات کا پورا حال ظاہر ہی کہ اولاد رسول کے حالات مین اونکو
کیسے کیسے اغلاط پیش آئے ہین۔ اور حق بجانب بھی ہی کہ جس خاندان کے قتل و قمع تذلیل و تحقیر پر فرقہ کا
فرقہ آمادہ ہوا وسکو اون حضرات کے حالات کیونکر معلوم ہونگے کہ ایک دوسرے سے تبرّا کرتا ہی۔ یہ حالات
تو اون واقعات کے ہین جنکی تحریف و تغیر سے اونکو چندان غرض نہین بخلاف اوس واقعہ کے کہ جس سے
اونکے مذہب کی بنیاد مستحکم ہوتی کہ وہان تو ہزارون لاکھون دروغ و افترا سے بھی اونکو پرہیز نہوگا۔
بہرحال اگر خالی المعظم یا دیگر حضرات اہل سنّت کو میری اس بیان مختصر پر اکتفا نہو جو از راہ مصالحہ
اشتباہ رواۃ اہل سنت کا رزولیوشن پیش کیا تھا جس سے سب کی عزت رہتی ہی اور بات بھی بنتی
ہے تو انشاء اللہ تعالےٰ موضوعیّت ان روایات عقد کی اسطرح ثابت کر دونگا جسکے بعد ہفت
اقلیم کے اہل سنّت کو بھی بجز امنا و صدقنا کہنے کے چارہ نہ ہے۔ دیکھئے مین کنز مکتوم کی دوسرے
مقالہ کا خلاصہ عرض کرتا ہون جو خاص اسی باب مین مرقوم ہوا۔
اوّل دلیل یہ ہی کہ قاضی محمد ابراہیم کتاب منہل الروی مین فرماتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ جو حدیثین

ہین اونکی صحت نہین مانی جاسکتی جبتک کسی امام معتمد کا اوسپر نص نہو کہ یہ حدیث صحیح ہو نہ یہ کہ صرف
سنن مین روایت کے پائے جانے سے اوسکی صحت ثابت ہو صـ۶ جس سے معلوم ہوا کہ خارج از صحیحین
کی روایتین قابل وثوق نہین اور مخاطب نے بھی دربارہ شرکت حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا مین جو تحریر
الشہادتین شاہ سلامت اللہ وغیرہ سے ثابت ہی یہی عذر کیا ہو کہ یہ کتاب ملتزم الصحۃ نہین ہے پس یہ
روایات عقد جو یقیناً صحیح بخاری وصحیح مسلم بلکہ کسی صحیح مین نہین ہی صحیح ٹھہری چنانچہ اسی اصول پر مسلم کی روایت
دربارہ متعہ غلط کیجاتی ہی کہ چونکہ صحیح بخاری مین نہین ہی تو صحیح نہین جیسا کہ قول ابن القیم ہی- اور حدیث
لایحبہ الا مومن مین بھی ابن تیمیہ نے یہی عذر کیا ہی کہ بخاری مین نہین حالانکہ مسلم مین موجود ہی- اور حدیث
غدیر کے بارے مین بھی جسکے ہزارون عالم راوی ہین صدہا صحابہ سے یہی عذر کیا گیا ہی- فخر رازی عضد الدین
تفتازانی شریف جرجانی قوشجی مرزا مخدوم اسحق ہروی حسام الدین ابن تیمیہ ابن حزم محسن
کشمیری شیخ عبد الحق دہلوی- ان سب کا یہی مقولہ ہی کہ حدیث صحیح نہین کیونکہ بخاری ومسلم مین نہین
حدیث ما اقلت الغبرا اور ستفترق امتی اور کرار غیر فرار مین یہی عذر ہی مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین
لکھتے ہین لا نسلم کہ لفظ احداث از جناب ام المومنین صحیح باشد وسند منع روایت بخاری ہست کہ از لفظ مذکور
عاری ہست صـ۱۲۶ مولوی بشیر سہسوانی حدیث زیارت کے بارہ مین یہی عذر کرتے ہین کہ صحاح ستہ مین
نہین- جس سے معلوم ہوا کہ باخود ہا مین بھی اس دلیل سے استدلال کرتے ہین نہ صرف بمقابلہ شیعہ پس
یہی عذر مسلم اہل سنت میری طرف سے بھی ان احادیث عقد کی غیر صحت مین مقبول ہو- کیونکہ حدیث غدیر
کا نقل نہونا بخاری ومسلم مین تو بہت قرین قیاس ہی کہ ایسی حدیث کو جو تمامتر مضر مذہب اہلسنت ہی کیونکر
نقل کرتے- باقی روایات عقد مین کیا کہا جائیگا بجز اسکے کہ یہ واقعہ محض غلط ہی اور بالکل وضعی روایتین ہین
جو قابلیت درج صحاح ستہ نہین رکھتین حالانکہ صدہا روایتین بخاری ومسلم کی ایسی ضعیف وموضوع ہین کہ کسی
طرح اس قابل نہین کہ اونکو صحاح کہہ سکین چنانچہ دارقطنی نے ایک کتاب ہی اس مادہ مین لکھی اور مولوی حیدر علی نے
بھی دوسو دس روایتونکو ضعیف وموضوع بتایا ہی جس سے اور بھی یقین ہوتا ہی کہ یہ روایتین ایسی وضعی
وغلط ہین کہ اون موضوعات وضعاف کے برابر بھی انکا وزن نہین جو درج صحیحین ہوئے- یہ اور بھی حیرت بخش ہی
کہ نہ صحیح بخاری مین ہی نہ صحیح مسلم مین نہ موطا مین نہ ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ مین جس سے یقیناً معلوم ہوا کہ اسکی
کچھ اصلیت نہین نہ اوس زمانہ مین یہ روایتین تصنیف ہوئی تھین بلکہ اونکے بعد کی یہ کارروائیان ہین جنسے

دہی کتابین بھری گئین جو صرف بول و براز کے مصرف مین آسکتی ہین کنز مکتوم ملاحظہ ہو صـ۱۲۹

دوسری دلیل یہ کہ مسند احمد بن حنبل مین بھی روایات نہین جسکو، لاکھ حدیثون سے منتخب کرکے امام صاحب نے اسی غرض سے جمع کیا ہو کہ جب کسی امر مین اختلاف ہو تو اسکی طرف رجوع کرین اگر اسمین نہ پاوین تو وہ کوئی چیز نہین چنانچہ طبقات سبکی مین ہو قال لنا حنبل بن اسحق جمعنا عمی یعنی الامام احمد لی ولصالح ولعبد اللہ وقرا علینا المسند وما سمعته منه یعنی تاما وقال لنا ان هذا الکتاب قد جمعته وانتقیته من اکثر من سبعمائة وخمسین الفا فما اختلف فیه المسلمون من حدیث رسول اللہ صلعم فارجعوا الیه فانکان والا فلیس بحجة ترجمہ امام احمد صـ۲

تیسری دلیل یہ ہو کہ صاحب اصابہ نے کل روایات عقد کو یکجا جمع کیا جنکی عبارت مذکور ہوئی مگر کسی روایت کی نسبت نہ صحیح کہا نہ حسن بجز روایت وفات ام کلثوم و زید کے بوقت واحد جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر صاحب کے نزدیک بھی کوئی روایت صحیح نہین ہو نہ حسن بلکہ سب موضوع ہین یا ضعیف

چوتھی دلیل صحاح ستہ و مسند احمد کے بعد جن کتابون مین یہ روایتین ہین۔ اونپر عام حکم شاہ صاحب کا یہ ہو اعتبار حدیث نزد اہل سنت بیافتن حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع الحکم بالصحۃ و حدیث بے سند نزد ایشان شتر بے مہار است کہ اصلا گوش بآنہا نمیدہند۔ پس جب خود سنیونکے یہان یہ روایتین شتر بے مہار ہین تو شیعونکے نزدیک گوز شتر سے بھی بدتر ٹھہرین۔

پانچوین دلیل یہ ہو کہ کل روایات عقد جو باسند ہین وہ معنعن ہین عن فلان عن فلان جسکے بارہ مین قول شاہ عبد العزیز کا مذکور ہوا کہ عنعنہ محتمل انقطاع و ارسال ہو ایسی روایات بے سر و پا سے استدلال درست نہین کنز مکتوم صـ۲۲۹ ملاحظہ ہو۔

چھٹی دلیل جو روایتین اس عقد کی بابت کتب تواریخ مین ہین اونکی نسبت یہ قطعی حکم مولوی حیدر علی کا سنئے حال عدم اعتبار تواریخ از کتب فریقین مثل تالیفات و تفسیر صافی ملا محسن و منہاج شیخ ابو العباس آنقدر عیان ست کہ محتاج بیان نیست ازالۃ الغین صـ۸۸۹ کنز مکتوم صـ۱۸۱

اب فرمائے کہ ایسی روایتون سے کیونکر استدلال کرسکتے ہین جنکا بطلان بدیہی ہو۔ کیا غضب ہے کہ روایات و احادیث فضائل و نصوص خلافت جناب امیر و اہل بیت طاہرین کیلئے بلکہ روایات مصائب کربلا کیلئے تو یہ سب قواعد مقرر ہون کہ نہ صحاح ستہ کی روایت مانی جائے نہ مسند کی نہ دیگر سنن کی نہ تواریخ کی۔ اور مدح خلفا و توہین اہل بیت

رسالت کیلئے یہ سب قواعد بالا طاق رکھدیئے جایئن نہ ذمی حدیث دیکھی جائے نہ ناصبیت و خارجیت کا خیال ہو جھوٹی
جھوٹی روایتیں بنائی جایئن اور بمقابلہ شیعہ اونسے استدلال کیا جائے ایسی ناانصافی کا بدلہ خدا دیگا اور کیا کہون
سا توین دلیل اختلاف و اضطراب روایات ہے چنانچہ صاحب کنز مکتوم فرماتے ہین کہ کل روایتین اس عقد کی باسند
ہون یا بلا سند کتب احادیث مین ہون یا کتب تواریخ مین وہ سب اسقدر مختلف اور رواۃ اونکی ایسے مضطرب
ہین کہ کسیطرح توافق اونمین ممکن نہین چنانچہ جناب شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اسیطرف اشارہ
فرماتے ہین کہ بعد عبارت منقولہ سابق درباب زبیر بن بکار فرماتے ہین اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے
کہ کبھی روایت کرتا ہے جناب امیرؑ خود متولی عقد ہوئے اور نکاح کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے کہ عباسؓ عم رسولؐ نے
عقد کر دیا کبھی یہ روایت کرتا ہے یہ عقد بعد وعید و تخویف و تہدید بنی ہاشم واقع ہوا کبھی یہ روایت
کرتا ہے کہ رضا و خوشنودی سے عقد ہوا علاوہ برین بعض رواۃ کا بیان ہے کہ عمر سے لڑکا ہوا اور اوسکا نام
زید رکھا بعض کا یہ بیان ہے کہ قبل از ہم بستری عمر قتل ہوئے بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ زید بن عمر کی بھی
اولاد ہوئی اور بعضون کا قول ہے کہ زید قتل کئے گئے اور اونکی کوئی عقب باقی نہین اور بعضون کا قول ہے
کہ زید مر گئے اور بعضون کا قول ہے کہ قتل ہوئے بعض کا یہ بیان ہے کہ مان بیٹے دونون ساتھ قتل ہوئے
بعض کا یہ بیان ہے — کہ بعد زید ام کلثوم زندہ رہین بعض رواۃ کا یہ بیان ہے کہ عمر نے
چالیس ہزار درہم مہر مقرر کیا بعض کا بیان ہے کہ ہزار درہم مہر مین دیا بعض کا بیان ہے کہ پانچ سو درہم مہر مین
دیا پس اس کثرت اختلاف رواۃ سے معلوم ہوا کہ یہ روایت باطل ہے اور کسیطرح درست نہین انتہی۔
کلامہ الشریف وتقریرہ اللطیف۔ اب ان اختلافونکے ساتھ چند اختلاف و اضطراب اور گذارش
کرتا ہون کہ بعض رواۃ نے بیان کیا کہ خود عمر نے استدعا کی حضرت نے نسبت فرزند جعفر کا عذر کیا اوسپر
عمر نے کہا بخدا جو کچھ مجھے اس حسن قرابت سے امید ہے کسیکو ایسی امید نہوگی پس در انعقد من باید آورد
علیؑ جواب داد کہ بدرستیکہ من اورا در نکاح تو دادم بعد اوسکے خلیفہ صاحب بمقام روضہ تشریف لاکر
حضار سے طالب مبارکباد ہوئے الخ ازالۃ الغین صد ۹۱ بعض نے بیان کیا کہ عمر پیام عقد ام کلثوم
نزد امیر المومنین علیؑ فرستاد بجواب فرمودند کہ ہنوز ام کلثوم صغیرست فاروقؓ بجوابش گفت کہ مقصود من
خانہ داری نیست ازالۃ الغین صد ۹۲ (اس روایت مین وقوع عقد کا مطلقا ذکر نہین ہے۔
بعض کا بیان ہے کہ عمر نے مکرر آمد و رفت اس مادہ مین کی تب حضرت نے عذر صغر سنی کیا اوسپر عمر نے

اختلاف و اضطراب در روایات

اختلافات اہلسنت در روایات عقد

حدیث رسول بیان کیا حضرت نے زینت کرکے عمر کے پاس بھیجا عمر نے کہلا بھیجا مین بہت خوش ہون اور راضی ہون پس حضرت امیرؑ او را عقد بست و بخانہ عمر فرستاد ازالۃ الغین صد ۹۴۲ بعض[19] کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اس بارے مین میرے ساتھ دو امیر ہین پس دولت سرا مین تشریف لاکر حسنینؑ سے فرمایا کہ مینے مکروہ سمجھا کہ بغیر تمہارے اذن کے نکاح کرون صد ۲۸ ذخائر العقبیٰ بعض[20] کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا بعد از مشورہ جواب دینگے حسنین سے مشورہ کیا ہمہ کس گفتند کہ در تزویج دریغ مکن اوسکے بعد حضرت نے عمر پاس بھیجدیا عمر نے گلے سے لگایا بوسہ لیا پھر لوگون سے کہا کہ ہمنے علی سے درخواست کی اونہون نے تزویج کردیا حضار نے کہا ایسی صغیرہ سے عقد کرنیکا کیا نتیجہ عمر نے حدیث رسول بیان کی صد ۹۴۳ ازالۃ الغین بعض[21] کا یہ بیان ہے کہ حضرت نے حسنینؑ سے فرمایا عمر سے نکاح کردو اوسپر امام حسینؑ نے فرمایا وہ عورت ہین مثل سائر زنان اپنے امور مین مختار ہین اسپر جناب امیرؑ غضبناک ہوکر چلے امام حسنؑ نے دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ جو فرمائے بجا لائین تب عقد واقع ہوا بعض[22] کا یہہ بیان ہے کہ حسنین سے حضرت نے مشورہ لیا امام حسین ساکت رہے امام حسن نے تعریف عمر بیان کی اوسپر حضرت نے عمر کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ مطلب تمہارا بر لائے عمر نے گلے سے لگایا اور حضار کو خبردار کیا کہ اُنسے ہم عقد کیا چاہتے ہین ترجمہ صواعق محرقہ صد ۱۵۹ بعض[23] کا بیان ہے کہ حضرت نے عباس اور عقیل سے مشورہ کیا عقیل منع نمود اوسپر حضرت نے عباس سے فرمایا کہ یہ کلام عقیل خیرخواہی نہین ہے بعد اوسکے عقیل سے کہا مقصود عمر فقط عمل بر حدیث رسول ہے کہ ہر سبب ونسب منقطع ہوگا ازالۃ الغین صد ۹۴۴ بعض[24] کا بیان ہے حضرت نے عباس اور عقیل اور امام حسنؑ سے مشورہ لیا حضرت عقیل غضبناک ہوئے اور کہا جسقدر زمانہ کو امتداد ہوتا ہے اور ایام و شہور گذرتے ہین (معاذ اللہ) تمہاری بیعقلی بڑھتی جاتی ہے واللہ اگر تمنے ایسا کیا تو ہر آئینہ ہوگا اور ہوگا یعنی فساد عظیم قائم ہوگا الخ بعض[25] کا بیان ہے کہ حضرت عباس نے جناب امیرؑ کو سمجھا بجھا کر خود عقد کر دیا — بعض[26] کا بیان ہے عمر نے ساق یا کھولا بعض[27] کہتے ہین بوسہ لیا بعض[28] کہتے ہین گلے سے لگایا بعض[29] کہتے ہین چادر کھینچی اور بعض[30] کہتے ہین کہ عمر نے نظر بھر کے گھورا بعض[31] کہتے ہین زید اور رقیہ دو لڑکے پیدا ہوئے بعض[32] کا بیان ہے کہ بعد عمر حضرت نے عون بن جعفر سے عقد کرنا چاہا تو حسنین نے پہلے ہی جاکر کہا کہ اگر آسودگی دنیا چاہا ہو تو ممکن ہے اگر حضرت کو اپنا مختار کیا تو فرزند

حضرت سے عقد کر دینگے جب جناب امیر نے اختیار حاصل کرنا چاہا تو ام کلثوم نے آسودگی دنیا کی خواہش
بیان کی اوس پر حضرت نے کہا بوجہ حسنین تمنے ایسا کہا حضرت رنجیدہ ہو کر چلے تب امام حسن ع نے دامن
تھاما اور آرزو منت کی کہ حضرت راضی ہوئے بعد اوسکے عون سے عقد ہوا (حالانکہ یہ عون خود
ایام خلافت عمر مین شہید ہو چکے تھے) اسیطرح بہت سے اختلافات ہین کہ کسی نے کہا بعد عمر محمد سے
عقد ہوا اب عون سو تب عبد اللہ سو کسی نے کہا صرف عون بن جعفر سے بعد اونکے عبد اللہ سے نکاح ہوا
جسکا یہ مطلب ہوا کہ محمد بن جعفر سے عقد نہین ہوا کسی نے کہا پہلے محمد مرے بعد اونکے ام کلثوم کسی نے کہا پہلے
ام کلثوم مرین تب محمد بن جعفر کسی نے کہا بعہد معاویہ زید کے ساتھ انتقال کیا بعضون نے یہ بیان کیا کہ معرکہ کربلا
مین شریک تھین بعض نے کہا پہلے ام کلثوم مرین تب عبد اللہ بعض نے کہا نہین پہلے عبد اللہ
مرے تب ام کلثوم حالانکہ وفات عبد اللہ ۸۰ھ مین ہی جس سے بعہد معاویہ مرنا باطل ہوتا ہی اسیطرح
بہت سے اختلاف ہین جنکو اصل مین بتفصیل و بسط تمام لکھا ہے اور قبل اسکے بھی کچھ مذکور ہوا ہرکیف اختلاف روایات و اضطراب
رواۃ اس مادہ مین یقینی ہے اور اضطراب بھی ایسا کہ کسیطرح جمع و توفیق ممکن نہین پس خود اس اختلاف و اضطراب سے بھی یہ روایات
باطل و غلط ٹھہری کیونکہ خود شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہین اضطراب مانع عمل ہست بالبدیہۃ العقلیہ زیرا کہ عمل بہ طرفین متخالفین ممکن
نیست پس اسیطرح حصول علم و یقین بھی متخالفین سے بالبدیہۃ القطعیہ ناممکن ہی دوسرے مقام پر فرماتے ہین
ہرگز عاقل درین قسم تخالف و تعارض و اضطراب بہ احد الطرفین عمل نمیتواند کرد اور دوسرے مقام پر فرماتے ہین
و تعدد رواۃ چون باین رنگ باشد کہ ہر یکے در قصہ واحد خبرے روایت کند کہ مخالف دیگرے باشد قادح
صحت خبر میشود نہ مفید شہرت اور خود مولوی حیدر علی نے کہا اذا تعارضا تساقطا یعنی جب
دو روایتین باہم خلاف ہونگی تو دونون ساقط کر دیجائینگی اور چونکہ از روے آئین شہادت بھی اختلاف
بیان دلیل کذب و افترا ہے پس یہ روایات ساقط الاعتبار محض بیکار قرار پائین کیونکہ ان روایات
مین جسقدر اضطراب و تخالف ہے غالباً دوسری روایات مین نہو پس اس رو سے بھی یہ روایات غلط و
بے بنیاد قرار پائین فقولوا جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا افسوس
کہ اصل کتاب ذو الفقار حیدری مین ہر ہر روایتونکے سبب وضع کو کہ کس خیال سے یہ حدیثین مختلف
بنائی گئین بخوبی لکھا ہے بوجہ اختصار یہان بیان اختلافات پر اکتفا ہوا تمام ہوئی عبارت کنز مکتوم
آٹھوین دلیل یہ ہے کہ ہر روایت علحدہ علحدہ طور پر دیکھنے سے بھی غلط و موضوع ٹھہرتی ہین چنانچہ

صاحب کنز مکتوم نے گیارہ روایتین نقل کی ہین اور راویونکی تضعیف خود کتب اہل سنت سے ثابت کی ہے جسکا لکھنا خالی از طوالت نہین مختصر فہرست دیئے دیتا ہون آصابہ کی ایک روایت کے راوی سفیان ہین سفیان ثوری تدلیس کرتے تھے جو بدتر از کذب ہے اور سفیان بن عیینہ مختلط ہوگیا اور بیس برس سے زیادہ روایت مین غلطی کرتا صـ۱۸۸ ملاحظہ ہو۔ اور یہ دشمن اہل بیت بھی تھا کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اپنے گھر سے نکالدیا صـ۱۹۱ یہ وہی روایت کشف ساق وغیرہ ہے جس پر سبط ابن جوزی کو جوش آیا اور مولوی حیدر علی نے بھی الحاق شیعہ قرار دیا۔

دوسرے راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم ہین جو بتصریح یحیی بن معین وعثمان دارمی و ابن منکدر وغیرہ ضعیف ہے اور زید بن اسلم غلام خلیفہ دوم تھا جسکو مولوی حیدر علی باوصف موافقت صحیحین ضعیف کہتے ہین صـ۱۹۲ لغایت صـ۱۹۳ کنز مکتوم اور اسکی خاص روایت مہر ۴۰ ہزار درہم کو جوزجانی نے موضوع کہا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا

تیسری روایت زبیر بن بکار کی ہے جسکو سلیمانی واضع کذاب جانتے ہین اور عداوت اوسکی جناب امیر سے مشہور ہے صـ۱۹۴ لغایت صـ۱۹۶ ملاحظہ ہو یہ اولاد سے ہے حضرت زبیر کے جو اہل سنت کے عشرہ مبشرہ سے ہین اور جنگ جمل مین جناب امیر سے لڑنے نکلے تھے آخر بھاگے اور مارے گئے

چوتھی روایت ابن اسحق کی ہے جو بنص امام مالک دجال تھا بلکہ خر دجال صـ۱۹۶ لغایت صـ۱۹۸

پانچوین روایت عطاء خراسانی ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا بنص سمعانی باطل ہے صـ۱۹۸

چھٹی روایت نورالدین کی دارقطنی سے ہے۔ نورالدین بنص رشیدالدین خان مجہول ہے جسکی روایت سے استدلال کرنا حماقت ہے اور دارقطنی بنص بشیر جامع غرائب ہین۔ اور شاہ عبدالعزیز وفاضل رشید بھی اوسکو غیر معتبر کہتے ہین صـ۱۹۹ لغایت صـ۲۰۲ ملاحظہ ہو کنز مکتوم

ایک راوی اسکے ابوحنیفہ بھی ہین جسکو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے اور علامہ عبدالرؤف حنفی نے صرف اسوجہ سے کہ ابوحنیفہ راوی ہین روایت کو باطل کیا کنز مکتوم ملاحظہ ہو صـ۲۰۲ سے لغایت صـ۲۲۳

ساتوین روایت ابوصالح کاتب لیث کی ہے جو بنص ذہبی کذاب تھا صـ۲۲۳

آٹھوین روایت لیث بن سعد کی ہے جسکو امام نووی نے مجہول کہا ہے صـ۲۲۴

نوین روایت عاصم کی ہے جو بنص عبدالحی ضعیف تھا۔ صـ۲۲۴

دسوین روایت شریک کی ہے جو ہمیشہ سے مختلط رہا اور دقالان امام حسین سے ہے صـ۲۲۴

گیارہوین روایت زہری کی ہے تاریخ خمیس مین جو ہمراہیان بنی امیہ سے تھا اور دشمن جناب امیر ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۵ انتی روایتونکی موضوعیت تو کنز مکتوم مین شائع ہو چکی باقی دو چار ٹوٹی پھوٹی باسند روایتین جو اور ہونگی اونکی موضوعیت خاص طور پر جلد ہفتم مین ذوالفقار حیدریہ کے مذکور ہے جو ابھی طبع نہین ہوئی مسودہ اوسکا موجود ہے مگر فرصت نہین جو اور جانکاہی کرون صرف عام احکام اہل سنت دربارہ روایت مسندہ خارج از صحیحین یاد فرمالین۔ محقق لاثانی صاحب ذوالفقار حیدر نے یہی نہین کیا ہے کہ صرف راویون کی وضاعیت وغیرہ ثابت کی ہو یا عقل ونقل سے اوسکی غلطی ثابت کی ہو۔ بلکہ یہ تجربہ بھی اپنا دکھایا ہے کہ جن علمانے اون روایات عقد کو درج کتاب کیا برکت آئمہ اطہار سے وہ علما اور وہ کتابین بھی اہل سنت کے نزدیک غلط اور ناقابل اعتبار ٹھہرین خدا کرے کہ وہ کتاب مستطاب جلد چھپے جو اعدای اہل بیت کیلئے فی الواقع ذوالفقار صاعقہ کردار ہے۔

اور اگر کثرت روایت سے آپکو گمان تواتر پیدا ہو تو اسکی بحث بھی کنز مکتوم مین موجود ہے جسمین یہ قول امام فخر رازی درج ہے کہ بیس ہزار آدمی کے اتفاق سے بھی تواتر ثابت نہین ہوتا ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۱ لغایت ۲۳۳ اور ابن خلکان ابوالفرج اصبہانی سے ناقل ہین کہ لیلی ومجنون کا قصہ جو تمام عالم مین مشہور ہے محض غلط ہے لیلی ومجنون کا کوئی وجود نہین چنانچہ فرماتے ہین وذکر ابو الفرج الاصبہانی نے کتاب الاغانی فی ترجمۃ لیلی ومجنون بعد ان استوفی اخبارہ فقال وقد قیل ان ثلثۃ اشخاص شاعت اخبارہم واشتہرت اسماءہم ولا حقیقۃ لہم ولا وجود فی الدنیا وہم مجنون لیلی وابن القریہ وابن ابی العقب الذی ینسب الیہ الملاحم واسمہ یحیی بن عبد اللہ بن ابی العقب صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر

بس اسی سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ جبکہ آپکے علما ایسے لاوجود اشخاص کو باین شہرت وتواتر غلط طور پر بیان کرتے ہین جس سے کوئی مذہبی فائدہ بھی نہین۔ تو مذہبی اغراض کیلئے کسقدر کذب وافترا کی اونہون نے ترویج کی ہوگی اور شہرت دی ہوگی۔ مگر صاحبان عقل وادراک کب ایسے لغویات کے پابند ہو سکتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ اکثر محدثین نے ان موضوعات کو اون موضوعات کے برابر بھی نہ سمجھا جنسے صحاح ستہ کو مزین کیا حالانکہ ایسی روایات کی اونکو کسقدر ضرورت تھی ابن خلدون نے بھی روایت نکاح عباسہ

خواہر ہارون رشید کو جو اتفاقی اور اجماعی مورخین ہے محض استبعاد عقلی سے باطل کیا ہی کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہی بس جہان ایسے ایسے امور واہیہ مین آپ حضرات نے یہ تحقیقات کی ہی اور اتفاقی بلکہ اجماعی و مشہور واقعات کو غلط ثابت کیا ہی برای خدا اس مسئلہ مین بھی ذرہ نظر غور و فکر سے کام لیکر مطابق واقع اس شہرت غلط سے انکار فرمائے

ماموں صاحب! ہم نہایت خیر خواہی سے عرض کرتے ہین کہ آپ اپنے عقیدہ کی اصلاح فرمائین ایسا نہو خال المومنین کے ساتھ آپکو رہنا پڑے یا فرزند خال المومنین کا درجہ ملے اگر حق خلافت وغیرہ کو نہین قبول کرتے تو ایسے امور کی نسبت تو نہ کیجئے جس سے اوس خاندان کی توہین ہو جدھر آپکی نسبت ہے - دین و ایمان اور چیز ہے شرافت خاندانی اور چیز مذہب کے واسطے شرافت تو نہ کھوئی - اگر یہ سنت قدیم نہین تو آپکو خاندان کی پابندی کیون ہی - خلاف شرع ہو تو چھوڑئے کوئی مثال ایسی قایم کیجئے جس سے لوگ سمجھین ہیچ مچ آپ اس عقد کے وقوع کو باتے ہین بغیر اسکے تو مخالف و موالف سب یہی کہین گے صرف شیعون کی عداوت بلکہ اہل بیت رسول کی جوش عداوت مین اپنے ایسا لکھا دل سے نہین مانتے - ورنہ ضرور وہی برتاؤ کرتے جو لاہے دھنے کی قید نہ رکھتے زیادہ عرض نہین کر سکتا العاقل تکفیہ الاشارۃ -

قول موثوق - آنجناب نے حدیث اول فرج غصبنا کو غیر ثابت کتب شیعہ سے لکھا ہی اور مفتریات سنیان شمار کیا ہی بڑے غضب کی بات ہے کہ باوجود مرتبہ پیش امامی کے آپ اس کوچہ سے ایسے نابلد و ناواقف ہین دیکھئے روایت شیخ مفید صاحب کو جلد اول الانوار المنصیۃ مین کہ جو بہار الدین علی بن عبد الحمید حسینی بخفی سے ہی ایک حدیث طویل مشعر قصہ نکاح حضرت عمر و ارسال جنیہ بصورت حضرت ام کلثوم کہ جسکے فقرہ مین نتیجہ راوی یہ ہی اقول و علی هذ الحدیث اول فرج غصبناہ محمول علی التقیۃ او الاتقاء من عوام الشیعۃ کما لا یخفی انتہی بلفظہ

دفع الوثوق وہ روایت غصب جس پر آپلوگونکا بہت زور شور ہی کتاب فروع کافی کلینی مین یہ ہے باب فی تزویج ام کلثوم علی بن ابراھیم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم و حماد عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ یہان پہلی بحث سند روایت کی ہی جس سے روایت کا صحیح و ضعیف

تحقیق روات حدیث ثقلین

وموضوع ہونا معلوم ہوتا ہو راوی اول علی بن ابراہیم ہین راوی دوم اونکی باپ ابراہیم بن ہاشم قمی ہین جسکے بارے مین کشی علیہ الرحمۃ فرماتی ہین فیہ نظر کسی نے انکی توثیق پر نص نہ کیا۔ اور ملا علی فرماتے ہین یہ شاگرد ہین شیخ یونس کے جو غیر مقبول القول تھے اور کثیر الطعن و ذم پس جب اوستاد کا یہ حال تھا تو اونکی شاگرد ابراہیم کا قول کیونکر مقبول ہوگا ص۲۱ منتہی المقال اختلاف علما انکی بارے مین قدیم الایام سے چلا آتا ہو چنانچہ حجۃ الاسلام سید محمد باقر اصفہانی اعلی اللہ مقامہ نے ایک رسالہ خاص اس بارے مین لکھا ہو۔ علامہ سید محمد رحمہ اللہ صاحب مدارک نے بھی چند مقامونپر روایت ابراہیم بن ہاشم قمی کو رد کیا ہو اور قدح کیا ہو وغیر ذلک من العلماء الکرام قدس جو انہ لک فی اسفارہم تیسرے راوی ابن ابی عمیر ہین جنکا نام محمد اور باپ کا نام زیاد بن عیسیٰ ہی ۲۱۷ھ مین انکی وفات ہی۔ ہارون رشید نے انکو قید کیا تھا جسکے دو سبب بیان کئے جاتے ہین۔ ایک یہ کہ انکو قاضی بنانا چاہا انہون نے نامنظور کیا۔ دوسری شیعون کی سراغ رسانی انسے چاہتا تھا انہون نے نہ بتلایا غرض چار برس کے قید مین انکی کتابین ضائع ہوگئین جنکو انکی بہن نے بغرض حفاظت زمین مین دفن کر دیا تھا اب انکی روایت صرف یاد کے اوپر تھی یا اون روایتونپر جنکو یہ پہلے بیان کر چکے تھے اسی وجہ سے اصحاب حدیث انکو مراسیل کی بارے مین سکوت کرتی ہین اور اوسکو حجت نہین مانتے۔ اور انکی شیوخ یہ لوگ ہین کر دویہ۔ یحییٰ بن عمران۔ ہمازم۔ وہب بن عبد ربہ۔ مسمع حماد بن عثمان حسین بن عثمان۔ ابو مسعود طائی ذریح بن محمد حاربی ص۲۵۵ جس سے معلوم ہوا کہ ہشام بن سالم انکی شیوخ مین نہین ہین تو یہ روایت کافی جسمین سلسلہ انکا ہشام بن سالم سے ہو کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہی۔ پانچوین راوی اسکے حماد ہین جو چند آدمیونکا نام ہو۔ ایک حماد بن زید ہو جو مخالفین سے ہو اوسکا قول شرح ابن ابی الحدید مین ہے کہ اصحاب علی کو جتنا علی سے محبت ہو اوتنا گوسالہ پرستونکو بھی اپنے گوسالہ سے نہ تھی منتہی المقال ص۱۱۸ دوسرے حماد بن عیسیٰ رواۃ معتمدین شیعہ سی ہین جنکی وفات ۲۰۹ھ مین ہوئی ۲۰ حدیثین جناب امام جعفر صادق سے روایت کین۔ اونسے اس روایت کے منقول نہونیکا یہ قرینہ موجود ہی کہ نہ اونکی شیوخ مین زرارہ کا نام لیا جاتا ہو نہ اونکی تلامذہ مین ہشام بن سالم کا نہ محمد بن زیاد معروف بہ ابن ابی عمیر کا ص۱۱۹ تو اب صاف طور پر معلوم ہوا کہ حماد ثقہ شیعی المذہب سے یہ روایت نہین جو صحابی امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ دوسرا قرینہ یہ ہو کہ جب خود صحابی امام جعفر صادق ع ہین تو بالواسطہ روایت کیسی تیسرے

یہ کہ وفات زرارہ رض سنہ ۱۵۰ھ مین ہوا اور انکی وفات سنہ ۲۰۹ھ مین جو زمانہ جناب امام علی نقی علیہ السلام تھا
پس حضرات آئمہ سے نہ روایت کرنا باوجود ادراک زمانہ۔ اور بالواسطہ زرارہ سے ناقل ہونا کمال
درجہ تعجب خیز ہو۔ کیونکہ قرب سند کو ہر محدث وراوی زیادہ پسند کرتا ہو بہ نسبت اسکے کہ وسائط
زیادہ ہون بہر حال اتنے اختلال کے بعد ہم نہین سمجھتے ہین کہ کوئی منصف کیونکر اس روایت سے استدلال
کرسکتا ہو اور چونکہ تعلق اسکا اہل بیت اطہار سے ہو اور ایسے امر سے جسمین ذرہ کوتاہی کرنے سے آدمی
مستحق نار ہوتا ہو کیونکہ اتہام عظیم وافترا جسیم کا مرتکب قرار پاتا ہو لہذا ضرور ہو کہ پوری جانچ پڑتال بکام لیا جاے
افسوس ہو کہ اس مقام کا مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدری کا ایسا محکوک ومشکوک تھا کہ زیادہ
اس سے مین نقل نہ کرسکا اکثر مقام پر مصنف علام نے کچھ نشان دیکر چھوڑ دیا ہو۔ جس سے معلوم
ہوتا ہو کہ یہین کی عبارت نقل کرنا باقی رہ گئی ہو لہذا مین بھی اسیقدر پر اختصار کرتا ہون زیادہ کا
مجاز نہین۔ یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ تحقیقات کتاب کافی کی حدیثون کی بابت کچھ خاص اسی بحث مین نہین ہے
جس سے میری طرفداری سمجھی جاے بلکہ متقدمین سے تنقید روایات کا سلسلہ چلا آتا ہو چنانچہ آقا مرزا
محمد تنکابنی تحریر فرماتے ہین ۱۶۱۹۹ احادیث کافی سے ۵۰۹ صحیح اور ۱۴۴ حسن اور ۱۱۱۸ موثق
اور ۱۰۲ قوی اور ۹۴۸۵ ضعیف ہین تو اب بغیر تنقید کسی روایت کے کیونکر عام طور پر کل
حدیثین اسکی قبول کرلیجاسکتی ہین حالانکہ ابھی بڑا مرحلہ اسکا باقی ہو کہ درحقیقت یہ روایت کافی کی ہی
یا سنیون کی تحریف وتصنیف جسکی تحقیقات واقعی جلد ہشتم ذوالفقار حیدری مین بشرح طور
پر مرقوم ہو۔ دوسری بحث اسکے معنی مین ہو جسکو غلط فہمی سے اہل سنت نے اپنے لئے مفید
سمجھا ہو ہم یہان عبارت تشفی کی نقل کرتے ہین جس سے اہل سنت کو پوری تشفی ہو جاے
وھذہ عبارتہ ہم سنا کرتے تھے کسکا کون جسکے بدن مین مٹی لگی دیکھی گھاٹ پر چلا جاوے
مگر اسکی تصدیق اہل سنت کے حالات سے ہوئی مرزا مخدوم شریفی المتوفی فی حدود سنہ ۹۹۵ھ
نے اول اول اس روایت موضوعہ غلط کی ایجاد کی اور نواقض الروافض مین لکھا بعدہ وہی
اوڑھائی ہوئی ہانک مخدوم کی شاہ صاحب نے صواقع کابلی سے چرا کر تحفہ مین درج کی پھر
مولوی حیدر علی نے اوس نقل اول کی تیسری نقل کی اور آیات بینات والے نے چوتھی
نقل بنائی پھر تو نقلون کی کوئی حد نہ رہی یہانتک کہ سائل نے بھی وہی سوانگ نکالا۔

اگر کوئی صاحب بادیانت ہوتے تو اپنے ان علمائے محرفین کی نقل پر اعتماد نہ کرتے اور حقیقت
امر کو دریافت کر لیتے لیکن سائل کے ایسے شخص سے یہ امید بیجا ہی۔ خلاصہ یہ کہ یہ روایت جو کافی کیطرف
منسوب کیجاتی ہی ان الفاظ سے تو کہین نہین ہے اور بالکل اہل سنت کی وضعی ترکیب ہی یہی ترکیب ہے
یہی سبب ہے کہ متقدمین اہل سنت نے بھی کبھی اس روایت کو شیعون کے روزمرہ مناظرہ مین پیش
نہ کیا نہ جامعین صحاح ستہ نے اصل قصہ عقد وغیرہ کو درج صحاح کیا ہان ذالک یا ذاک
فرج غصبناہ البتہ اس زمانہ کے کافی کے نسخون مین پایا جاتا ہی جسکو نہ کسی شیعہ نے حدیث
صحیح کہا ہی نہ کسی سنی نے اسکے قواعد مقررہ شیعہ پر تصحیح کی نہ کسی سے یہ ہو سکے گا مگر ہم اس سے
بحث نہین کرتے الفاظ حدیث اور جس باب مین اسکا بیان ہی اوسکی طرف توجہ دلاتے ہین کہ نہ
باب مین ام کلثوم بنت علی کا نام ہے نہ بنت فاطمہ کا بلکہ صرف نام ام کلثوم وارد ہی جو بہتون کا نام تھا
کنز مکتوم مین ثابت کر دیا گیا ہے کہ خلیفہ دوم کے تین بی بیون کا نام ام کلثوم تھا اور پہلی ام کلثوم
سے زید بن عمر بن خطاب پیدا ہوا تھا جسکی نسبت شرکت نام کیوجہ سے حضرت ام کلثوم ع بنت جناب
فاطمہ کیطرف کیگئی یہ بھی ثابت کر دیا گیا ہی کہ خلیفہ دوم نے مسماۃ ام کلثوم دختر ابوبکر سے نکاح کرنا
چاہا عائشہ کو پیغام دیا اوسپر ام کلثوم مذکورہ نے کہا اگر میرا نکاح عمر سے کیا تو روضہ رسول اللہ پر
تیری فریاد کرونگی انھین چار دن ام کلثوم کے مختلف واقعات ملا جلا کر بوجہ اشتراک نام حضرت
ام کلثوم ع کیطرف منسوب ہوئے غرض سائل یا اوسکے ہم مشربون کے پاس کوئی ثبوت اسکا
نہین ہے کہ یہ روایت حضرت ام کلثوم بنت امیر المومنین سے متعلق ہے بلکہ اوسی ام کلثوم بنت
ابوبکر کی مغصوبیت کو آپ بیان کرتے ہین جسکی خواہش اہل بیت رسالت نے کی ہو گی چونکہ اسما
بنت عمیس زوجہ حضرت جعفر طیار بعد شہادت حضرت جعفر عقد ابوبکر مین آئین اونکے مرنے پر حضرت
امیر ع نے اونسے عقد کیا اور محمد بن ابی بکر آپکے ربیب ہوئے اوسی بنیاد پر آپنے ام کلثوم مذکورہ کا اپنے
خاندان مین کسی سے عقد کرنا چاہا ہو گا جو خلیفہ دوم کے جبر و تشدد سے ملتوی رہا اوسیکی نسبت آپ
فرماتے ہین کہ ام کلثوم بنت ابوبکر پر حق ہمارا تھا جو غصب ہوا حسب خواہش اہل بیت اطہار
خاندان رسالت مین نہوا اور خلیفہ دوم کے بیجا دخل سے معطل رہا کہ اوسکو حضرت نے فرمایا
حق ہم لوگونکا تھا مگر غصب ہو گیا۔ سائل کو شائد ہمارے اس بیان سے وحشت آمیز حیرت ہو مگر علما اوسکی

اقرار کرینگی کہ بیشک ہزارون روایتین ایسی ہین کہ جسکو اونکی رواۃ نی حسب فہم اپنی بیان کیا ہی اور ابتدائی
جملہ کو غائب کردیا ہی سیاق کلام سے اوسکا پتہ لگا علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین حدیث من کانت
ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی مرءۃ ینکحھا فہجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ کی شرح مین لکھتے ہین
کہا خطابی نے یہ حدیث یون ہین کٹی ہوئی وارد ہوئی ایک حصہ اوسکا غائب ہوگیا نہین معلوم کس سے ایسی
غفلت ہوئی ابن حجر لکھتے ہین کہ جملہ محذوفہ مشعر ہے ساتھ قربت محضہ کے اور جملہ موجودہ تردد کو اور
مذہب بخاری یہ ہے کہ اختصار کرنا حدیث کا اور اوسکو بالمعنی نقل کرنا جائز ہی صٹ فتح الباری اس
قسم کا بیان صدہا احادیث صحاح ستہ کی متعلق موجود ہی پس منصف سی بعید ہی کہ ایک جگہ قبول کرے
اور ایک جگہ اس کلیہ کو رد کرے بہرحال آپکی اس تحریر سی معلوم ہوا کہ نہ اصل کتاب کا ملاحظہ کیا ہی نہ کلام علما
سے اسکی مطابقت کی ایسا نکیا کیجئے خاص کر اہل بیت اطہار کی بارہ مین تیسرے یہ کہ جس روایت کو آپ
جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کیطرف منسوب کرتے ہین اور اوسکا حوالہ انوار مضیہ پر دیتے ہین جسکی عبارت
مجمع البحرین مین بصفحہ ۱۴۱۸ منقول ہی پس اسکی حالت یہ ہی کہ انوار المضیہ تو میرے پاس موجود نہین جو اوسمین
دیکھون نہ اس کتاب کی نہ اسکے مصنف کی توثیق کتب رجال مین ملتی ہی جو کچھ عرض کرون۔ با اینہمہ وہ روایت
جسنیہ منقولہ انوار المضیہ ارشاد جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سی نقل کیگئی ہی ارشاد میرے پاس حاضر ہے
کہین اس روایت کا اوسمین وجود نہین آپکی تحریر کی جانچ مین مینے تمام ارشاد کو من اولہ الی آخرہ دیکھ گیا کہین
اسکا پتہ نہ ملا چنانچہ عبارت ارشاد بجنسہ نقل کیجاتی ہی جس سے آپکی تشفی ہوجاے باب ذکر اولاد امیر المومنین
علیہ السلام وعددہم واسمائہم ومختصر من اخبارہم اولاد امیر المومنین سبعۃ وعشرون ولدا ذکرا وانثی الحسن والحسین
وزینب الکبریٰ وزینب الصغریٰ المکناۃ بام کلثوم امہم فاطمۃ البتول سیدۃ نساء العالمین بنت سید المرسلین
وخاتم النبیین محمد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ومحمد المکنی بابی القاسم امہ خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ الخ اسکے
بعد بقیہ اولاد کے اسامی گرامی ہین مگر کہین اس روایت کا وجود نہین تو اب فرمائے آپکے منقولہ روایت یا انوار مضیہ
کی نقل پر یا مجمع البحرین کے نقل پر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہی باقی رہی روایت اول فرح غضبناہ پس اوسکی
حالت عرض کرچکا زیادہ سمع خراشی کی حاجت نہین کہ بنیاد فاسد علی الفاسد ہی کہین اس روایت کا ان
الفاظ سے وجود نہین جو جواب دیا جاے۔
آپنے چونکہ اسکے پہلے وعدہ کیا تہا کہ مین اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ کو ثابت کرونگا اور سوا اس عبارت کے

نہین اپنے کو[بلکہ] ثبوت نہین دیا جس سے معلوم ہوا کہ اسی مضمون کو آپ اقرار شیخ مفید علیہ الرحمہ [سمجھتے] ہین لہذا یہین انکا ہمرتمی شیخ علیہ الرحمہ کو بتصریح یہان عرض کرتا ہون۔

جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنے رسالہ مین جو بجواب چند سوال کے ہے تحریر فرماتے ہین کہ جو روایت دربارہ عقد حضرت ام کلثوم نقل کرتے ہین کسیطرح ثابت نہین کیونکہ راوی اوسکا زبیر بن بکار ہے اور وہ نقل مین موثوق نہین تھا اور متہم تھا اوس باب مین جسکو ذکر کرتا ہے بسبب دشمنی امیر المومنین علیہ السلام کے اور وہ غیر مامون ہے یہانتک کہ فرماتے ہین اصل اسمین یہ ہے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ صاحب علم النسب اپنی کتاب مین اس روایت کو نقل کیا چونکہ وہ شخص سادات علوی مین سے تھا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ امر حق اور واقعی ہے ورنہ یہ علوی کیون نقل کرتا حالانکہ اونہون نے اسپر نہین غور کیا کہ اس علوی نے زبیر بن بکار سے روایت کی ہے اور حدیث بھی فی نفسہ مختلف ہے انتہیٰ کنز مکتوم صفحہ ۱۶۲ اس تقریر کا بقیہ حصہ سابق مرقوم ہوا ہے لہذا اعادہ کی ضرورت نہین اس عبارت سے انکار شیخ مفید علیہ الرحمہ تحقیقاً اس نکاح سے بخوبی ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اوس زمانہ تک کہ سنہ ہجری تھا اہل سنت کے یہان بجز روایت زبیر بن بکار دوسری روایت نہ تھی اور شیعون کے یہان بھی کوئی روایت نہ تھی بجز اسکے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ نے اہل سنت سے یہ روایت اپنے یہان [نقل] کی جس سے لوگونکو یہ خیال ہوا کہ اگر یہ واقعہ صحیح نہ تھا تو اس علوی نے کیون لکھا اب فرمائیے کہ مولوی صاحب مرحوم کا دعوی کہ شیخ مفید اس نکاح کے منکر ہین ثابت ہوا یا نہین یا حضرت آپکو تو صرف انکار شیخ مفید پر تعجب ہو رہا ہے حالانکہ سمہودی وابن حجر مکی و مولوی حیدر علی عموم اہل بیت طاہرین اور شیعیان امیر المومنین کے انکار کو اس نکاح سے نقل کرتے ہین ترجمہ صواعق میں ہے۔ زیادہ شد تعجب من از اہل بیت زمان ما کہ انکار تزویج عمر با ام کلثوم میکنند۔

قول موثوق صفحہ ۴۳ قاضی نور اللہ شوستری مصائب النواصب مین بعد قصہ حضرت عباس کے فرماتے ہین

دفع الوثوق قاضی صاحب کی عبارت جو اپنی ازالۃ الغین سے نقل کی ہے پس وہ کسیطرح قابل وثوق نہین کذابیت وخیانت وخباثت اسکی زبیر بن بکار سے کسیطرح کم نہین ہے باانیہمہ وہ آپکے کسیطرح مفید مطلب نہین جب خود قاضی صاحب مرحوم فرماتے ہین کہ محدثین اس روایت کو قبول نہین کرتے تو آپ کیونکر اوس سے استدلال کر سکتے ہین کیونکہ انکار محدثین ان روایات سے یا من حیث السند ہے کہ صحیح نہین ضعیف ہے یا موضوع یا من حیث الدرایہ ہے بہر طور جس فرقہ کی روایت ہو اوس سے جب انکار کیا

عمر عصکہ بعلہ اصول مسلمانان در نکاح کردا انکار حق او و نعوذ بجای رسول خدا شیخ است از اغتصاب این فرج پس تسلیم کرد و صبر نمود۔

یا موضوع ٹھہرایا تو کس اصول پر اوس روایت سے استناد ہو سکتا ہی۔ اگر آپ اسکی اجازت دین تو ہزارون موضوعات آپکے بیان کردن جس سے توحید رسالت سے آپکو انکار لازم آوے باقی رہا باوصف انکار روایت اقرار بوقوع عقد پس ایسا فقرہ ہی کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آسکتا انکار روایت کے بعد اقرار کیونکر درست ہو سکتا ہی۔ باایںہمہ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونہین روایات کثیرہ موضوعہ اہل سنت کے شہرت و کثرت نے اس اقرار پر مجبور کیا یہی سبب ہے کہ قاضی صاحب اوسی روایت غلط کو تسلیم کر رہے ہین جو اہل سنت کی زبان پر جاری ہو اور اصل کتاب کیطرف نہین رجوع کرنے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ روایت ان الفاظ سے کسی کتاب شیعہ مین نہین ہی۔ باایںہمہ ان عبارات مین بھی ام کلثوم کو نہ بنت علی لکہا ہی نہ بنت فاطمہ آور جب روایت غصبت کی قدح ثابت ہوگئی تو جو اوسکے مماثل ہوگی وہ بدرجہ اولی ناقابل اعتماد ہوگی یا جو تقریر اوسکی بنیاد پر ہوگی بیکار ٹھہریگی۔ کیونکہ دنیا مین ہزارون واقعات غلط طور پر مشہور ہوگئے ہین جنکی حقیقت بعد تحقیقات ظاہر ہوئی مینے مکرر عرض کیا ہی کہ اس واقعہ کا ایک جز یعنی صغر سنی ایسا جز ہی کہ کسیطرح اہل سنت اس واقعہ کو حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب نہین کر سکتے بجز ام کلثوم بنت ابوبکر کہ جو یقیناً اسوقت ویسی ہی کم سن تھی جیسا کہ روایات اہل سنت مین ہے اور خواستگاری کرنا بھی ام کلثوم بنت ابوبکر کا ویسا ہی یقینی ہی جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اسی ام کلثوم کا ہی۔ ہان یہ شبہہ ہو سکتا ہی کہ جب بنت ابوبکر تھی تو حضرت کو اسقدر تردد کیا جسکا جواب ابھی مذکور ہوا۔ کہ گو رعایا نے حضرت سے قطع تعلق کیا تھا لیکن حضرت اسوجہ سے کہ صحیح خلیفہ رسول تھے کیونکہ اپنی تعلقات قطع کرتے یہ بھی نہ سہی آخر انسانی ہمدردی کو کیا کرتے۔ جب ایسی ایسی کمسن لڑکی کی امداد متعلق کی گئی تو اب نگرانی و خبرگیری ضروری ہوئی۔ یہی وجہ ہو حضرت کا اسقدر تردد و پریشانی کی کہ اسس مشارکت بنے ناواقفونکو مشتبہ کیا۔ اور اسکو تو مین مکرر بیان کر چکا ہون کہ اس قصہ نے وہ تلاطم ڈالا تھا کہ بی بی عایشہ سی مستقل مزاج کہ وہ وقار کے ہاتھ پاؤن بھول گئے ایک طرف حضرت عمر کہتے ہین اپنی بہن ام کلثوم کا مجھسے عقد کر دو ام کلثوم کہتی ہی تو نے میرا عقد عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جا کر فریاد کرونگی پھر فرمائے جناب امیر کا تردد کیا بیجا تھا جنکو خواہی نخواہی خلیفہ نے سمجھ لیا تھا ہمارے مقصود کے حصول مین حائل ہوتے ہین اور جب خلیفہ دوم بلا سبب بیعت ابوبکر کرنے پر آمادہ قتل جناب امیر ہوئے بلکہ گھر کو آگ لگانے پر تو اس واقعہ مین کیا مشکل تھا باقی امور ایسے ظاہر ہین کہ محتاج بیان نہین۔

قول موثوق تیسرے صاحب نزھہ جواب مین اس لفظ کے تحریر کرتے ہین۔ مراد ازین کلام آنست کہ این نکاح اول نکاحی ہست کہ از خاندان عالیہ بغیر طیب خاطر اولیا بطریق اجبار و اکراہ بنا بر مصلحت وقت واقع شدہ و بسبب وقوع آن باجبار و اکراہ تعبیر ازان بغصب فرمودہ اند درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست و مع وضوح المرام لاعبرۃ بالالفاظ عقد نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست پس ایسے واضحات کو کہ علماء معتبر آپ کے کھلم کھلا بفخر و مباہات پکار رہے ہین کہ جو کچھ ہو غصب ہو یا معاذ اللہ زنا ہو (درین معنی ہیچگونہ شناعتے نیست) آپ اس واقعہ کو بکلمات شناعت و تفضیح آلودہ کرتے ہین۔

دفع الوثوق صاحب نزھہ کا کلام بھی اوسی بنیاد تسلیم و فرض پر ہے جسکے پہلے صاف کہدیا "بشرط صحت روایت و محفوظ بودن آن" جس سے معلوم ہوا کہ اونکو بھی اسکی صحت اور دست برد تحریف مخالفین سے محفوظ ہونے مین اس حدیث کے کلام ہے۔ اور جبکہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ان لفظون سے غلط ہو کافی مین نہین اور جو ہے وہ صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح۔ تو اب صاحب نزھہ کے کلام سے تعرض بیکار ٹھہرا کیونکہ وہ تو صاف فرما رہے ہین ہمنے کتاب سے مقابلہ نہین کیا ہے اسکی جانچ نہین کی ہے بفرض تسلیم صحت روایت یہ جواب ہے۔ جب عدم صحت اوسکی معلوم ہوئی تو اب وہ جواب ہی باقی نرہا اذا فات الشرط فات المشروط صاحب نزھہ نے تو اور بھی آپلوگون کی کمر توڑ دی کہ صحت ہی مین نہین کلام کیا ہے بلکہ اوسکو غیر محفوظ سمجھی کہا کہ الحاق و تحریف مخالفین کا احتمال ہے جو بہت اچھی طرح ثابت ہے کہ قبل مرزا مخدوم شریفی جو شیعہ بنا پھر سنّی ہوا۔ کسی نے اس روایت سے تعرض نکیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب تحریف و تضحیف اوسی بزرگ کی ہے چونکہ حضرات اہل سنت کو اہل بیت اطہار سے قاطبۃً عداوت ہے اور ہر وقت اسکا موقع ڈھونڈھتے رہتے ہین کہ کسی پہلو سے کسی عنوان سے ذریتہ رسول کی شان مین کچھ دلکا بخار نکالین اسلئے یہ الفاظ گڑھ لیا کرتے ہین کہ زنا لازم آتا ہے جسکا قائل بجز زنازادہ دوسرا کوئی نہین ہو سکتا کیونکہ جس باب مین یہ روایت مذکور ہے یہی لکھا ہے باب فی تزویج ام کلثوم تو اسکو زنا کہنا بجز دشمنان اہلبیت کسکو زیبا ہے جو بغض رسول ولد الزنا ہوتا ہے۔ برای خدا آپ اپنی ہی روایتونکو غور سے دیکھئے غور ہی نہین سرسری طور پر دیکھئے تو معلوم ہو کہ ایک روایت بھی ایسی نہین جس سے بطیب خاطر منظور ہونا ظاہر ہو۔ یہ تقریر میری بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے جسکی مجھے ضرورت نہین کیونکہ قطعی دلیلون سے اصلیت اسکی ظاہر کر چکا ہون

قول موثوق صفحہ ۱۲۹ مقام عبرت ہو کہ خاندان رسول کی کسطرح بیحرمتی کیجاتی ہو آپ انصاف کی نظر سے دیکھین اسیکو محبت اہل بیت کہتے ہین اسکی جرح و قدح مین اگر کچہ لکھون تو علماء جناب کی شان مین کلمات سخیف تحریر ہون اسواسطے اُس سے اعراض کرتا ہون اور جناب کے انصاف پر محوّل کرتا ہون مصرعہ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا۔ بنظر نیازمندی عرض کرتا ہون کہ آپ بے دیکھے سمجھے ایسی بات منہ سے نکالدیا کیجیے کہ حدیث غصب کے مفتریات سُننے سے ہو۔ قاضی صاحب و کشمیری صاحب دونون جبیسکہ اپنے مذہب مین سخت ہین آپ پر روشن ہو ایسے ناواقف محض تھے کہ اتنی بڑی تہمت کو کہ جس سے جناب اپنی کو بچاتے ہین اور سنیّون کے سر تھوپتے ہین وہ دونون صاحب ایسی تہمت کی کچہ بھی حقیقت نہین سمجہتے اور فقرہ (ہیچگونہ شناعتے نیست) کہکر کیسا غیرتداریکو کام فرماتے ہین جناب کو صاحب القاب نے دھوکہ مین ڈالدیا ورنہ کبھی آپ ایسا دعوے بلند نہ فرماتے خیر مجبوری ہے آیندہ لحاظ رکھیے گا۔

دفع الوثوق۔ مقام عبرت ہو اہل سنت کیلیے جنکے بیجا شور و غل نے ایسا مشتبہ کردیا کہ کوئی اصل کتاب کی طرف رجوع نہین کرتا غلط مشہورونکو قبول کر کے جواب دیتا ہو جسکی حقیقت اب کھُل گئی کہ محض آپ لوگون کا افترا ہو دیکھیے علامہ ذھبی و ابن جوزی و سبط ابن جوزی نے جن جن روایتونکو موضوع و غلط و جعلی و افترا قرار دیا تھا اُنہین روایات کو آپلوگ کس خوشی سے مشہور کیے جاتے ہین انکے علاوہ جتنی روایتین ہین اونکی بھی موضوعیت بتادی گئی مگر آپ کسیطرح ایمان نہین لاتے۔ خدا کرے آپ بیحرمتی و بیغیرتی سے معمولی الفاظ کے بھی معنی سمجھین اور اوس سے بچانے کی فکر اہل سنت کیلیے کرین جس سے فلاح اخروی حاصل ہو۔ دنیاوی آؤ بھگت کس کام کی کیا کشف ساق و ضم صدر و تقبیل و فرمایش از رفتونی سے زیادہ اس جملہ مین بیغیرتی ہو جسپر آپکو وہ زور شور ہو۔

بہر کیف ہمنے چونکہ قطعی دلیلون سے ثابت کردیا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کی نہ عمر سے تنخواستگاری کی نہ کوئی قصہ پیش آیا۔ یہ واقعات ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہین اور عمر کی دونو زوجہ ام کلثوم سے خواہ کتب شیعہ مین ہون خواہ کتب اہل سنت مین تو اب ہمکو زیادہ گفتگو کی ضرورت نرہی فریقین کی ایک روایت بھی۔ اس مادہ مین صحیح نہین جسپر کوئی اعتماد کرے۔ بلکہ کل موضوع ہین جیساکہ مذکور ہوا۔ حالانکہ بشرط صحت روایت بھی مخالفت عقل کیوجہ سے روایت ساقط کردیجاتی ہو جیساکہ آپ خود

فرماتے ہین اور یہ یاد رہے کہ جو روایت خلاف عقل و نقل ہو وہ روایت قابل استدلال نہین ہوتی بلکہ ترک اوسکا واجب ہے صہ۲ اگر روایت ضعیفہ یا موضوعہ سے استدلال درست ہو تو آپ روایت مالک العزانیق العلی منہن الشفاعۃ ترتجی کے جواب کی فکر کیجیے جس سے اصل اسلام ہی مٹتا ہے زیادہ تفصیل جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ پر محول ہی جو حق و باطل مین فیصل کرنیوالی ہے لفظ فرج و غصب کے متعلق جو آپنی سیادت کا اثر دکھایا ہی اوسکے متعلق کچہ نہین کہہ سکتا فاصبر کما صبر اولوا العزم پر عامل ہون۔ افسوس ہی کہ حضرات شیخین کی شان مین یہ الفاظ کاذب غادر خائن اثم صحیح مسلم سے صحیح بخاری سے نکال ڈالے جائین۔ اور خلیفۂ دوم کی اوس حالت پر جو دربند کرکے پڑے تھے۔ یہ پردہ ڈالا جائے کہ ایسی حالتین ہین کہ اوسکے اظہار کو مکروہ جانتے ہین اور مخنث کا لفظ چھپایا جاوے اور قاموس کے لغت مین افلح کا نام تک نہ لیا جاوے بلکہ علی وزن احمد کہدیا جاوے۔ اور مکاتبات محمد بن ابی بکر و معاویہ کو علامہ ابن اثیر اسوجہ سے ترک کردین کہ عوام کو اونکے سننے کا تحمل نہین۔ ان لوگونکی بار مین تو اسطرح پردہ دہی کیجائے اور خاندان رسالت کیساتھ یون بےادبی ہو جنپر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہی۔

اسکے بعد جو آپنے خارج از بحث تقریر کی ہی اوسکے جواب کی حاجت نہین تشفی مین جنین و خائنان کا جواب ملاحظہ کر لیجیے اور نیز رمی الجمرات مین تب کچہ زبان درازی فرمائیے۔

قول ۱۲ موثوق صہ۴۸ باقی تعریض عدم طیب ولادت پر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے جواب آپنے تحریر فرمائے اُسکے جواب مین صاحب تفسیر مظہر العجائب نے جو کچہ لکھا ہی ملاحظہ کر لیا جاوے افسوس صد ہزار افسوس کہ آپ ایسی پوچ اور لچر باتین لکھکر خواہ مخواہ مذہب شیعہ کی مٹی خراب کرتے ہین آپ لوپر ولادت حضرت صاحب الامر والزمان کے کہ جنکے جلو مین تمامی آئمہ سابقین بلکہ رسول رب العالمین تک تشریف لاوینگے اور سب سے پہلے آنحضرت صلعم بیعت کرینگے بلکہ اونکے پیش دست بنینگے نظر نہین ڈالتے کہ جس سے تمامی مذہب شیعہ درہم اور برہم ہو جاتا ہی۔ اُن جناب مستطاب کی ولادت نعوذ باللہ اگر اصول شرع سے دیکھی جاوے جیسا کہ حضرات شیعہ لکھتے ہین جانتا ہون کہ کوئی ناصبی اور خارجی بلکہ غیر مسلم بھی ایسی ولادت کو گوارا نہ کریگا ملا مجلسی نے جو حق الیقین اور رسالہ رجعتیہ مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا رسالہ تموز نمبر ۵ سے عرض کرتا ہون اگرچہ اوسمین کلمات کسیقدر سخیف تحریر ہین الا یہ سبب

عدم جواز تصرف و تحریف فی النقل اصل عبارت کے تغیر سے مجبور ہون بلفظہ لکھتا ہون (اور حضرات
شیعہ کہتے ہین باپ اُنکے حسن ثانی اور ماں نرگس نصرانی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب خواب مین
نکاح باندھنے کو آئے دھوکھا پڑگیا یہ بھی خیال نہ آیا پوچھین کہ نرگس قیصری کا دین کیا ہے وہ بیچاری
تو مشرکہ تھین اور حضرت عیسی اور مریم کے پوچھنے والے حضرت نے خواب نرگس نیمخواب مین نہ ذات
سے سوال کیا نہ صفات سے حساب لیا اور انکی جانب دارونکو شاید غنیمت ہوگیا کہ یہ پیوند تو خوب لگا لیکن
سبحان اللہ جناب فاطمہ زہرا کی ہوشیاری پر قربان جائے کہ یہ بھید انپر آشکارا ہوا کیونکہ وہ بعد
حضرت کے مہبط مصحف ہوئین انپر تگنی چوگنی قرآن مجید سے بعد حضرت کے کتاب اُتری وہ کیونکر موشگافی
نہ فرمائین صاف صاف دوسری خواب نرگسی مین بولین اے نرگس پرے ہٹ تجھ مین خوشبو کہان ابھی
تو بوے شرک آتی ہے میرا پوتا عسکری نت تکھنے کو تیرے کیونکر آوے مگر جب تیرا شرک و کفر جاوے
وہ تو اُن ماہ لقا کی شیدا تھین ناچار کلمہ اسلام پڑھا مثل مشہور مرتا کیا نکرتا۔ یہان محبّو یہ خیال
نکرنا کہ حضرت رسول خدا کو صرف یہی دھوکا پڑا اور جناب فاطمہ زہرا نے تدارک فرمایا گرو گھنٹال سب کے
جو مجلسی ہین اور امامین کے نکاح مین بھی ایسا ہی حال حضرت کے دھوکے اور آئکے مٹانے کا حضرت
فاطمہ زہرا سے نقل فرماتے ہین کچھ نئی بات نہین ہے۔ الغرض اُسی نکاح پر جو شرک کی حالت مین واقع
ہوا تھا شکر خواب مین زفاف ہوا اور امام نرگسی پیدا ہوئے) انتہی کیون جناب ایسے ہی شخص کو محبا آل
عبا کہتے ہین اسی کو شیعہ علی کہتے ہین اسیکو راکب سفینۂ اہل بیت کہتے ہین اب وہ عبارت افتراق سراپا
غلطت و نفاق کہ۔ کجا گوہر صدف عصمت و طہارت و کجا خذف کوی کفر و ضلالت الحاکہ تک بندی ہے
بالکل بیکار گئی اور دس سطر کے قریب ناحق صفحہ سادہ سیاہ ہوا ان حضرات کے ہاتھ سے جو نہو وہ
کم ہے ع بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

دفع الوثوق۔ یا اللہ کیا قیامت آہی پہونچی جو اس سید زادہ کو نسب خلیفہ دوم مین شک ہو رہا ہے
جسپر صحابہ ہمیشہ طعنہ زن رہتے ہین۔ مولوی صاحب شیعونکی کتابونکو چھوڑئیے اپنے مذہب کی کتابین
اوٹھائیے جسکی فہرست صاحب کنز مکتوم نے یہ گنائی ہے تفصیل اس بیچارہ شرافت نسبی کی تین۳ پشت
تک کتاب روض الانف سہیلی کتاب المعارف تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے جسکے
نتائج بلکہ اون تصریحات صریحہ کو کہ نہایت ہی شرمناک تھی ہین مین نہین کہہ سکتا ص۱۸۲ کنز مکتوم

جناب ماموں میر برکات حسین صاحب دیکھا یہ عربی مثل آپنے نہین سنی ہو لا یرمی من الحجارۃ من بیتہ
من الزجاجۃ کہ جسکا گھر شیشہ سے ہوتا ہے وہ کسی پر پتھر نہین مارتا۔ آپکو اپنے پیشوا ؤن کے حالات
نہین معلوم تھے جو ولادت جناب صاحب الامر علیہ السلام پر شاعرانہ خیالی تضحیک شروع کی جسکو ایک
منٹ کیلئے کبھی کوئی نظر وقعت سے نہین دیکھے گا۔ اب مین آپکو اصلی اور صحیح واقعات لطف انگیز
وحیرت خیز آپکے خلفا کی ولادت کے سناتا ہون اور جن وقائع کا اجمالاً اشارہ کنز مکتوم مین کیا گیا ہے
اونکی تفصیل کچھ جلد ہفتم ذوالفقار حیدر۔ سے خلاصہ کرکے گذارش کرتا ہون بگوش دل سماعت
فرمایئے۔ جدہ ماجدہ خلیفہ دوم ضحاکہ کے نسبت کتاب مثالب کلبی مین مرقوم ہے جو اعلم علماء نساب
اہل سنت سے ہے،، کہ ضہاکہ حبشن لونڈی تھی ہاشم بن عبد مناف کی جسپر واقع ہوئی نضلہ بیٹے
ہاشم کے بعد اوسکے عبد العزی بن رماج حبس سے پیدا ہوئے نفیل جد عمر بن خطاب اور علامہ ابن
ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغۃ مین نقل کرتے ہین کتاب مفاخرات قریش ابو عثمن سے کہ عمر بن
خطاب نے سنا کہ ناقلان اشعار و راویان اخبار بعض لوگونکے نسب مین قدح کرتے ہین اوسپر بالائے
منبر جاکر کہا کہ بزرگونکے عیوب اور حالات کے تذکرہ سے باز آؤ کہ اگر زیادہ اسمین فکر کیجائیگی تو
شاذو نادر ہی لوگ بچینگے اسپر ایک شخص نے قریش سے کھڑے ہوکر کہا جسکا نام لینا مین مکروہ جانتا ہون
کہ جب ہم اور تم اے امیر المومنین عمر ہونگے تو اس دروازہ سے نکلجائینگے اسپر عمر نے کہا ہرگز نہین
تجھکو لوگ قین ابن قین کہتے تھے ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ جس شخص نے عمر کو ٹوکا تھا وہ
مہاجر بن خالد بن ولید تھا جسکے باپ سے عمر کو عداوت تھی۔ یہ مہاجر علوی الرائے تھا کہ حضرت علی
کے ساتھ تھا جنگ جمل مین اور اوسکا بھائی عبد الرحمن بن خالد ہمراہیان معاویہ سے تھا جنگ صفین
مین۔ اسی مہاجر نے نسب خلیفہ دوم مین کچھ کلام کیا تھا جسپر عمر نے وہ خطبہ کہا۔ اور مہاجر سے ردوبدل
ہوئی۔ ولید خالد کا باپ جو ریحانہ قریش کہلاتا تھا اصل مین حداد تھا (لوہار) ابو الحسن مدائنی نے
کتاب امہات الخلفا مین لکھا ہے کہ اس روایت کا تذکرہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام (امام جعفر صادق ع)
کے سامنے ہوا تو فرمایا اے برادرزادے ملامت نکر کہ عمر کو خوف تھا کہین تفصیل مین عبد العزی اور ضہاک
لونڈی زبیر بن عبد المطلب کے قصہ کو لوگ نہ بیان کرین اسیوجہ سے وہ خطبہ کہا انتہی لیجئے ماموں صاحب
آپکے خلیفہ کی پردہ دادی ضحاکہ حبشیہ آپکے جدامجد حضرت ہاشم کی (بشرطیکہ یہ نسبت آپکو قبول ہو درنہ

میرے جد امجد حضرت ہاشم کی) بذات لونڈی تھی جسنے نضلہ ہاشمی کے حملہ ہاشمیہ کے بعد دوسرا حملہ کرا کر حمل رکھا یا اور نفیل جد امجد کو آپکے گے پیدا کرایا۔ پے درپے دو حملون نے یہ جلوہ دکھایا یہی کمائی بزرگونکی تھی جسسے ایسا جلیل القدر خلیفہ پیدا ہوا جسنے پہلا وار اوسی خاندان پر کیا جسکے خانہ زاد تھے بحلال ہون خواہ بحرام۔ اب ذرا نیچے اوترے اپنے خلیفہ کے دوسرے طبقہ کا حال سنئے کہ اسنے تو وہ کام کیا کہ باپ بیٹے کو ایک ہی گھاٹ اوتارا افسوس پوتے کو نہ دیکھا ورنہ اونسے بھی نہ چوکتین کتاب مثالب کلینی مین ہی کہ زید بن عمر بن نفیل کی مان جیدا بنت خالد فہمیہ ہی جو زوجہ تھی اوسکے دادا نفیل کی جسسے خطاب پیدا ہوئے۔ پس زید خطاب کا بھائی ہی مان کیطرف سے اور بھتیجا ہی باپ کیطرف سے اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مین ہی کہ خطاب بن نفیل کی مان قبیلہ فہم سے ہی جو نفیل کی زوجہ تھی بعد فوت نفیل اوسکے بیٹے عمرو نے اپنی مان پر تصرف کیا جس سے زید پیدا ہوئے تو زید کی مان اور خطاب کی مان ایک ہی اور تاریخ ابن کثیر شامی مین ہی کہ خطاب عمر کے باپ۔ زید کے چچا بھی ہین اور بھائی بھی کیونکہ عمرو بن نفیل برادر خطاب نے بعد مرنے اپنے باپ نفیل کے اوسکی زوجہ سے عقد کیا جس سے زید پیدا ہوے۔

کیون بانکو! اب تو آپکی تسکین ہوئی کہ ایسے عالی نسب خلیفہ کی امت بنے ہین اور تیسرا طبقہ خلیفہ کا یعنی مادر گرامی قدر اونکی وہ ہین کہ خالد بن ولید سا جوانمرد خلیفہ کی جب نسبت کرتا تو اونکی مان ہی کیطرف نہ باپ کیطرف بلکہ یون فرماتے اعیسر بن حنتمہ یعنی لنگڑا یا لولھا حنتمہ کا پوت معلوم نہین خالد کو اسپر کیا اصرار تھا کہ ابن خطاب نہین کہتے بلکہ ابن حنتمہ فرماتے تھے خالد چونکہ صحابی تھا غالباً اوسکو حدیث رسول اللہ معلوم ہو کہ قیامت کے روز بجز شیعہ کوئی اپنے باپ کیطرف منسوب نہوگا بلکہ مان کیطرف کیونکہ اورونکی حلال زادگی نکلنے نہین۔ لہذا خالد مان کیطرف نسبت کرنا حرکوئی سبب ہوگا۔ مگر چچا عباس عم اشرف الناس نے کچہ ایسا پھڑکتا ہوا فقرہ کہا ہی کہ مریدان خلیفہ کو قیامت تک اوسکا مزہ نہ بھولیگا۔ وہ فقرہ حضرت عباس کا خلیفہ دوم سے یہ ہی اعضك الله بنظر امك جیسا کہ کنز العمال مین ہی۔ اعض کے معنی کٹوانے اور نظر اندام نہانی کے بڑہے ہوے گوشت کو کہتے ہین اور ام کے معنی مان کے ہین اب جوڑ دیکر معنی سمجھ لیجئے مین کیون کہون یہ نسب کا حال مختصر طور پر جلد ہفتم ذوالفقار حیدری سے خلاصہ کرکے عرض کیا خدا کرے کہ وہ کتاب جلد طبع ہو کہ دیگر حالات بھی ظاہر ہون۔

ولدالزنا شرالثلثہ

مگر یہ واضح رہے کہ بلند نسبی خلیفہ پر اعتراض کرنا کچہ اونہیں لوگونکے ساتھ نہیں مخصوص تھا جو قریشی تھے مثل خالد بن ولید یا مہاجر بن خالد یا عمرو عاص وغیرہ کے بلکہ ابوہریرہ ساجدید الاسلام جو نہ قریشی تھا نہ مہاجر وہ بھی معترض ہوتا چنانچہ ایکدفعہ ابوہریرہ نے عبداللہ بن عمر کے سامنے یہ حدیث رسول بیان کی ولدالزنا شرالثلثہ یعنی حرامزادہ اپنے مان باپ زانی سے بدتر ہی اوسپر خلیفہ کے فرزند عبداللہ کو ایسا غصہ آیا کہ حدیث رسول مین فرمایا ھو خیرالثلاثہ کہ ولدالزنا تینون مین بہتر ہے۔ انہین روایتون سے عاجز آکر خلیفہ دوم نے یہ حکم دیا کہ اگر احادیث رسول کا بیان کرنا تو نہ ترک کریگا تو تجھکو دوس پہاڑ کیطرف نکلوا دونگا۔ خلیفہ نے اسی دھمکی پر اکتفانہ کی بلکہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر اتنے کوڑے ابوہریرہ کو مارے کہ پیٹھ اوسکی زخمی ہوگئی دیکھو تفصیل ان حالات کی جلد سوم ذوالفقار حیدر مین از صہ ۳۴۳ لغایت صہ ۳۵۳

خلیفہ دوم کے فرزند عبداللہ کا غصہ ہونا ولدالزنا شرالثلثہ پر سخن فہمون کیلئے کافی ہی کہ ابوہریرہ نے کیا طنز کیا تھا جسکا جواب عبداللہ بن عمر نے یہ دیا۔ ھو خیرالثلثہ۔ اسی قول صحابی جلیل القدر بلکہ سلسلہ خاندانی خلیفہ سے اہل سنت نے یہ قاعدہ کلیہ ترتیب دیا ہی ولدالزنا انجب کہ ولدالزنا زیادہ نجیب ہوتا ہی جسکی تشریح علامہ شیرازی نے نزھۃ القلوب مین یہ کی ہی کہ زنا جب ہوگا تو برغبت تام اور شوق تمام پس اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ کامل العقل ہوگا بخلاف زوجہ حلال کے کہ مرد کا تعلق اوس سے جب ہوگا تو بہ تصنع و تکلف ولذا کان عمرو بن العاص و معویۃ بن ابی سفیان من دہاۃ الناس اسی وجہ سے عمرو عاص و معویہ داہاۃ ناس و علامۂ روزگار سے تھے۔ اور یہی لقب دہاۃ ناس کا حضرت عمر کیلئے اہلسنت نقل کرتے ہین جیسا کہ اصابہ مین ہے صہ ۵۱۶ ج ۲۔ خوشا بحال علمائے کرام اپنے خلفا کے انجیت کو کیسے کیسے معقول وجہون سے ثابت کرتے ہین یہ تو ایک زنا کی لطافت تھی اور اوسکا کیا کہنا کہ عورت حبشن ہو اور دو دو مرد عرب کو ایکدفعہ پار اوتار کر باور ہو اور باپ بیٹے دونون سے لطف صحبت حاصل کرے اور اوسکا خلاصہ تمامی اہل اسلام پر حاکم بنے

اب ان واقعات تاریخی کے بعد اس حدیث رسول کی کیا ضرورت ہی کہ دشمن علی نہوگا مگر ولدالزنا اور بدخلق نہوگا مگر ولدالزنا یا ولدالحیض جیسا کہ منتخب کنزالعمال[۱۴۰] مین ہے۔ اور خلیفہ دوم کی بدخلقی صحیح بخاری سے ثابت ہی کہ ازواج رسول نے عمر کو افظ و اغلظ کہا اور خود روایت کامل سے گذر چکا کہ عمرو عاص نے اسی قصہ عقد ام کلثوم بنت ابوبکر مین کہا جب ہم لوگ تمہارے خلق کو نہین بدل سکتے تو وہ

لڑکی جو عایشۂ کی صحبت مین پلی ہو کسقدر تمسے خوف کھائیگی۔

ہم سمجھتے ہین کہ اگر ماموں صاحب کے ہوش وحواس کچہ بجا ہونگے تو ان واقعات عبرت افزا سے ضرور متاثر ہو کر ایسے پیشواؤن سے ضرور دست بردار ہونگے کیونکہ کوئی شریف ایسونکی متابعت کبھی نہین کر سکتا جبکہ سلسلۂ نسب نامہ کا ماموں صاحب نے چھیڑ دیا ہو تو اب مناسب نہین کہ ایک ہی بزرگ کا حال مذکور ہو اور دوسرے بزرگان دین اہل سنت اس سلسلہ سی خارج رہین لہذا خلیفۂ ثالث اور دیگر ارکان بنی امیہ کی والا نسبی بھی او نہین کتابون سے اہل سنت کی بیان کرتا ہون جو ان خلفا کی فضائل ومناقب مین تصنیف ہوئین

علامہ سہیلی روض الانف مین فرماتے ہین کہ دغفل وہی ہے جسنے روبروی رسول اللہ حضرت ابوبکر کو قریش کا چرواہا بنایا دیکھو شجرۃ السائل ص۲۰۲ دغفل سے معویہ نے پوچھا تمنے حضرت عبد المطلب کو دیکھا تھا کہا ہان شیخ قسیم وسیم جسیم تھے کہ دس بیٹے مثل ستارون کے اونکو گھیرے تھے۔ پھر معاویہ نے کہا کہ عبد الشمس امیہ کو بھی دیکھا تھا کہا ہان چندہرا کرنجاند شکل تھا جسکو اوسکا غلام ذکوان لئے پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا وہ (ذکوان) اوسکا بیٹا ابو عمرو تھا۔ دغفل نے کہا تملوگ ایسا کہتے ہو (کہ ذکوان بیٹا تھا مگر درحقیقت وہ غلام تھا) کہا نقیہ ابو القاسم نے کہ یہ طعن مخصوص ہو نسب عقبہ بن امیہ سے جس شاخ سے معویہ تھا۔ اور نسب امیہ مین دوسرا طعن بھی ہو جو تمامی بنی امیہ کو شامل ہے چنانچہ سفینہ مولوی حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ کسی نے اونسے کہا کہ بنی امیہ گمان کرتے ہین کہ خلافت مخصوص ہو بنی امیہ سے اوسپر سفینہ نے کہا **کذبت استاہ بنی الزرقا بل ھم ملوک ومن شر الملوک** یہ زرقا ماں ہو بنی امیہ کی جسکا نام ارنب تھا کہا اصبہانی نے کتاب الامثال مین اور تھی زرقا زمانہ جاہلیت مین صاحب رایات سے (عرب جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ فاحشہ عورتین اپنے مکان پر نشان کھڑی کر دیتی تھین جسکو عربی مین رایہ کہتے ہین کہ لوگ سمجھین یہ عورت اس پیشہ کی ہو اور بے تامل چلے آئین) کہا حافظ ابو القاسم نے طعن کرنا نسب مین مناسب نہین اگر بنی امیہ کے خیال سے نہ کف لسان کرین تو بلحاظ عثمان بن عفان ضروری ہی کیونکہ صاحب یہ تیسرے خلیفہ تھے جو نسبًا خلیفۂ ثانی سے کم نہین مگر تعجب ہو کہ وہ نجابت انسے نہ ظاہر ہوئی جو خلیفہ انجب نے کر دکھایا الا یہ کہ آپ کہین یہان ایک طبقہ مین ہے وہان دو دو طبقہ۔ اور یہ قصہ دغفل والا خود اصابہ ابن حجر عسقلانی مین بھی بذیل ذکر توثب مذکور ہو کہ ذکوان کو اوسنے غلام کہا اور معاویہ نے

کہا نہین وہ بیٹا تھا ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۱۹ حالانکہ ابن حجر جیسے سخت متعصب اور حامی بنی امیہ ہین معلوم ہے
حضرت معویہ کا نسب نامہ گو ضمناً اس نسب نامہ مین مذکور ہوا ہی مگر اس خلیفہ نے کچھ اور بھی ترقی کی ہی
اور خلیفۂ دوم پر بھی فوق لیگئے ہین چنانچہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامتہ مین مثالب کلبی سے روایت
کرتے ہین کہ معاویہ کی پیدایش چار آدمیونکی طرف منسوب ہے۔ عمارہ بن ولید۔ مسافر بن ابی عمر۔ عباس بن
عبد المطلب۔ ابو سفیان۔ کیونکہ وہ تینو آدمی ابو سفیان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ تھے اور ہندہ زوجہ
ابو سفیان سے سبکو تعلق تھا زیادہ تر لوگونکا بیان یہ ہی کہ معویہ کا نطفہ مسافر بن ابی عمر سے منعقد ہوا
اسی خوف سے کہ اب فضیحت ہوگی مسافر مذکور ما چھوڑ کر ملک حیرہ کو چلا گیا وہان ہندہ کی فراق مین بیمار
ہو کر مر گیا۔ یہ ہندہ مادر معاویہ حبشیونپر جان دیتی تھی اور جب سیاہ بچہ جنتی تو اوسکو ہلاک کر دیتی۔
شاید یہی باعث ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو بھی اپنے نسب سے ملحق کر لیا کہ جب دونون بھائی ایکسان ہین
تو علٰحدہ کیون رہین فرق اسقدر ہی کہ معاویہ ہندہ کے بطن سے یقیناً تھا جو زوجہ ابو سفیان تھی۔
گو صلب اور ہو اور زیاد بر خلاف اسکے نطفہ سے ابو سفیان کی تہا گو اوسکی مان سمیہ ذوات الاعلام سے
تھی۔ معویہ کے بعد یزید اہل سنت کا خلیفہ ہوا جسکا نسب بھی محتاج شرح نہین۔ کیونکہ مان اوسکی میسون
دختر بحدل کلبی ہی جسنے اپنے باپ کے غلام سے یزید کا حمل رکھایا اور معویہ کو اوسکا مجہول بنایا اسی
کیطرف نسابہ کلبی اشارہ کرتے ہین ؎ فان یکن الزمان اتی علینا * بقتل الترک
والموت الوحی * فقد قتل الدعی وعبد کلب * بارض الطف اولاد النبی
اب ان خلفا کے بعد اون افراد عشرہ مبشرہ کا نمبر ہی جو خلفائے ثلثہ کیطرح مستحق خلافت تھے اونکی
شان مین علامہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ مین بذیل شرح فقرہ لم یسمہم فیہ عاہر لکھتے
ہین اس کلام مین تعریض ہی طرف اون صحابہ کے جنکے نسب مین طعن کیا گیا ہی مثل سعد بن ابی وقاص
کے جو بنی زہرہ سے مشہور ہین حالانکہ وہ تھی بنی عذرہ بن قحطان سے اسیطرح زبیر بن عوام بنی اسد
بن عبد العزیٰ سے مشہور ہین حالانکہ وہ نسل قبطیان مصر سے تھے (جنمین فرعون تھا) شاید اسی مناسبت
سے عمر نے انکو فرعون ہذہ الامہ کا خطاب دیا یہانتک تو مینے بعض واقعات کو ذوالفقار حیدر
جلد ہفتم سے خلاصہ کر کے عرض کیا جسکا مسودہ موجود ہی طبع باقی ہی خدا کرے کہ جلد چھپے۔ کہ قدرت
خدا کا لوگ تماشا دیکھین۔ اسی ذیل مین عمرو عاص حاکم مصر و ہمراہی معویہ کا بھی نام لیتا ہون

جو بتصریح صاحب انسان العیون چار آدمیون کے نطفہ سے پیدا ہوا عمرو عاص ابو لہب امیہ بن خلف ابو سفیان
چارون نے اسکا دعوی کیا مگر نابغہ مادر عمر عاص نے عاص کے حوالہ کیا جو سب سے زیادہ اسکو خرچ برچ
دیتا اسکا تفصیلی حال جلد ثالث ذو الفقار حیدری مین ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی از صفحہ ۲۹۲ لغایت صفحہ ۳۰۸
جس عنوان سے صحابہ کے تفصیلی حالات اس کتاب مین مرقوم ہوئے ہین دوسری کسی کتاب مین ابتک
نہین دیکھے گئے مگر نہایت تعجب ہے کہ عمرو عاص سا بلند نسب حاکم و ملازم خلیفہ دوم خود خلیفہ دوم کے حسب و نسب
پر طنز کرے اور اونکی ملازمت پر لعنت کرے جسکی تفصیل اوسی جلد ثالث ذو الفقار حیدری مین قابل دید ہے۔
آب اس سے زیادہ خاطر داری ماموں صاحب کی نہین کر سکتا جس سے اونکو اختلال حواس پیدا ہو
غالباً ان واقعات تاریخی کے بعد صحت حدیث رسول مین کہ دشمن علی نہو گا مگر ولد الزنا۔ کوئی کلام
نہ ہے کیونکہ حضرت نے یہ حدیث بطور کلیہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ حدیث ہے کہ دشمن علی نہو گا مگر منافق۔
بزرگان کے کارنامے عداوت جناب امیر عم کے متعلق ملاحظہ فرماکر بزبان و قلب ان احادیث کی تصدیق
کرلین کہ کیسے پوست کندہ حالات آن حضرات کے خود اونہین علماء نے لکھے ہین جو ماموں صاحب سے زیادہ
فریفتہ اور عاشق زاران خلفا کبار کے تھے۔

بہرحال اب کہ عدم طیب ولادت خلیفہ ثانی بتصریح اجمالاً بیان کردیگئی۔ تعریض کا کوئی موقع نہ رہا آپکو
اگر حوصلہ ہو تو اس قسم کے وقائع بزرگان شیعہ کے حالات مین شیعونکے علما سے نقل کیجئے مین موچیون
اور حجامونکی تقریر ونکو نہین سنتا مظہر العجائب کی عبارت اگر نقل کرتے تو جواب دیتا اوسکا جواب
اب لہب النیران و کنشاب وغیرہ مین ملاحظہ فرمالیجئے ثانیاً عقل کی خوبی ہے جو نسب خلیفہ دوم کے
مماثلت مین قصہ ولادت با سعادت حضرت صاحب العصر والزمان مہدی موعود علیہ السلام کو لاتے ہین
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ہست۔ آپکے اسلاف نے تو خود نسب جناب رسالتمآب کو مماثل نسب خلیفہ
بنایا ہے اور سفاح کے قائل ہوئے ہین (جسکی نقل بھی ہم جائز نہین جانتے) تو اس سے کیا ہوا بجز اسکے
کہ خود جہنم کے کندے بنے۔ اور تمام مسلمانونکی نفرین کے مستحق بنے۔

طرہ یہ ہے کہ خال المومنین۔ تمو زنیمروز کے کلمات کو سخیف بھی فرماتے ہین اور نقل بھی اوتارے جاتے ہین۔
اری حضرت آپ تو خوارج نہروان سے بھی زیادہ محتاط معلوم ہوتے ہین کہ کفش دوز کی عبارت سخیف
مین تو آپ تغیر و تحریف نہین جائز رکھتے مگر اوسنے جو اصل حق الیقین مین تحریف کیا ہے وہ جائز ہے

متعلق ولادت و وجود صاحب الامر عم

حق الیقین ور سالہ رجعیہ تو آپنے دیکھے ہیں منقول آپکے سامنے موجود ہی پھر اونہین کی عبارت کیون نہین نقل کرتی جو کفش دوز
نقال کی نقل اوتارتے ہین

واقعہ تو صرف اسیقدر ہی کہ حضرت نرجس خاتون نے جو شاہزادی شاہ روم تھین خواب دیکھا کہ بحضور
جناب رسالتمآب وعیسے روح اللہ ودیگر حضرات میرا عقد امام حسن عسکری ع سے ہوا دوسرا
خواب یہ دیکھا کہ ہمنے حضرت فاطمہ زہرا سے اسکی شکایت کی کہ امام حسن عسکری سے ملاقات نہین ہوتی
جسپر جناب سیدہ نے فرمایا چونکہ تمنے ابھی اسلام نہین قبول کیا ہی اسوجہ سے ملاقات نہین ہوتی اس
جوابکے بعد حضرت نرجس نے اسلام قبول کیا پھر ہمیشہ خواب مین امام کی زیارت ہوتی - کچھ دنون بعد لشکر
اسلام نے انکے باپ پر صف کشی کی یہ قید ہوکر بغداد آئین جناب امام علی نقی ع نے انکو خرید کر کے اپنے فرزند
امام حسن عسکری ع کو ہبہ کیا بعد مدت بلکہ وفات امام علی نقی کے بعد حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ
کا حمل قرار پایا ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ولادت ہوئی یہی خلاصہ ہی مضمون حق الیقین ورسالہ رجعیہ وغیرہ کا
جسکو بوجہ طوالت ہمنے نہ نقل کیا - اب خدا کیواسطے فرمایئے اس عقد مین کونسی بات ہی جسپر آپ اعتراض
کرسکتے ہین کیا ایسا خواب دیکھنا محال ہی یا ایسی شاہزادی روم کا مقید ہونا یا امام ع کا خریدنا
یا اپنے فرزند کو ہبہ کرنا یا شرعاً یہ امور جائز نہین آخر وہ بات ہی کیا ہی جسپر کوئی اعتراض ہوسکے
زبان ہر شخص کے اختیار مین ہی جسطرح چاہے بات بنائے اور قہقہہ اوڑائے اگر اہل سنت
کی ایمانداری اور محبت وولاء اہل بیت طاہرین دکھانا منظور ہوتا تو اس عبارت کو جو خارج از
بحث ہی مین نقل بھی نکرتا اصل واقعہ وہی ہی جسکو ہمنے عرض کیا اور ناظرین خود عبارت حیدر علی
سے بھی سمجھ سکتے ہین کہ اصلیت وہی ہی زفاف ہونا عالم خواب مین اور اوس سے پیدا ہونا امام
علیہ السلام کا جو اس کفش دوز نے لکھا ہی محض اتہام اور افترا ہی مامون صاحب نے شاید اسی جملہ سے
مناسبت اس واقعہ کی واقعہ ولادت خلیفہ دوم سے نکالی ہی جو اونکی فہم کی خوبی ہی واقعات ولادت
خلیفہ دوم بھی بے کم وکاست بغیر کسی مضمون شاعری کے لکھدے گئے ہین خود مامون ہی منصفانہ
نظر سے اوسپر غور فرمائین -

آرے جناب تموز نیمروز والاذات کا کفش دوز ہی اسی قافیہ پر اونے یہ نام رکھا جسکا جواب آفتاب عالم افروز
موجود ہی - آپ باوصف ادعا سیادت کیون ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہین - فریقین مین یہ حدیث

صحیح ہے کہ دشمن اہل بیت نہو گا مگر ولدالزنا۔ آپ حضرات عادی ہین اوس روزمرہ کے جو آپکے مذہب مین مروج ہے گالی گلوج پھکڑ کے۔ اور ہملوگ اخلاق آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے تابع و پیرو ہین یہان پر اگر کچھ اشعار شیر مرحوم لکھدئے جاتے تو آپ خوش ہوجاتے مگر ہمکو تو آپکی ہدایت منظور ہے کہ کسیطرح راہ راست پر آجایئے ہم آپکے ساتھ وہ برتاو نہین پسند کرتے جو خلیفہ دوم نے اپنی مامون ابوجہل کے ساتھ کیا جس سے اوسکے کفر و عناد نے اور ترقی کی بلکہ ہم اوس سنت سنیہ کے عامل ہین جو رسول اللہ نے اپنے رضاعی مامون اسود بن وہب کے ساتھ کیا کہ ردا اپنی اوس کافر کیلئے بچھادی مامون صاحب! جس حجۃ خدا نور ارض و سما باعث بقاء دنیا کے وجود ذیجود سے آپکو انحراف ہے یا اوسکی ولادت باسعادت مین شک ہے۔ وہ ایسا مقتدای عالم نہین ہے کہ صرف شیعہ اوسپر ایمان لاے ہین۔ اہل سنت کے بڑے بڑے گرو گھنٹال کو بھی بجز اقرار کے چارہ نہین چنانچہ علامہ شیخ حسین عدوی حمزاوی مشارق الانوار مطبوعہ مصر صـ۱۱۲ مین فرماتے ہین کہا شیخ قطب غوثی سیدی محی الدین بن عربی نے فتوحات مین کہ ضروری ہے خروج مہدی سے مگر نہ خروج کرینگے جبتک بھر نہ جاے زمین ظلم و جور سے کہ وہ قسط و عدل سے مملو کرینگے۔ وہ اولاد رسول صلعم سے ہین اولاد فاطمہ سے کہ جد اونکے حسینؑ بن علی بن ابیطالب ہین اور والد اونکے امام حسن عسکری علیہ السّلام ابن امام علی نقی ابن امام محمد تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین علی ابن امام حسین ابن امام علی ابن ابیطالب علیہم السّلام کہ نام اونکا ہمنام رسول اللہ ہے بیعت کرینگے اونکی مسلمین درمیان رکن و مقام کے یہی مضمون فتوحات کا کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی نے بھی نقل کیا ہے صـ۲۸۸ مطبوعہ مصر اور اوسکے پہلے یہ عبارت لکھی ہے۔ فہناک یترقب خروج المہدی عہ وہو من اولاد الامام حسن العسکری و مولدہ علیہ السلام لیلۃ النصف من شعبان سـ۲۵۵ـنۃ خمس وخمسین ومائتین وہو باق الی ان یجتمع بعیسے بن مریمؑ فیکون عمرہ الی وقتنا ہذا وہو سـ۹۵۸ـنۃ ثمان وخمسین وتسعمائۃ سبعمائۃ سنۃ وست وستین ہکذا اخبرنی الشیخ حسن العراقی المدفون فوق کرم الریش المطل علی برکۃ الرطلی بمصر المحروسہ عن الامام المہدی حین اجتمع بہ ووافقہ علی ذالک شیخنا سیدی علی الخواص رحمہما اللہ تعالےٰ صـ۲۸۸ پس اوس وقت مترقب ہے خروج مہدی کا اور وہ اولاد سے ہین امام حسن عسکری کے ولادت باسعادت اونکی پانزدہم

شعبان ۲۵۵ھ مین ہی اور وہ باقی ہین یہانتک کہ مجتمع ہون ساتھ عیسے بن مریم کے پس عمر اونکی اسوقت کہ ۹۵۸ھ ہی سات سو چھیاسٹھ برس ہی ایسا ہی خبر دیا ہی مجھے شیخ حسن عراقی نے خود امام مہدی ع سے جسوقت ملاقات کی تھی اونکی اور اس خبر سے موافقت کی ہی سیدی علی خواص نے۔

آسیون مامون! جبکہ امام مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ کی ولادت اور بقا کی خبر آپکے آئمۂ دین دے رہے ہین اونہین کی شان والا مین وہ کلمات سخیف اپنے کفش دوز کے نقل کئے اب بجز اسکے کہ آپ توبہ کرین اور کیا عرض کرون اور روائح المصطفے مین صدر الدین احمد حنفی قادری شواہد النبوۃ ملا جامی سے نقل کرتے ہین مادر وی ام ولد بودہ ہست صیقل نام وقیل سوسن وقیل نرجس وقیل غیر ذلک و ولادت وی در سر من رای بودہ ہست حکیمہ عمہ ابو محمد زکی رضی اللہ عنہ گفتہ ہست کہ روزی بیش ابو محمد زکی رض در آمدم فرمود ای عمہ امشب در خانہ ما باش کہ خدا یتعالی مارا خلفی خواہد داد من گفتم اے فرزند از کہ خواہد بود کہ در نرجس ہیچ اثر حمل نمی بینم فرمود کہ ای عمہ مثل نرجس مثل ام موسی ہست علیہ السلام کہ حمل وی جز وقت ولادت ظاہر نخواہد شد الی آخرہ صـ ۲۱۲ مطبوعہ کانپور۔

چونکہ یہ مقام ضمنی تھا اسلئے اسقدر عرض کیا عنقریب جلد ہشتم ذوالفقار حیدر طبع ہوتی ہی جسمین ہزارہا دلیلین اس مسئلہ کی مصنف علام نے جمع فرمائی ہین۔ اب ان عبارات و تصریحات صریحہ کے بعد مامون صاحب کے نقل بیہودہ کی جواب کی ضرورت نہین مگر روائح المصطفے کا دیباچہ نقل کرنا مناسب ہی شاید خداوند عالم ان حضرات کی ہدایت فرمائے اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ القوی السید صدر الدین احمد بن سید کریم الدین احمد العلوی الموسوی الحنفی القادری اللوہاری البردوانی عفا اللہ عنہ کہ چون درین زمان افساد تو امان بعضے از اہل این زمان را دیدم کہ از طریق مستقیم اہل سنت وجماعت عدول نمودہ میل بمذہب باطلہ نواصب پیدا ساختہ اعتراضات رکیکہ و ہذیان ناعرابی بیہودہ درحق حضرت مرتضے و سید الشہدا کربلا میکنند وخود را بظاہر اہل سنت میگویانند ودر حقیقت سنی نیستند در مذہب اہل سنت کجا جایز ہست کہ حضرت مرتضی را نا قابل خلافت وحضرت حسین را باغی پندارند معاذ اللہ من ذلک وسینۂ ایشان از محبت بنی امیہ اینقدر مملو است کہ انکار فسق یزید پلید وعلم وفضل آئمۂ اہل بیت می نمایند ومیگویند از آئمۂ اہل بیت بغیر حضرت مرتضی وحسن مجتبی دیگر کسے امام نبود و دیگران را امام گفتن ناجائز ہست چرا کہ خلافت بایشان

نرسیده و ایشان اہل علم نبودند که امام علمی ہم گفته شود ایشان مجرد صاحبزادگان بودند طرفه تر اینست
که نواصب نیز ایشانرا اہل علم می دانسته اند چه جا اہلسنت که مقتدایان اہل سنت از ایشان اخذ علم نموده اند
چنانچه بالتفصیل در مقام خود مذکور خواہد شد بعضی را سبب اینچنین ہذیان سرائی حب جاه است
تا در نظر جہال بزرگ نمایند و مردم ایشانرا حق گو پندارند و عجب است که اینقدر نمی فہمند که نزد علما باعث
مضحکه میشوند چه امر حق را خلاف آن بیان نمودن اظہار جہالت و حماقت خود است و در دنیا موجب
رسوائی و فضیحت و باعث خسران عاقبت است پس نتیجه این عقیدهٔ منحوس و تقریر شوم خسران الدنیا
والاخره است خسر الدنیا والاخره ذلک ہو الخسران المبین نصیب ایشانست کسانیکه از احوال
خیر مآل اہل بیت واقف نیستند اگر بر قول باطله این نواصب سنی نما اعتماد نمایند و چیزے بگویند
فے الجمله معذورند طرفه تر اینست که بعض کسان اینچنین نیز ہستند که باحوال اہل بیت دانا تر اند و محبت
نیز میدارند مگر از راه تعصب یا حب جاه برخلاف عقیدهٔ خود تقریر می کنند مع

کیون جناب اب تو آپکو معلوم ہوا که شیعونکے عقاید کیسے صحیح و درست ہین که آپکے علما کو بھی اونکا اقرار
کرنا پڑا۔ آپکے خلفا کی بلند نسبی بھی ظاہر ہوئی اور امام عصر علیه السلام عجل الله ظہوره کا فرزند امام حسن
عسکری ہونا بطن حضرت نرجس سے اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہونا اور آجتک موجود و باقی رہنا بھی
ثابت ہوا۔ اسپر بھی آپ ایمان نه لائین تو میرا کیا قصور ہے ہملوگونکا شیعه علی ہونا اور راکب سفینه
نبی ہونا اور آپ حضرات کا خارجی و ناصبی ہونا ابھی ظاہر ہوا کہ نہین وکل ذلک باقرار
علمائکم السنیه اب بھی اگر گوہر صدف عصمت و طہارت و خذف کوی کفر و ضلالت
نور آسمان و زمین و تیره درون بے یقین مین نه فرق کیجئے تو آپکا قصور ہے ؏ گر نه بیند بروز
شپره چشم چشمهٔ آفتاب را چه گناه۔

۱۳۴ مین ماموں صاحب نے سیف صارم اور اوسکے جواب کی آیات بینات سے نقل اوتاری ہے بصفحه
۴۷ سطر ۲ لغایت صفحه ۴۸ سطر ۱۸ اسکا جواب مستر شاعرن بحرف ترکی بترکی جلد ثالث رمی الجمرات
مین بصفحه ۱۵ امرقوم ہے ملاحظه ہو اور اگر کچه حوصله ہو تو اوسکی رد کیجئے که جواب اوسکا عوض ہو۔ کیونکه ایک
ہی بات کو ہر دفعه رٹیجانا اور پھر دنکی طرح اپنی کہنا دوسرونکی نه سننا دیوانونکا کام ہے اگرچه بھی آپنے
اوسمین اصلاح دی ہوتی تو مین ضرور اوسکی مرمت کرتا۔

ناصر وصاحب کو اسپر بھی تعجب ہوتا ہی کہ شیعہ شیخین کو کافر منافق بھی کہتے ہین اور پھر بظاہر مظہر اسلام و مقر احکام بھی مانتے ہین۔ مگر افسوس ہے ناصر و کو یہہ نہین معلوم کہ اسمین شیعہ سنے قصور ہین۔ کیونکہ خدا و رسول نے منافقون کو بھی اہل اسلام سے قبول کیا ہی ولکن قولوا اسلمنا اسوجہ سے مظہر اسلام کہتے ہین۔ باقی رہا مقر احکام پس بطوع و رغبت نہ تھے بلکہ بخوف درست تھے۔

کیا آپ نہین جانتے کہ آپکے علما منافقین و مولفۃ القلوب کو بلکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور عقبہ والے بارہ منافق کو جو عازم قتل رسول تھے صحابی و مسلمان کہتے ہین قاتلان عثمان بھی صحابی و مسلم کہے جاتے ہین قاتل امیر تو آپکے یہان صرف مسلم ہی نہین ہے بلکہ مجتہد علی الاطلاق ہے منکرین زکوۃ بھی مسلم کہلاتے ہین جنکو مرتد کا خطاب دیا گیا تھا جیسے کہ مسیلمہ کذاب بھی اہل اسلام سے تھا اور انکا اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اصابہ مین ہے قتل بردا المذکور مسیلمۃ بالیمامۃ وقتل ابنہ شبیبا سلیمین جلد ۲ ص۴۷۸ یعنی قتل کیا بردمذکور نے مسیلمہ کو یمامہ مین اور اوسکے بیٹے شبیب کو کہ دونو مسلمان تھے۔ پس اگر شیعہ شیخین کو بھی انہین لوگونکی طرح مسلمان کہتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین کیا وحشی قاتل حضرت حمزہ کی برابر بھی شیخین کو آپ مسلمان نہین سمجھتے؟ بہر کیف اب مطلع صاف ہوگیا ہے نکاح کا نہ واقع ہونا یقیناً ثابت ہو چکا ہے مجھے بھی اگر آپ انکو کافر کہین تو کوئی عذر نہین۔

اب مین آپکو آیۃ اللہ العلامہ جناب استقصا کی عبارت کا مطلب سمجھا دون جو گو سلیس ہے مگر فارسی ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام مین اپنے مجذوبانہ بڑ مین اسکا دعوی کیا تھا کہ شیعہ شیخین کو کافر حقیقی جانتے ہین مثل مشرکین یہود و نصاری کے جو بمقابلہ اسلام بولا جاتا ہے نہ بمعنی کفر نفاقی۔ اس دعوی بے بنیاد کے ثبوت مین جب کچھ نہ بنی۔ کوئی قول کسی عالم کا بصراحۃ اس مادہ مین نہ ملا تو یہہ ترکیب نکالی۔ کہ خوارج و نواصب کا حسب روایات شیعہ کافر ہونا بیان ہوا اور ناصبی وہ ہی جو عداوت اہل بیت طاہرین کا اعلان کرے۔ پس ناصبیت شیخین جنہون نے خانہ زہرا جلایا فدک چھینا وغیرہ جو کل امور بہ اعلان ہوئے ثابت ہوئی تو کفر بھی انکا ثابت ہوا۔ اور کافر سے عقد مومنہ جائز نہین تو نکاح اسماء بنت عمیس ابوبکر سے ناجائز ٹھہرا۔ جب نکاح ناجائز ہوا تو ولادت محمد بن ابی بکر بزنا ہوئی نہ بنکاح۔ یہہ خلاصہ ہی کفش دوز کی تقریر کا باین غرض کہ روایت نصیحت محمد بن ابوبکر کو جو سر العالمین امام غزالی مین بھی موجود ہے باطل کرین اور انکا ولد الزنا ہونا ثابت کرین۔

اسی تقریر کے جواب مین وہ عبارت صاحب استقصا ہے جو مخاطب سے تعلق کی جسمین اوس علامہ اعلی اللہ مقامہ نے کل تقریر مولوی حیدر علی کو تسلیم کر کے حسب فہم اونکے جواب دیا کہ جب تم ناصبیت مین اونکی کو حسب روایات شیعہ قبول کرتے ہو۔ اور اعلان عداوت اہل بیت بذریعہ احراق خانہ و غصب خلافت و فدک وغیرہ مانتے ہو تو یہ امور بعد رحلت رسول اللہ ہوئے اور نکاح اسما کا قبل اسکے ہوا جبکہ نہ ظہور یا اعلان ہوا تھا تو پھر صحت نکاحمین کیا عذر کر سکتے ہو اور محمد بن ابی بکر کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت کر سکتے ہو اذا فات الشرط فات المشروط دیکھو یہ قدرت حق تھی کہ اوس علامہ نے کیسی مختصر تقریر سے شیخ اول کی ناصبیت و کفر کو بھی قبول کیا جسکے آپ مدعی تھے اور پھر محمد بن ابی بکر کا حلال زادہ ہونا بھی اوسی تقریر سے ثابت کر دیا والحق یعلو ولا یعلی علیہ و التسلیم

لا یستلنی مع التحقیق

ما مولف صاحب انشیعون نے بیشک یہ تصور کیا ہے کہ حسب دعویٰ مولوی حیدر علی شیخین کا کفر ملی جو بمقابل اسلام ہے نہین قبول کرتے کسی غرض سے ہو۔ مگر آپ تو فرمائے کہ ولید بن عبد الملک نے آپ پر کونسا احسان کیا ہے جس سے وہ مسلمان کہلایا حالانکہ اوسنے خود اپنی بیٹی سے زنا کیا قرآن کو تیر باران کیا چاک کیا شراب کے حوض مین ڈوبا رہتا خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پینے کی تیاری کی اپنی لونڈی سے حالت نشہ مین زنا کر کے اوسکو آپلوگونکا امام بنایا کہ سب نے اوسکے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ پس جس اصول سے آپلوگ اسکو مسلمان کہتے ہین اور خلیفہ مانتے ہین اوہین اصول سے شیعہ بھی شیخین کو ظاہر الاسلام کہتے ہین قول موثوق صفحہ ۴۹ باقی جواب زبیر ابن بکار کا جیساکہ آپ تحریر فرماتے ہین۔ اور کافی مین بھی منضمن تضعیف خبر روایت زبیر بکار مع تضعیف روایت منقول ہے الی خرما قلتم چنانچہ اسی تضعیف کا اشارہ جناب مرزا محمد صاحب نے تشئید نزھہ اثنا عشریہ مین کیا ہو جسکو مخاطب کہتا ہے مین نے نزھہ وقت تحریر موجود نتھا جو دیکھا جاتا۔ یہ تحریر جناب کی دلیل اوپر عدم تصحیح کتب کے ہے اول یہ حدیث کافی کلینی مین جسکو حضرات شیعہ اصح الکتب لکھتے ہین اوہین الفاظ سے حضرت امام صادق سے مروی ہے اور دلیل صحت کلینی پر تحریر مجتہد دلدار علیخان کہ جسکو صوارم یا حسام مین لکھا ہے عرض کرتا ہون در کتاب کلینی کہ در مذہب امامیہ بہتر و معتمد تر ازان کتابے نیست واگر مذہب اثنا عشری حق است آن کتاب حق ست انتہی بلفظ اور مواعظ حسنیہ مین ساتھ ان الفاظ کے فرماتے ہین کتاب کافی کہ نزد مذہب شیعہ کتابے معتمد تر ازان نیست۔ تو ایسی کتاب کی روایت کو کون شیعہ نہ مانیگا۔

دفع الوثوق اگر آپنے (عبارۃ) اقبال مولوی کرار علی صاحب مرحوم مین بتا سی اپنے مقتدایان دین کاذبین
وغادرین وخائنین واثمین خیانت نہین کی ہی تو مین خوشی سی کہتا ہون مولویصاحب مرحوم کو اسجگہ اشتباہ
ہوا غلطی سے اونہون نے زبیر بن بکار کو راوی حدیث کافی سمجھا ہی جس سے کافی کو کوئی تعلق نہین۔
اصلیت اسکی کلام جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ مین مذکور ہوئی کہ وہ ناصبی رواۃ اہل سنت سو ہی اوسی نے
اس روایت عقد کو اولا وضع کیا ابو محمد یحیی العلوی نے اوس سے اس روایت کو نقل کیا یہی وجہ اشتباہ ہوا مینے
بھی خود اصابہ سے روایت اس نابکار کی نقل کی ہی اور اوسکا وضاع وکذاب ہونا ظاہر کیا جناب علامہ
محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے بھی اوسیکی طرف اسکی نسبت دی ہی چنانچہ مناقب مین فرماتے ہین وام کلثوم
الکبری تزوجہا عمر علی روایۃ الزبیر بن بکار وہو خبر ضعیف وکانہ
اشتبہ علی الرواۃ اسم ام کلثوم لان عمر کان قد خطب ام کلثوم بنت
حرب البطحاء یعنی بروایت زبیر بن بکار عقد حضرت ام کلثوم کا عمر سے ہوا حالانکہ یہ روایت
محض ضعیف ہی وجہ اسکی وہی اشتباہ رواۃ ہی کہ ام کلثوم کا نام مشتبہ ہوا راویون پر کیونکہ عمر نے خطبہ کیا تھا
ام کلثوم بنت حرب بطحی سے انتہی افسوس کہ یہ عبارت نسخہ مطبوعہ سے بتحریف اہل سنت ساقط
کر دیگئی ہی بہرحال معلوم ہوا کہ اصل راوی اس روایت کا زبیر بن بکار ہی اور سنیون ہی کے یہان یہ روایتین
ہین نہ شیعون کی یہان۔ اس عبارت سے یہی تحقیقات جناب فخر المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ
دامت برکاتہ کی قدر معلوم ہوئی کہ جو تحقیقات اس علامہ نے کی ہی وہ مطابق ہی تحقیقات علمای متقدمین
شیعہ کی کہ قدیم الایام سے علمای شیعہ کو اس واقعہ سے تحقیقاً انکار ہی گو جواب تسلیمی کے لئے بطور فرض محال
قبول کر لیا ہو۔ شاید ام کلثوم بنت حرب مین بھی کچھ تضعیف ہوئی ہو کیونکہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ سے
عقد عمر باتفاق روایات اہل سنت ثابت ہی کما مر۔
اب اسکے ساتھ یہ بھی سن لیجے کہ علامہ محمد بن شہر آشوب علیہ الرحمہ کس درجہ اور کس پایہ کے عالم ہین
علمای شیعہ سے کہ آپکے عالم علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی وافی بالوفیات مین فرماتی
ہین محمد بن علی بن شہر اسوب الثانی سین مہملہ ابو جعفر السروری
المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ اکثر القران ولہ ثمان
سنین وبلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فے

علم القرآن والغريب والنحو ووعظ على المنبر ايام المقتفي ببغداد فاعجبه وخلع
عليه وكان بهي المنظر حسن الوجه والشيبة صدوق اللهجة مليح المحاورة واسع
العلم كثير الخشوع والعبادة والتهجد لا يكون الا على وضوء اثنى عليه
ابن ابی طی فی تاریخه ثناء کثیرا فی سنة ثمان وثمانين وخمسمائة

ترجمہ محمد بن علی بن شہر آشوب جنکی کنیت ابو جعفر سروی مازندرانی اور لقب رشید الدین ہے
شیعہ تھے اور شیوخ شیعہ سے تھے حفظ کیا اکثر قرآن کو حالانکہ اوسوقت سن اونکا آٹھ برس تھا اصول
شیعہ مین درجہ کمال کو پہونچے تھے اور دراز ملک سے لوگ اون کے پاس آتے بعدہ علم قرآن اور غریب و نحو مین
سب پر مقدم ہو مقتفی باللہ خلیفہ عباسی کے زمانہ مین انہون نے منبر پر وعظ کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا
اور خلعت دیا۔ خوش منظر اور خوبصورت تھے صدوق اللہجہ تھے ملیح المحاورۃ واسع العلم تھے نہایت
درجہ خاضع وخاشع عابد تھے ہمہ وقت با وضو رہتے ابن ابی طی نے اپنی تاریخ مین انکی بہت توصیف کی ہے
وفات انکی ۵۸۸ھ مین ہے مجد الدین فیروز آبادی نے کتاب البلغہ مین اور سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات
اللغویین والنحاۃ مین اور شمس الدین داودی مالکی نے طبقات المفسرین مین بھی اسی مضمون صداقت
مشحون کو بکمال شرح وبسط لکھا ہے اور اپنی کتابونکو اس اسم مبارک سے مزین کیا ہے جو سب علمائے اہل سنت
سے تھے دیکھو عبقات الانوار مجلد حدیث تشبیہ صـ اب تو آپکو معلوم ہوا کہ درحقیقت زبیر بن بکار ہی
اس روایت عقد کا راوی ہے اور اوسی کے افترانے یہ سب آفت برپا کی ہے۔ یہ بھی آپکو اس سے معلوم
ہوا ہوگا کہ در اصل شیعونکے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے ورنہ اگر کوئی روایت شیعونکی یہان
ہوتی تو جناب علامہ صاحب مناقب ضرور اوس روایت کو لکھتے اور اہل سنت کی روایت کی اونکو ضرورت
نہوتی اسیطرح جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ بھی اون روایتون سے بیخبر نہ رہتے جو انکار فرماتے ہین۔ کیونکہ
کوئی عاقل ایسا نہوگا جو فریق مخالف کی اون روایتونکی قدح کرے جو خود اوسکی روایات مقبولہ کے موافق
ہو۔ یا امر واقعی سے بنا بر دوسرونکی روایتون سے انکار کیا جاے اور اپنی روایتونکے بارے مین کوئی کلام
نکرے۔ تو معلوم ہوا کہ درحقیقت فرقہ شیعہ کے یہان کوئی روایت اس مادہ مین نہین ہے خواہ صحیح ہو
خواہ ضعیف جو کچھ ہے وہ اہل سنت کے یہان جنکی حالت مذکور ہوئی باقی رہا اس روایت کا کافی مین
موجود ہونا پس اسکو مین پہلے لکھ چکا ہون کہ ان الفاظ سے نہ کافی مین ہے نہ دیگر کتب حدیث مین جو

اصول مین مثل تہذیب و من لایحضرہ و استبصار وغیرہ کے اور جس عبارت سے ہی خواہ وہ الحاقی ہو یا غیر الحاقی
سنداً صحیح نہین رواۃ اوسکی مقدوح ہین اسیوجہ سے صاحب تنزیہ اعلی اللہ مقامہ نے اس جملہ سے "بشرط صحت
روایت و محفوظ بودن آن" اسکی تضعیف کی اور مینے کچھ مفصلاً گذارش کیا اور معنی بھی وہ نہین ہین جو آپ
سمجھے ہین جیساکہ مذکور ہوا لہذا جواب تنزیہ اور مصائب النواصب اور مواعظ حسنیہ کی عبارتون کی نقل کرکے
ازالۃ الغین سے تبحر دکھانیکی آپ کو ضرورت نہی کیونکہ وہ سب تسلیمی جواب ہے بنابر تسلیم و قبول روایت
منقولہ اہل سنت جسکی اب ہمکو ضرورت نہی کہ تحقیقاً لغویت اس واقعہ کی ثابت کردی اور افترا اہل سنت باین
عبارت اور جبکہ ہمنے تقسیم احادیث کافی بلکہ تعداد ہر قسم کی لکھدی تو مخاطب کا بہ تتبع کفش دوز دعوی
صحت کل احادیث کرنا حماقت نہین ہے تو کیا ہے۔

قول موثوق صنہ دوسرے قاضی صاحب نے مصائب النواصب مین اس حدیث کو چند جگہ جہان
بحث فاروق اور ام کلثوم کی ہے لکہا ہے ترجمہ اسکا ازالۃ الغین سے عرض کرتا ہون۔ اما خامساً
بواسطہ انکہ قول امام صادق علیہ السلام کہ این اول فرجی ست کہ غصب کردہ شد از ما مستلزم وقوع زنا نیست
اور پھر اسی بحث مین صاحب قول استغاثہ کو نقل کرکے اسطرح فرماتے ہین۔ خبر دادہ اند بارا جماعتی از مشائخ ثقات ما
از ایشان جعفر ابن محمد ابن مالک کوفی است از احمد بن فضل از محمد بن ابی عمیر از عبد اللہ ابن سنان گفت سوال کردم جعفر
ابن محمد صادق را علیہ السلام از تزویج عمر از ام کلثوم پس گفت این اول فرجی است کہ غصب کردہ شد از ما۔ اور
جہان جناب امیر علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا ذکر ہے اوس جگہ فرماتے ہین چون عمر خواستگاری ام کلثوم نمود الی
آخرہ کما مر ذکرہ تیسرے خود مجتہد صاحب مواعظ حسنیہ مین فرماتے ہین۔ در باب عقد حضرت ام کلثوم
اختلاف شدہ صاحب اعلام الوری گفتہ کہ ام کلثوم پس او را خلیفہ ثانی در عقد خود آورد و اصحاب ما ذکر کردہ اند
کہ این نکاح واقع شدہ است مگر بعد مدافعت بسیار و امتناع تا این کہ حضرت امیر ملجا شدند و امر حضرت کلثوم
را تفویض کردند بعم خود حضرت عباس ام کلثوم را بہ خلیفہ ثانی تزویج نمودند انتہی بلفظہ چوتھے مولانا حیدر
علیصاحب معارضہ مین صاحب تنزیہ کے ازالۃ الغین مین لکھتے ہین تضعیف این روایت از
عجائب توہمات است زیرا کہ این حدیث از حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ خود در کتاب
کافی کلینی کہ اصح الکتاب شان است مروی است و ہم در اسفار معتبرہ دیگر از تصانیف مجلسی و سبزواری
و ماخذ ایشان بطرق متکثرہ محکی و علمائے امامیہ مضمون آنرا در وصایا الہی و حضرت سیالت پناہی کہ بہ جناب

امیر اتقا فرمودہ بودند در مقام اعتذار از جناب شان آوردہ گفتہ اند کہ از ہمین جہت امیر المومنین بر غصب فلان سکوت ورزیدند وگرد ممانعت خلیفۂ ثانی وقتل وقتال او نگردیدند وہتک ناموس قبول نمودند پس چنین احادیث محمول بر جہل یا تجاہل خواہد بود تا عوام بدانند کہ اینہا الفاظ در طرق امامیہ در درجۂ صحت و ثبوت نرسیدہ و اہل سنت در انتساب آن بعد در تہمت و افترا میشوند نعوذ باللہ من ذلک

دفع الوثوق من وثلیں قول قاضی صاحب تو جواب طلب نہین کیونکہ وہ اوسی روایت منقولہ اہل سنت کو بجنسہٖ قبول و تسلیم کرتے ہین اور اصل کافی سے نہین ملاتے جس سے بطلان بیان اہل سنت بدرجۂ صحت روایت ظاہر ہوا اب چونکہ مقابلہ اوسکا اصل کافی سے کر لیا گیا ہے اور ہر طرح سے غلطی اوسکی ثابت ہوگئی تو اوسکے جواب کی ضرورت نہ رہی باقی رہی دوسری روایت جسکو جناب قاضی صاحب نے استغاثہ سے نقل کیا ہے اور مولوی حیدر علی نے قاضی صاحب سے تو البتہ اسکی جانچ ضروری ہے کیونکہ یہ روایت صاحب استغاثہ مسلسل بسند ہے اور کافی سے نہین منقول ہے تو اب جدید روایت ٹھہری مگر افسوس کہ استغاثہ اسوقت پیش نظر نہین ہے جو اصل عبارت کا مقابلہ کیا جائے بایں ہمہ اس روایت کی سلسلہ مین چار راوی ہین اول جعفر بن محمد بن مالک کوفی دوم احمد بن فضل سوم محمد بن ابی عمیر چہارم عبد اللہ بن سنان اب ہر راوی کی حالت کتب رجال مین ملاحظہ ہو جسپر باتفاق فریقین مدار ہے تنقیح صحت روایت کا۔ راوی اول کی نسبت منتہی المقال مین ہے جعفر بن محمد بن مالک بن عیسی بن سابور مولی اسماء بن خارجہ بن حصین الغزاری کوفی ابو عبد اللہ کان ضعیفا فی الحدیث قال احمد بن الحسین کان یضع الحدیث وضعا ویروی عن المجاہیل وسمعت من قال کان ایضا فاسد المذہب والروایۃ ولا ادری کیف روی عنہ شیخنا النبیل الثقۃ ابو علی بن ہمام حسن صہ الا ابن حصین وزاد بعد کوفی قال جش وبعد فی الحدیث ثم قال اہ ثم زاد وقال غض انہ کان کذابا متروک الحدیث بجملۃ وکان فی مذہبہ ارتفاع ویروی عن الضعفاء والمجاہیل وکل عیوب الضعفاء مجتمعۃ فیہ وقال الشیخ جعفر بن محمد بن مالک کوفی ثقۃ ویضعفہ قوم روی فی مولد القائم اعاجیب والظاہر انہ ہو ہذا المشار الیہ فعلی ای حال یشہ توقف ولا اعمل بروایۃ وفی لسم مانقلہ وفی سرلہ کتاب النوادر اخبرنا

تنقیح روایت استغاثہ

به جماعة عن التلعکبری عن ابی علی بن همام عنه وفی تعق حکم الشیخ بوثاقته ونقله التضعیف عن قوم دلیل علی تامله فیه وعدم قبوله وهو الناظر اقول فی کتاب الاستغاثة فی بدع الثلثة حدثنا جماعة عن مشایخنا الثقات منهم جعفر بن محمد بن مالک الکوفی فقد بروفی مشکا ابن محمد بن مالک عنه محمد بن همام صـ

ترجمه جعفر بن محمد بن مالک غلام آزاد کرده اسماء بن خارجه کوفہ کے رہنے والے ضعیف ہین حدیث مین احمد بن حسین کا قول ہو کہ وہ حدیث وضع کرتا تھا پوری طور پر اور روایت کرتا ہو مجاہیل سے یہ بھی مینے سنا ہو کہ وہ فاسد المذہب والروایۃ تھا۔ نہین معلوم کیونکر روایت کیا اوس سے شیخ جلیل ابو علی بن ہمام اور ابو غالب رازی نی کہا غضایری نے کہ وہ کذاب اور متروک الحدیث کلیۃً اور اوسکے مذہب مین ارتفاع ہے اور روایت کرتا ہو ضعفا و مجاہیل سے کل عیوب ضعفا کی اوسمین مجتمع ہین کہا شیخ نی کہ جعفر بن محمد ثقہ ہو اور قوم نی اوسکی تضعیف کی ہو روایت کیا ہو مولد قائم ع مین عجیب روایتونکو آخر دیک اوسکے حدیث مین توقف ہو اور نہین عمل کرتا ہون اوسکی روایت پر حکم کرنا شیخ کا بوثاقت اور نقل کرنا تضعیف کا قوم سے دلیل ہو اسکی کہ شیخ کو اوسکی روایت مین تامل ہو مصنف کہتا ہو کہ کتاب استغاثہ فی بدع الثلثہ مین ہو جعفر بن محمد بن مالک کوفی سے روایت ہو صـ۱۸

پس اس عبارت سے نہ صرف کذابیت و وضاعیت و متروکیت و فاسد المذہب و الروایۃ ہونا اس راوی کا معلوم ہوا بلکہ خود اس روایت کا جو استغاثہ مین منقول ہو موضوع و غلط ہونا ثابت ہوا اور واقعا تعجب ہے کہ کیونکر ایسے فاسد المذہب فاسد الروایہ سے ایسی روایت قبول کیگئی راوی دوم احمد بن فضل واقفی ہو جسکی روایت عموماً قابل وثوق نہین کما فی منتہی المقال صـ۴

راوی سوم محمد بن ابی عمیر کیحالت سابقاً مرقوم ہوئی اور اونکے رواۃ مین بھی احمد بن فضل نہین ہین اسکے علاوہ واسطہ درمیان جعفر بن محمد و صاحب استغاثہ منقطع ہو تو کیونکر ایسی روایت پر اعتماد ہو سکتا ہو خصوصاً درصورتیکہ وضاعیت و کذابیت اس راوی کی بخوبی ظاہر ہوئی۔

واقعاً یہ قصہ عقد سیدہ مظلومہ کچہ ایسا عجیب و غریب قصہ ہو کہ جہانتک اسکی چہان بین کیجائے تحقیقات واقعی سے کام لیاجاے تو سراسر اس واقعہ کی بے اصلیت و لغویت ظاہر ہوتی سنی شیعہ کسیکی روایت بھی صحیح نہ ملی جسپر عاقل متدین کو وثوق و اعتماد ہو سکے یا اوسپر اعتبار کر سکے۔ سنیون کی

سنیونکی روایتین تو سابق مقام مرقوم ہوئین اور روایۃً و درایۃً اونکا موضوع و باطل ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ شیعونکی روایتین جو اہل سنت نے پیش کین خواہ وہ الحاقی ہون یا کسی طور کی اونکی حالتین بھی ظاہر ہوئین کہ کل روایتونکی دیوار ایسی ریتیلی زمین پر قائم ہے جو ہوا کی جھونکے کو بھی سنبھال نہ سکے چہ جائیکہ تحقیقات کی سیل کو اٹھ سکے ان سنیونکے غل غپاڑے ناحق کے شور ہنگامے نے شیعونکو ایسا مجبور کیا کہ ان روایات واہیہ کو انہون نے قبول کیا اور روایت کی حالانکہ خود علمای رجال لکھتے ہین نہین معلوم کیونکر روایت کیا ایسے متروکین وکذابین سے۔ اسکے بعد پھر مامون صاحب نے مواعظ حسنیہ سے وہ روایت نقل کی جسمین حضرت عباس کی وکالت سے عقد کا ہونا مذکور ہے جسکی حالت پہلے مذکور ہوئی کہ یہ روایت اہل سنت ہے اور بلا سند ہے جسپر فریقین سے کسیکو اعتبار نہین۔ مولوی حیدر علی کی عبارت بھی بجواب نزھہ نقل کی ہے کہ تضعیف این روایت از عجائب توہمات ہست یہ عبارت بھی متعلق ہے اوسی حدیث غصبیت سے جسکی حقیقت ظاہر ہو چکی۔ افسوس ہے کہ یہی مولوی حیدر علی صحیح بخاری و صحیح مسلم بلکہ صحاح ستہ کی متفقہ روایت کو بمقابلہ ماثبت بالسنۃ شیخ عبد الحق باطل کرین کیونکہ صحیحین مین جناب امیر کا نہ بیعت کرنا چھ مہینہ تک مذکور ہے اور شیخ عبد الحق اول روز خلافت بکری پر بیعت علوی کے ناقل ہین اسیطرح فدک و حدیث قرطاس کو جو متعدد طرق سے صحیحین مین تین یا سات جگہ پر مرقوم ہے باطل اور موضوع ٹھہرائین حالانکہ صحت صحیحین اونکے یہان باجماع و تواتر ثابت ہے اور صحت کتاب اللہ پر معنًی مقدم ہے۔ مگر یہان برعکس اوسکے شیعونپر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ کافی کو اونکے یہان اصح الکتب بتلاتے ہین جسکا ایک عالم بھی قائل نہین کیونکہ خود اون علمائے جو تقسیم ان احادیث کافی کی مع تعداد تک ہر قسم کی بیان کر دیگئی۔ اور اس روایت کا اصل کافی مین نہونا اور رجوع الفاظ سے بیہودہ صحیح نہین۔ اسپر بھی یہ زبردستی کہ نہین اسکو صحیح مانو صرف زبردستی ہے اگر مرد میدان ہوتے تو پہلے اقوال علما صحت تمامی احادیث کافی پر جیسے علمای شیعہ ہزارون اقوال نقل کرتے ہین۔ اسکے بعد ہر راوی کی توثیق علمائے شیعہ کی زبانی بیان کرتے بعدہ خاص روایت کی صحت یا تواتر جیسا کہ علمای شیعہ شکر اللہ مساعیہم نے احادیث غدیر و منزلت و نور و تشبیہ مین قدرت خدا دکھایا نہ یہ کہ شہدونکی طرح ایک تقریر کا لچہ اوٹھایا اور دیوانون کیطرح بکنا شروع کر دیا جس سے خواہی نخواہی دوسرے کا دل و دماغ پریشان ہو اور یہ کفار قریش کیطرح اپنی ضد و ہٹ پر اڑے رہین

یا حضرت مین خیر خواہانہ عرض کرتا ہون کہ اہل بیت رسول کا مقدمہ بہت ہی نازک مقدمہ ہے جسکا تعلق صرف

آخرت سے ہی دنیا کبھی اونکی مساعد نہوئی۔ نجات اخروی البتہ اونہین کی بدولت ہی۔ تو آپ اپنی خاندانی جھگڑون یا سجادہ نشینی کی حفاظت یا مذہب کے تعصب مین ایسا نہ کیجئے جس سے قیامت کے روز پناہ نہ ملے۔ دیکھئے راہ حق آپکے روبرو کشادہ ہی۔ تحقیق ہوگئی ہی اوسپر غور فرمایئے اون لوگونکی غلطیونپر نہ جایئے جنکے لئے آپکے اسلاف نے اسباب مغالطہ فراہم کئے راہ تحقیق بند کی کیونکہ کنز مکتوم مین اسکی بھی تفصیل مرقوم ہے کہ جن لوگون کو اشتباہ ہوا کیون ہوا کیا وجہ ہوئی جو ایسے اشتباہ مین مبتلا ہوے خلاصہ اوسکا مین یہان بھی عرض کرتا ہون جسپر غور کرنے سے آپکو بہت کچھ مدد ملیگی۔

پہلا قوی سبب اشتباہ پانچ عورتونکا ہمنام ہونا ہی جنمین سی چار کا تعلق یقینی خلیفہ سے ہی ایک ام کلثوم زوجہ سابقہ عمر دوسرے۔ زوجہ اسلامیہ عمر تیسرے ام کلثوم زوجہ عمر وقت صلح حدیبیہ چوتھے ام کلثوم بنت ابوبکر پانچوین ام کلثوم بنت جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ظاہر ہی کہ چار ہمنامونکا واقعہ پانچوین ہمنام کیطرف منسوب ہوجانا کوئی دشوار امر نہین بلکہ روزمرہ کے واقعات مین ایسے اشتباہ ہوا کرتے ہین۔ ابوحنیفہ کے بارے مین مذکور ہوچکا کہ بقول حیدر علی بیس آدمی اس نام کے تھے جنکے اقوال ابوحنیفہ کیطرف منسوب ہوے جب امام اعظم کے بارے مین جو مرد تھے ہر صحبت مین ہر جلسہ مین شریک ہوتے صدہا آدمی سے اونکی شبانہ روزی ملاقات رہتی۔ باایں ہمہ شہرت یہ حالت پیش آئی تو زن پردہ نشین کے بارے مین ایسا ہونا کونسی دشوار بات ہی خصوصاً جب کوئی غرض بھی اونکی حال کی تحقیق کی نہو بلکہ اشتباہ کرنے یا افترا کرنیکی ضرورت ہو جب مکہ کا قصہ مدینہ کے قصہ مین داخل ہوکر درج صحیحین ہوا تو غیر صحیح روایتون مین ایسا ہونا کیا دشوار ہے

دوسرا سبب حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا بسبب عظمت وجلالت وکمال شرافت ونبالت کی مشہور ہونا کہ ہر مسلمان کم وبیش اس نام سے ضرور واقف تھا کہ یہ نواسی رسول ہین۔ تو اب جسنے کوئی واقعہ متعلق نام ام کلثوم سنا۔ فوراً اوسکا خیال ادھر ہی پھر گیا اوسی معظمہ کا واقعہ ہی کیونکہ اور چارون ام کلثوم محض گمنامی کیسا تھ تھین نہ خاندانی عزت اونکو حاصل تھی نہ کوئی ضرورت اونسے متعلق تھی۔ تو انکی گمنامی اور دختر رسول کی بلند نامی بھی جنسے عقیدت وارادت رکھنا جزو اسلام تھا اس اشتباہ کا موئد ہوا۔

تیسرا سبب اشتباہ انکار ام کلثوم بنت ابوبکر ہی جسکے انکار نے بی بی عائشہ سی مستقل مزاج کو ہلا دیا ہل چل پڑگئی کیونکہ ام کلثوم نے آخری دھمکی یہ دی تھی کہ تمنے میرا عقد اگر عمر سے کیا تو مین قبر رسول پر جاکر فریاد کرونگی۔ یہ واقعہ بہت بے ڈھب تھا۔ بہو بیٹی کی بات ہی ظاہر ہو تو عمر کا اور غصہ بھڑکے۔ دوسرے فسادات

پیدا ہون اور خود بیٹی کے انکار کا نام کیونکر لیا جائے۔ پوچھیے تو پھر بنے کیونکر۔ غرض چپکے چپکے کارروائی کیجاتی تاہم عمرو عاص تک بلانے کی نوبت آئی۔ یہ ایک ایسا سبب اشتباہ ہوا کہ اسکے بعد تحقیق بہت مشکل ہے کیونکہ اولاً ام کلثوم بنت ابوبکر کے نام ہی سے اوسوقت لوگ کم واقف تھے چار پانچ برس کا اُدکا سن ہو خلافت کے بعد پیدا ہوئی۔ عوام کیا جانین۔ جب کسی نے سنا کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی ہو شہرت کے باعث فوراً یہ خیال ہوا کہ بنت فاطمہ کی نسبت ہو۔ جب انکار ام کلثوم کو سنا تو رہا سہا شک بھی زائل ہو گیا کہ او نہین بنت فاطمہ کا واقعہ ہو ورنہ دختر ابوبکر او رعقد عمر سے انکار کرے یعنی چہ

چوتھا سبب اضطراب عائشہ ہو جنکو ایک طرف بہن کی خاطرداری دوسری طرف عمر کے اصرار بر خواستگاری نے مضطرب کر دیا جسکا ضروری نتیجہ یہ تھا کہ جناب امیر بوجوہ مذکورۂ بالا مظلوم کی حمایت کرین۔ اب جہان چرچہ ہوتا ہو یہی کہ عمر نے ام کلثوم کی خواستگاری کی علی مانع ہین صغرسنی کا عذر کرتی ہین عمر کو اسپر اصرار ہے۔ اب ہر شخص کے ذہن مین یہی بات بیٹھ گئی کہ یہ سارا قصہ حضرت علیؑ کی بیٹی ام کلثوم کا ہو اب چلئے روایت در روایت ہونے لگی۔ جسکا سلسلہ ہی اس بنیاد پر ہو کہ جو کچھ سنین ایک دوسرے سے نقل کرین

پانچوان سبب اشتباہ یہ ہوا کہ عوام الناس نے جب کبھی خلیفہ کو سنا کہ ام کلثوم اپنی زوجہ کو نام لیکر پکارتے ہین یا کوئی قصہ میان بی بی کا مشہور ہوا۔ یا کام دھندے کو کہا۔ یا یہ سنا کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور زید بن عمر نے ساتھ رحلت کی اور بقول لکھنا ہصاحب جناب امام حسینؑ نے نماز جنازہ پڑھی یا عبداللہ بن عمر نے۔ وغیرہ حالات متعلق ام کلثوم۔ تو سبکو یقین ہو گیا۔ کہ یہ وہی ام کلثوم ہین۔ جنکی پہلے خواستگاری ہوئی انکار ہوا سب قصے ہوئے۔ آخر خلیفہ نے اونسے عقد کر لیا لڑکے ہوئے بالے ہوئے جو آخر مین مرین اور امام حسینؑ نے نماز پڑھی۔ ایک تو سلسلہ واقعات خود مشتبہ کرنیوالے تھے۔ اور وہ تشددات خلیفہ بھی سبکے پیش نظر تھے کہ یہی خلیفہ ہین جنھون نے گھر جناب سیدۂ کا جلایا۔ یا صرف جلانیکی دھمکی دی قسم کھائی آگ لکڑی جمع کی جناب امیر کے گلے مین رسی باندھی کیا کچھ ظلم و ستم نہ کیا پھر اونکی آگے بیٹی سو اون معصومونکے نکاح کرنا کون بڑی بات ہو۔ خلیفہ کی خاندانی حالت نے جو سبکو اوس زمانہ مین معلوم تھی اور یہی اس سونے مین سہاگہ ملایا کیونکہ ہر کمینہ مین دیکھا جاتا ہو کہ ثروت و اقتدار مالی ملنے پر اوسکو اپنی شرافت بڑھانیکی بھی ضرور فکر ہوتی ہو۔ کہ کسی اچھے خاندان سے رشتہ ناتہ پیدا کرکے شریف بنجائین۔ خاصکر اوس خاندان سے جسکے خانہ زاد ہون اور ہمیشہ اوسکے احسان کے زیربار ہون کیونکہ بقول مولوی نذیر احمد صاحب محسن کُشی ایک فطری امر ہو جسپر طبیعت انسانی مجبول ہے

گویہ کلیہ کلیتہً درست نہو مگر کم ذاتون بد ذاتون مین یقینی ہی غرض اس حوصلہ نے جو ہر کم ذات مین دیکھا جاتا ہے اور بھی یقین دلایا کہ بیشک یہ واقعہ بہت صحیح ہی اسی لئے وہ حدیث کُلّ سبب و نسب بھی اسمین داخل کی گئی کہ کسیکو عذر نرہے۔ یہ سب اسباب اشتباہ ایسے قوی اور زبردست ہین کہ بغیر توفیق الٰہی اسکا سلجھانا مشکل ہی چہ جائیکہ بالقصد تحقیقات کی راہ مین روڑے ڈالے جائین اور سچّے اصلی واقعات چھپائے جائین اور غلط باتین مشہور کیجائین کہ ایسی حالت مین تحقیق ہونا واقعہ کا قریب محال ہی

علمائے شیعہ کیلئے یہ مقام ایسے دھوکے کا تھا کہ قیامت تک اس اندرجال مین پھنسے رہتے۔ اور طلسم حیرت سے مدۃ العمر نہ نکلتے۔ کیونکہ مخالفت سلطنت کے سبب سے انکی قلیل افراد کو تاریخ نویسی کی مہلت نہین جو ایسے واقعات تاریخی پر غور و فکر کرین۔ فکر ہی تو تصحیح عقائد و اصلاح اعمال صلوۃ و صوم کی جسکے لئے مخلوق ہوئے اصحاب آئمہ نے جو کتابین احادیث وغیرہ کی خود عہد جناب امیر سے جمع کرنی شروع کین ہزارون مرتبہ جلائی گئین۔ دریا برد ہوئین (دیکھو حال کتب ابن ابیعمیر ذیل قدح روایت کافی مین) اب وہ اسکی اصلاح کرین ادھر اودھر سے نقل کرکے مرتب کرین۔ یا تواریخ و واقعات کی فکر کرین جسکو نہ اصول دین مین دخل ہے نہ فروع مین۔ مخالفین شب و روز اس فکر مین ہین کہ شیعونکی بیخ کنی کرین قتل غارت کرین اصول و فروع کو مٹائین۔ فضیلت اہل بیت کو محو کرین خلفا کی حقیت و فضائل اور موافقت اور محبت اہل بیت کو شائع کرین۔ جسکے لئے کتاب الموافقہ بھی ابن سمان نے تصنیف کر دی

شیعون نے اس بارہ خاص مین بھی زیادہ تر اپنا مدار روایات اہل سنّت پر رکھا جنسے پوری طور پر اہل بیت اطہار کی حقیت اور خلفا کے مطاعن و نفاق و بغض و عداوت و کینہ ثابت ہوتی ہین۔ اب جو انکے سامنے یہ واقعہ پیش کیا گیا جسمین وہی واقعات جور و ستم از حد بھرے ہین اور اسی ترکیب سے اوسکی ساخت بھی کیگئی تھی۔ تو ایسی صورت مین وہ مجبور تھے نفس وقوع عقد کو پوری طور پر تسلیم کر لیتے جس سے اور بھی ظلم خلفا و صحابہ ثابت ہوجاے کہ غصب خلافت ہی پر اکتفا نہین کیا اسطرح کے تشددات بھی کیے، مگر فضل خدا شامل حال تھا کہ اونہون نے نہایت نفرت کی نگاہ سے ان روایات کو دیکھا۔ اور محققانہ طور پر اسکی غلطی ثابت کر دی دیکھو عبارت جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ اور کلام شہر ابن آشوب علیہ الرحمہ مناقب مین اور بعض حضرات نے زیادہ کد و کاوش نہ کی بنظر کثرت روایات اہل سنت الزامی تسلیمی جواب دیا کہ تمہاری ہی روایت سے اور بھی ظلم خلیفہ ثابت ہی کسی نے تسلیمی جواب دیکر اوس غرض کو باطل کیا جسکے لئے یہ

روایتین پیش کیجاتین یہانتک کہ خدا نے حضرت علامہ محقق مصنف کنز مکتوم دام ظلہ کو اس مسئلہ کے حل کا الہام کیا کہ اونکی بے بہا تحقیقات نے اہل سنت کے ہر ملمع سازی کو کھولدیا اور حق کو باطل سے جدا کر دیا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر علمائے متقدمین اس واقعہ کی تحقیقات کیطرف مائل ہوتے تو بہت اچھی طرح اسکی بیخ کنی کرتے کیونکہ جب متاخرین نے باوصف فقدان اعوان و انصار و اسباب و سامان ایسا کارنمایان کیا تو متقدمین کو اور بہی سہل تھا مگر اونہون نے ان اعتراضونکی اسدرجہ لغویت سمجھی کہ تحقیقات کے قابل بھی نہ سمجھا جو ادھر کامل توجہ نفرماتے۔

ماموں صاحب ہمنے محققانہ دلائل ہر طرحسے پیش کردئے جسکے بعد عقلمند آدمی جو انصاف پسند ہوگا وہ تو ضرور امر حق کو سمجھ لیگا اور اشتباہ علما کا قائل ہوگا خصوصًا درصورتیکہ اوسکے سامنے نظائر بھی موجود ہون جو مذکورہ ہوئے جسکا ایک واقعہ یہ ہو کہ امام مالک کے قائل بمتعہ ہونیمین بقول رشید الدین خان کیسے کیسے علمائے مغالطے کھائے اور مبتلائے وہم و خطا ہوے جس سے ایک بھاری جز اہل سنت کا ردی ہوتا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ علمائے شیعہ نے جواب تسلیمی کیون دیا اور آیا وہ درست ہوسکتے ہین یا نہین؟ تو اسکے متعلق مین مختصر طور پر گذارش کرتا ہون جس سے آپکی تسکین ہوجائے اور اونکے جوابونکی وقعت ظاہر ہوا سکا تو آپکو بھی اقرار ہو کہ اگر بفرض محال یہ عقد ہوا تو بخوشی نہین ہوا۔ اور اگر اقرار نہ کیجئے گا تو اون سب کتابونکو جلانا پڑیگا جنمین اس عقد کا مذکور ہے اور اونکی موضوعیت بالاجمال و التفصیل سابقًا گذارش کی کیونکہ کوئی روایت بلا استثنا ایسی نہین ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ عقد بخوشی منظور کیا گیا بلکہ تمامتر جبر و تشدد خود ان روایات مین موجود ہے جسکا پہلے تذکرہ ہوا پھر بفرض محال ایسے عقد سے آپکو کیا نفع اور میرا کیا ضرر۔ آپ باخود ہاکی محبت ثابت کرتے ہین تو کیا اس عقد سے ثابت ہوجائیگا۔ ہزارون واقعے عداوت کے ایکطرف ہون اور ایک واقعہ عقد بارضا کا ایک طرف تو کوئی عاقل بھی ایسی جزئی امر سے اون امور عظیمہ کو باطل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہین چہ جائیکہ یہ واقعہ بھی سراسر ظلم و تشدد سے مملو ہو اور اوسپر غلط محض افترای محض۔ ایک سنی انصاف پسند نے کیا اچھی بات کہی کہ بہت سے موقع ایسے ہوتے ہین کہ اراذل کا عقد کسی عالی خاندان مین کسیوجہ سے ہوجاتا ہے اسیطرح عالی خاندانونکی نسبت اراذل کے یہان تو کیا اس سے اصلی رذالت یا شرافت مین فرق آجائیگا جب خود خلافت آپکی اصول دین سے خارج ہے تو ان باتونکو اصول دین سے کیا علاقہ۔ دین مذہب سے غرض تو نجات اخروی ہے اوسکی فکر چاہئے نہ ایسی جزئیات و لغویات کی۔ بہرحال جب نہ اس سے محبت ثابت ہوئی نہ ایمان

انکا تو آپکو فائدہ کیا ہوا اور میرا نقصان کیا ہوا۔ جاہل عوام البتہ آپکے دھوکھے مین آئینگے۔ جنکی عزت مصنوعی ذرہ مین زائل ہوتی ہے۔ وہ ایسی ہی عزت سبکی سمجھتے ہین کہ ذرہ سی گالی سے جاتی رہتی ہے۔ تواریخ پر نظر ڈالئے سیر پر نظر فرمائیے۔ تو سلاطین کیا ہین انبیا پر بقول آپکے وُہ واقعی گذری ہین کہ پناہ بخدا قصص الانبیا مین صاف لکھا ہے حضرت آدم کی زندگی مین اونکی بیٹی بیٹا نے زنا کیا توراۃ مین صاف موجود ہے جسکو علماے اہل سنت محرف لفظی نہین مانتے کہ حضرت یعقوبؑ کی بیٹی سے (عیاذاً باللہ) زبردستی زنا کیا گیا یہ عبارت توراۃ کی ہے "اور دینہ لیاہ کی بیٹی جسے وہ یعقوب کیلئے جنی تھی۔ اس ملک کی لڑکیونکے دیکھنے کو باہر گئی۔ تب اوس ملک کے امیر حوی حمور کے بیٹے سلم نے اوسے دیکھا اور اسے لیگیا۔ اور اوسکے ساتھ ہمبستر ہوا اور اسے بیحرمت کیا اور اس کا جی یعقوب کی بیٹی دینیہ سے لگا اور اسنے اس لڑکی کو پیار کیا اور اوسکو دلاسا دیا اور سکم نے اپنے باپ حمور سے کہا کہ یہ لڑکی میری جورو کیواسطے لے اور یعقوب نے سنا کہ اسنے دینہ میری بیٹی کو بیحرمت کیا الی آخرہ صہ ۳۴"

حضرت لوط نے اپنی بیٹیونکو کفار کے روبرو پیش کیا جسکا قصہ قرآن مین موجود ہے۔ دور کیون جائیے مدینہ مین صحابہ پر یہ وقت گذرا ہے کہ ۶۲ سنہ ہجری مین ہزارون صحابہ کی کنواری لڑکیونکے ساتھ زبردستی فوج یزید نے زنا کیا جس سے ہزار ولد الزنا پیدا ہوئے یزید نے عائشہ کو اپنی پلنگ پر طلب کیا۔ عبدالملک خلیفہ نے سعید بن مسیب فقیہ اہلسنت کی اس جرم پر تعزیر کی کہ اپنی بیٹی میرے بیٹے ولید سے کیون نہین بیاہتا۔

غرض کہانتک واقعات عالم قبل اسلام و بعد اسلام کے بیان کرون جو بڑا انتہا ہین۔ صدہا خلفا و علما و سلاطین و وزرا اہل سنت کی بی بیان کفار کے قبضہ مین آئی ہین اور اسکے برعکس بھی ہزارہا واقعات ہوئے ہین پس جب ایسے ایسے امور عظیمہ انبیا اور سلاطین و خلفا و اولیاء اللہ کے ساتھ پیش آچکے ہین اور اونکی عزت خداداد مین کوئی فرق نہ آیا نہ اون سلاطین و خلفا نے اون لوگونکو قتل کیا نہ خودکشی کی تو کسیکو جناب امیر کے اس مجبوری پر کہ خلاف مرضی مجبور ہوکر خلیفہ دوم سے عقد کردیا کیونکر تعجب آسکتا ہے حالانکہ اس عقد کو ان واقعات مذکورہ بالا سے کوئی نسبت نہین نہ خود یہ عقد وضعی کچہ نئی شان کا ہے جو قابل اعتراض ہوسکے بشرط تسلیم کیونکہ خواستگار نسلاً کیسا ہی ہو مگر قریش نے اپنی سوسائٹی مین لے لیا ہے اور ہمسری کا درجہ اوسکو دیدیا ہے شادی بیاہ اوس سے مروج ہے حتے کہ خود رسول اللہ نے کسی مصلحت سے ہو اوسکی بیٹی سے عقد کرلیا ہے اور داخل حرم سرا فرمایا۔ گو حقیقتہً منافق ہے مگر بظاہر اسلام مین ایسا مسلمان ہے کہ نادان مسلمانون نے اوسکو دینی دنیوی پیشوا مانا ہے۔ طریقہ خواستگاری بھی وہ ہے جو اشراف عرب مین بلکہ خواص خاندان معزز

مین مروج ہی گو باطناً اوسکا ظلم و تشدد اس درخواست کے قبول کرنے پر مجبور کرے مگر بظاہر آرزومنت سے
پیش آتا ہو اور الحاح و زاری کرتا ہو پس اگر ایسے شخص سے بفرض محال عقد کر دیا جائے تو عزت پر کیا حرف
آتا ہو جو لڑنے جان دینے پر تیار ہو جائین جب انبیاء و سلاطین و صحابہ اون اضیع واقعہ مین ان امورکے مرتکب
نہوئے تو جناب امیر ایسے امر جسمین کسی قاعدہ سے شناعت نہو کیونکر ان امور پر آمادہ ہوتے
بہرحال ہماری محققانہ تقریر اس بنیاد پر نہین ہی کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہو محال ہی یا اسکے ہونے سے ہمارے عقیدہ
یا کسی اصول مین یا فروع مین خرابی پڑتی ہی چنانچہ جن علما نے تسلیم کیا ہی اونکا یہی منشا تھا۔ بلکہ ہماری غرض
صرف تحقیق واقعہ سے متعلق ہی کہ درحقیقت یہ واقعہ ہوا یا نہین عام اس سے کہ مضر شیعہ ہو یا نہو۔ مفید اہل سنت
ہو یا نہو جسکو بحمدہ تعالی مینے بخوبی ثابت کر دیا کہ ہرگز اس واقعہ کی کچھ اصلیت نہین ہی یا علما اہل سنت کو اشتباہ
ہوا ہو کہ چار آدمیونکے مختلف واقعات کو ایک ہمنام کی سر تھوپا ہی یا دیدہ و دانستہ ایسی وضعی روایتین
بنائین جس سے اہل بیت رسالت کی اور خلیفہ ثانی دونون کی توہین ہو کہ شیعے بسبب توہین خلیفہ قبول کرین اور
اہل سنت بسبب توہین اہل بیت طاہرین جسمین اونکو بہت کچھ کامیابی ہوئی۔ اگر وہی دھیمی پالسی علماے اہل سنت کی
اس زمانہ کے علما برتتے جاتے تو شاید آجتک یہ قصہ اسی ڈھونڈھلی حالت مین رہتا۔ مگر اپنی حماقت سے اہل سنت
نے اسپر ایسا زور دینا شروع کیا کہ بس اسی پر دار و مدار حقیقت اہل سنت ہی جسکا اثر یہ ہوا کہ سرآمد محققین اعلام
مولانا الحکیم علی اظہر صاحب قبلہ دام ظلہ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات کی کہ قیامت تک
اوسکا جواب اہل سنت سے محال ہی کہ خلاصہ اوسکا کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ہے چار برس سے تمام عالم کو کنز ہدایت
سے فیضیاب کر رہا ہے فقولوا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً
اس تقریر متین کے بعد ضرورت کسی دوسرے بیان کی نہ تھی مگر بعض بعض گل بوٹے ماموں صاحب کے
باغ مین بخیال اونکی شاندہ باقی ہین لہذا اوسکے متعلق بھی مختصر اعرض کرتا ہون۔

قول موثوق صفحہ اس عبارت ازالۃ الغین سے تصدیق عبارت قاضی صاحب و صاحب کافی کلینی
و شیخ مفید وغیرہ کی ہوتی ہی اور وصیت نامہ کو جو قریب وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جبرئیل
امین ساتھ فرشتگان رب العالمین رسول مقبول کو لائے تھے حیات القلوب ملای مجلسی کی موجود ہے
بسبب طوالت کے نہین لکھتا مختصر بعد عہد و پیمان حضرت امیر و سیدہ و امامین علیہم الصلوۃ والسلام کو
بوصایت لکھے ہین کہ شنیدم یعنی جناب امیر از جبرئیل کہ میگفت یا رسول خدا کہ یا محمد اعلام کن او را کہ ہتک

حرمتِ تو خواہند کرد۔ بعد تھوڑے فاصلہ کے فرماتے ہین۔ پس حضرت امیر المومنین فرمود کہ چون این کلمہ را شنیدم از حضرت جبرئیل امین بیہوش شدم و بر رو افتادم و گفتہ کہ بے قبول کردم و راضی شدم ہر چہ ہتک حرمت من کنند۔ بعد اسکے حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کی زبان سے ملا صاحب لکھتے ہین حضرت فرمود بلے واللہ جمیع آنچہ کردند کہ دران نوشتہ بود۔

دافع الوثوق آپکے انداز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وصیت نامہ رسول کے منکر ہین مدارج النبوۃ جلد دوم مین ملاحظہ ہو یہ آخری جملہ ہے اوس وصیت کا" کہ اے علی جب دیکھو کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تو چاہئے کہ تم آخرت کو اختیار کرو۔ صـ۲۱۱ تشفی

آپ غور فرمائیے خلفا کا دنیا اختیار کرنا اور جناب امیرؑ کا آخرت اختیار کرنا ایسا حاوی فقرہ ہے کہ اوسمین غصب فدک و خلافت و جملہ جور و ستم حتےٰ کہ قتل امام حسین بھی داخل ہو آئیگا آپکے بزرگ حیدر علی نے لفظ ہتک عزت و حرمت سے صرف اس عقد کو داخل وصیت سمجھا ہے۔ یہ سمجھ کی خوبی ہے کہ اسیری اہلبیت اطہار و دیگر مصائب بے شمار تو داخل ہتک حرمت نہون اور صرف یہی عقد داخل ہتک حرمت ہو۔ خدا عقل دے اور کیا کہون۔ جناب من۔ آپکے علما کے فتواؤن سے ایسے غیر ممکن الوقوع عقد کا تذکرہ بھی ہتک حرمت ہے چہ جائے وقوع۔ کیونکہ ایذائے اہلبیت رسول حرام ہے خواہ اس عقد کے ذریعہ سے ہو یا اسکے تذکرہ کے ذریعہ سے باقی فضول گوئی کا جواب بے سود ہے

قول موثوق صہ۸ آپ ایک ہی حدیث غصب پر مضطر ہو گئے بے مبالغہ عرض کرتا ہون صدہا اور ہزارہا روایتین اور حدیثین اس سے زیادہ اشنع و افظع کتب حضرات شیعہ مین موجود ہین ۵

نالے دو چار سناؤن تمھین کسے ایسے ؛؛ نہ سنے ہون کبھی تمنے لب نےسے ایسے

دو ایک روایت بطور نمونہ کے عرض کرتا ہون معاذ اللہ حضرت عباس عم خیر الناس صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ کے حق مین عدم طیب ولادت کی روایت بزبان امام معاشاعن جناب ملا مجلسی حیات القلوب مین فرماتے ہین کہ ابو جعفر طوسی بسند معتبر روایت کردہ از امام صادقؑ کہ نضیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابنا عبد المطلب بود و عبد المطلب با او مقاربت کرد کہ عباس ازان بہم رسید زبیر با عبد المطلب دعوی کرد و بہ پرخاش بر آمد کہ این کنیز از مادر بما میراث رسیدہ ہست تو بے رخصت او با او مقاربت کردی و این فرزند کہ بہم رسید یعنی عباس بندۂ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را بشفاعت نزد وی فرستاد

کہ تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود کہ عباس و فرزندانش در مجلسے
کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند نشنید و در ہیچ امرے با ما شریک نشود و حصہ نبرد پس باین مضمون نامہ نوشتہ
شد و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد آئمہ علیہم السّلام بود باقی روایات گلوبندی و آتش زدگی و در افگنی
و لکد کوبی و محسن کشی کی آپکی کتب معتبرہ مذہبی میں ایسے مشہور اور معروف ہیں کہ خود جناب نے بھی بعض کا
اعتراف کیا ہے۔ کیا غصب کی روایت سے یہ روایتیں آپکے نزدیک درجہ اور رتبہ میں کم ہیں۔ کیا ان غلط اور بے اصل
روایتوں سے ہتک حرمت خاندان رسول کی آپکے نزدیک نہیں ہوتی ہے زیادہ کہانتک عرض کروں کہ
ادب مانع ہے ورنہ بقول مرزا غالب مرحوم ؎ پرہوں میں شکوے سے یوں راگ سے جیسے باجا ۔ اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

دفع الوثوق۔ وہ ایک کہنا تو محض غلط ہے یہ وہی حیدر علی والی ہنڈیا ہے جسے آیات بینات والے نے نوش کیا اب
فضلاء وسکا آپکا حصہ ہے افسوس ہے کہ جب خود ملا مجلسی علیہ الرحمہ اس روایت کی تضعیف و غرابت فرماتے ہیں
تو اوس سے استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بالفرض اس روایت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حضرت عبد المطلب نے
اپنی زوجہ کی لونڈی پر بلا اجازت کل ورثہ تصرف کیا۔ ممکن ہے کہ شریعت سابقہ میں یہ جاری ہو یا بحق تولیت
یا بخیال اذن فحوائی متصرف ہوئے ہوں جس سے صحت ولادت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا اب اپنے یہانکی روایتوں
پر غور فرمائیے جس سے فحش اسکا نمایاں ہے چنانچہ علامہ ابن خلکان جلد اول وفیات الاعیان میں رقمطراز ہیں
و القرّیۃ بکسر القاف و تشدید الراء و تشدید الیاء المثناۃ من تحتہا و بعدہا
ھاء وھی ام جشم بن مالک بن عمرو وکان عمرو المذکور قد تزوجہا فلما مات تزوجہا
ابنہ مالک فاولدہا جشم بن مالک المذکور و القرّیۃ فی اللغۃ الحوصلۃ وبہا
سمیت المرءۃ قال اھل العلم بالانساب لما تزوج مالک بن عمرو المذکور القریۃ
اسمہا جماعۃ کما تقدم فی اول الترجمۃ اولدہا جشم جد ایوب بن القریۃ المذکور
وکلیبا و ھو جد العباس بن عبد المطلب عم رسول اللہ من جہۃ امہ فان
امہ نتیلۃ بضم النون وقیل نتلۃ بفتحہا بنت خباب بن کلیب بن مالک المذکور
فالعباس من اولاد القریۃ بہذا الاعتبار ص ۱۰۰ مطبوعہ مصر یعنی قریہ ماں ہی
جشم بن مالک بن عمرو کی اس عمرو نے قریہ سے عقد کیا جس سے جشم بن مالک پیدا ہوا اور کلیب جو جد مادری ہے
حضرت عباس بن عبد المطلب کا کیونکہ مادر عباس نتیلہ یا نتلہ بیٹی جناب کی ہیں جناب بیٹے کلیب کے ہیں عباس

اولاد قریہ سے ٹھہری اس اعتبار سے۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ روایات شیعہ مین زیادہ تفضیح ہی جسمین حلت کی بہت سی صورتین ہین یا اس روایت مین اہل سنت کی جسکا کوئی علاج نہین۔

ماموں صاحب مایہ تو حضرت عباس ہین جنکی تفضیح بہمسری خلیفہ دوم آپکے یہان یون کیگئی۔ اپنی اون روایات پر غور فرمایئے جسمین قدح نسب جناب سالتمآب مذکور ہی کہ خلیفہ دوم والا نقشہ ہو بہو یہان بھی کھینچا گیا ہی جسکے سننے یا دیکھنے کی کسی مسلمان کو تاب نہین نہ مین اوسکا زیادہ تذکرہ کرونگا مگر اتنا سن لیجئے کہ علامہ محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ اسا‌ءت ادب والدین رسول اللہ کے بارہ مین تصنیف کیا اگر یہ تصنیف نہوتی تو اوسکے تالیفات تصنیفات سے دنیا مملو ہوتی۔ دیکھو کنز مکتوم صـ ۱۶۵ مجملاً جو علما آپکے لکھتے تھے وہ تو لکھتے ہی تھے اب یہ نوبت آگئی کہ مخصوص رسائل بھی اسمادہ مین تصنیف ہونے لگے؟

یہ امر متعلق نسب تھا اور اطلاق کفر آبا کرام سرور انام پر تو آجتک آپکے یہان یقیناً اعتقاد مین داخل ہی جسپر ابن حجر کو بہت غصہ آیا ہی چنانچہ بعد تحقیقات بسیار دربارہ ایمان آبا کرام انبیا عظام فرماتے ہین کہ آزر پدر نہ تھے بلکہ چچا تھے چونکہ اہل عرب چچا کو باپ کہتے تھے اسوجہ سے قرآن مین آزر پر باپ کا اطلاق ہوا بقاعدہ جمع بین الاحادیث اسکا قائل ہونا ضرور ہی اور بعض لوگ مثل بیضاوی وغیرہ کی جو قایل ہوئے کہ حقیقۃً آزر باپ تھے (حضرت ابراہیم کے) نہ چچا بس اونہون نے ظاہر آیہ مراد لیا اور تحقیقات پوری نکی اسمین مسابلہ اور سستی کی انتہی اور شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین و متاخرین اثبات کردہ اند کہ آبا و اجداد آنحضرت پاک و مصفا بود ند از دلس شرک و کفر کنز مکتوم صـ ۱۶۵

بہر کیف جب آپکے علمانے ایسے امور مین بھی تحقیقاتیں کی جو داخل اصول دین ہی تو علمائے شیعہ کی تحقیقات انیقہ پر کہ اونہون نے اس روایت کی قلعی کھولدی ضعیف و غیر معتبر بنایا کس منہ سے منہ آتے ہین حالانکہ حضرت عباس نہ رسول ہین نہ امام ہین نہ خلیفہ بقیہ تقریر کا جواب فضول ہی کیونکہ روایات گلوبندی و آتش زدگی و در افگنی و لکد کوبی و محسن کشی وغیرہ وغیرہ روایات اہل سنت سے اسطرح ثابت ہین کہ کسیکے چھپائے نہین چھپتا نہ اون روایتونکا احصا اس مختصر مین ہوسکتا ہے تشئید المطاعن چھپ چکی ہی ملاحظہ فرمایئے

قول موثوق صـ ۵۲ باقی جواب مواعظ حسنیہ کا جو جناب کے نزدیک بہت شگرف اور متین ہی میرا اعتراض کہ جو سابق عرض کر چکا ہون ایسا نہین کہ جناب اوسکو دفع کرین ہر ملحد اور زندیق اس قسم کا جواب بہ نسبت

اپنے اکابر کے دیسکتا ہی اپنے گھر مین ایک شخص کا نام سلطان ہفت اقلیم اور نواب ہفت کشور رکھ سکتا ہی اس کہنے
سے کیا ہوتا ہی جبتک مقبول خلائق نہو وہ قابل اعتبار نہین ہوسکتا جب بقول مجتہد صاحب جناب امیرؑ
کے سب اقوال و افعال نص الٰہی تھے اور ہر دم آپکو ہر بات کا اختیار تھا تو کیون نہین وقت احراق بیت
فاطمی یا گلوبندی یا محسن کشی کے ایک معجزہ مثل جنیہ نجران کے ظاہر کیا کہ یہ سب صدمات اُسیر ہوتے
یا یہ سبب تھا کہ حضرت سیدہ بیٹی رسول کی تھین اور حضرت ام کلثوم بیٹی اپنی بقول کسی شاعر کے ع
رشتہ دیگر رگ جگر دگر ہست۔ لایق اس مقام کے ایک مقولہ مولوی حیدر علیصاحب کا یاد آیا عرض کرتا ہون
اگر این قطب امامیہ در سانحہ سقط شدن محسن و زدن تازیانہ بر جناب سیدہ معاذ اللہ نیز این قسم حکایات
را از زبان خویش یا قدمائے خود بر می آورد و میگفت کہ ہرگز جناب سیدہ لکد کوب نشدہ بودند و این صدمہ ہا
بران جنیہ رسیدہ و این ہمہ اعجاز مرتضوی بود کہ یکے از جنیہ بصورت فاطمی متمثل گردید و ہرگز نذرے کہ رسید باور سید
و روز سوختن خانہ ہم طلسمے از خم غدیر بر آوردہ بودند کہ در نگاہ ناظرین حرق بیت نمودار می شد و در نفس الامر
آسیبے نرسید طوق ولایت و اعتقاد قطبیت راوندی را بگردن خود می انداختم و بہ یقین میدانستم کہ این شخص
از زمرۂ حضرات رفضہ بولاء اہل بیت مصطفوی مستثنیٰ است کہ این غوائل و الواث را بسوئے اہل بیت و سلالۂ
ایشان یعنی جناب امیر کہ بر اصول شیعہ نہ عصمت آن جناب باقی میماند و نہ عدالت بلکہ حرفے در دین و ایمان
میرود باز نمیگرداند و این حضرات را ازین امور ناشایستہ پاک و پاکیزہ اعتقاد می نماید پس نقصانے
کہ در ولایت و قطبیت این قطب الاقطاب ہست ہمین ہست کہ دُم ندارد چنانچہ گفتہ اند کہ چون زن رام معبود
ہنود آنرا یکی از عشاق ربود و قوم او بدیدنش آمدند و فریفتہ جمال او شدند صاحبدلی گفت کہ در حسن و
جمالش سخنی نیست مگر افسوس کہ دُم ندارد اگر بالفرض بقول مجتہد صاحب آپکی مانا بھی جاے کہ۔ ہر فعلیکہ از معصوم
صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہٗ باید دانست۔ تو سنیون بیچارون نے کیا قصور کیا ہی جو اپنے خلفاء راشدین
کے فعل کو منصوص من اللہ اور ناشی از حق سبحانہٗ تعالیٰ نہ سمجھین کہ جنکی شان مین خطاب مستطاب یون وارد ہے
اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پس بقول حضرات شیعہ رسن بندی و محسن کشی و دراٖفگنی و غصب
خلافت وغیرہ یہ سب ناشی از حق سبحانہٗ تعالیٰ باید دانست باقی رہا مفہوم معصوم وہ آپکی کتابون سے
مفقود ہی کما لا یخفے علی من تتبع اسفار طائفتکم کیون جناب آپکے علماء جسقدر رذیل و نا شایستہ
باتین اپنی کتابون مین لکھتے ہین اور منسوب طرف آئمہ معصومین کے کرتے ہین وہ سب باتین منصوص الٰہی

ہوجاتی ہین بالفرض ہمنے مانا کہ وہ باتین منصوص الٰہی ہی تہین وہ سب آپکے واسطے منصوص ہونگی یا دوسرے
لوگون کیواسطے علاوہ اسکے خلاف شرط وصیت نامہ کے ہوتا ہو اُسمین تو یہ شرط مندرج ہو کہ ہتک حرمت تیری
کرین کرنے دینا اور دم نہ مارنا بلکہ رسول مقبول نے اس بارہ مین وعدہ واثق جناب امیر سے لیا یہانتک
کہ فرشتونکو گواہ گردانا اب فرمائیے کہ جنیہ کے بھیجنے مین تو ہتک حرمت موعودہ موثوقہ نہ ہوئی پس یہ فعل خلاف
حکم خدا اور رسول واقع ہوا ؎ آزاد از سواد سخن سرسری مرو + صد بار اگر نظر زدۂ بار کن نگاہ۔

دفع الوثوق۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینست۔ واقعی آپکی سمجھ سے یہ بات باہر ہی جو ایسے امور مین تفرقہ
کرسکین۔ کیونکہ آپ نہ قول خدا کیلئے کوئی مصلحت قرار دیتے ہین۔ نہ کسی حکمت کو مانتے ہین۔ نہ رسول و آئمہ کے مصالح
کا آپکو اعتقاد ہی۔ پھر کیونکر اسکو سمجھیے۔ اہل بیت اطہار کے سوا دنیا بھر کے فاسق سے فاسق کی کرامت
آپکے سامنے بیان ہو سب پر آمنا و صدقنا فرمائیگا۔ ادھر اہل بیت کا نام آیا کہ کان کھڑے ہوئے۔
ہان یہ کیونکر ممکن ہو وہ کیونکر ہو سکتا ہی۔ جو روایت مولوی کرامت علی صاحب مرحوم نے نقل کی ہو اوسمین صرف
اسیقدر ہو کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا جو اسکا قائل ہو وہ گمراہ ہو کیا جناب امیر اسپر قادر نہتھے
کہ حائل ہوجاتے درمیان خلیفہ اور دختر اپنی کے پس بچا لیتے ام کلثوم کو اسی جملہ پر آپکا یہ زور شور ہی
اصل عبارت کتاب الخرائج والجرائح کی یہ ہو عن ابی بصیر عن جذعان بن نصر قال
حدثنا ابو عبد اللہ محمد بن ابی مسعدۃ قال حدثنا محمد بن اسمعیل عن
ابی عبد اللہ المزنی عن عمر بن اذینۃ قال قیل لابی عبد اللہ ان الناس
یحتجون علینا و یقولون ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم وکان
متکئا فجلس وقال یقولون ذالک ان قوما یزعمون ذلک لا یھتدون الی
سواء السبیل سبحان اللہ ماکان امیر المومنین یقدر ان یحول بینہ و بینھا
فتنقذھا کذبوا و لم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فابی
علی فقال للعباس واللہ لان لم یزوجنی لانتزعن منک السقایۃ و زمزم
فاتی العباس علیا فکلمہ فابی علیہ فالح العباس فلما رای امیر المومنین مشقۃ
کلام الرجل علی العباس وانہ سیفعل بالسقایۃ ما قال ارسل امیر المومنین
الی جنیۃ من اھل نجران یھودیۃ یقال لھا سحیفہ بنت حریۃ فامرھا

فتمثلت بمثال ام کلثوم وبعث بها الی الرجل فلم یزل عنده حتی انه استراب بها یوماً فقال ما فی الارض اهل بیت اسحر من بنی هاشم ثم اراد ان یظهر ذلک للناس فقتل وحوت المیراث وانصرفت الی نجران واظهر امیر المومنین علیہ السّلام ام کلثوم۔ ترجمہ ایک شخص نے عرض کی خدمت امام جعفر صادق علیہ السّلام مین کہ اکثر لوگ ہمپر اعتراض کرتے ہین کہ جناب امیرؑ نے فلان شخص سے اپنی بیٹی ام کلثوم کا عقد کر دیا اوسوقت حضرت امام تکیہ لگائے بیٹے تھے یہ سنکر اوٹھ بیٹھے اور فرمایا جو ایسا گمان کرتا ہے وہ گمراہ ہے راہ حق کی ہدایت نہین پاتا۔ سبحان اللہ کیا حضرت امیر قادر نہ تھے اسپر کہ مانع ہوتے اس عقد سے اور بچا لیتے اپنی دختر کو۔ دروغگو ہین وہ لوگ جو اسکے مدعی ہین اور ہرگز وہ امر واقع نہوا جو کہتے ہین کہ فلان نے خواستگاری کی حضرت ام کلثوم بنت علی کی تو انکار کیا جناب امیر نے۔ اوسنے کہا عباس سے کہ اگر علی نے عقد نکیا اپنی دختر کا تو منصب سقایہ حاج و زمزم کو تمسے منتزع کرینگے۔ حضرت عباس نے جناب امیر سے اس مادہ مین گفتگو کی جناب امیر نے انکار کیا۔ عباس نے الحاح کیا جب جناب امیر نے دیکھا کہ کلام اوسکا بہت شاق ہے عباس پر اور وہ ضرور یہ منصب منتزع کر لیگا تو ایک جنیہ یہودیہ کو اہل نجران سے بلوایا جسکا نام سحیفہ بنت حریریہ تھا وہ بشکل حضرت ام کلثوم متشکل ہوئی اور بھیجدی گئی اور چھپا دیگئین ام کلثومؑ نظرون سے۔ وہ جنیہ ایک مدت تک اوس شخص کے پاس رہی یہانتک کہ ایکروز اوسکو شک گذرا اور کہا کہ دنیا مین بنی ہاشم سے بڑھکر کوئی ساحر نہین ہے وہ چاہتا تھا کہ اس راز کو ظاہر کرے کہ قتل ہوا۔ وہ عورت میراث اپنی لیکر نجران چلی گئی بعد اوسکے ظاہر کیا علی علیہ السّلام نے ام کلثوم کو انتہےٰ۔ یہی اصل روایت ہے جسکو مین نے کتاب خرائج الجرائح سے نقل کیا اب اسکی حالت ملاحظہ فرمایئے جسکو مین تین بحثون مین عرض کرتا ہون کیونکہ اہل سنت کا اعتراض تو اسیر مدتون سے چلا آتا ہے مگر علمای اعلام شیعہ نے ادھر زیادہ توجہ نہ کی الا جناب لسان المتکلمین مولانا السید علی اظہر صاحب قبلہ دامت برکاتہٗ نے جلد ہفتم ذوالفقار حیدری مین اسکی وہ تحقیقات واقعی فرمائی ہے کہ جسکے بعد پھر کسی مخالف وموالف کو جای دم زدن نرہی اوسی کتاب سے خلاصہ کرکے مین یہان عرض کرتا ہون۔

بحث اول جواب تحقیقی یہ ہے کہ اولاً یہ کتاب معجزات آئمہ کے بارے مین ہے جسمین صحت کا التزام نہین ضعاف بھی داخل ہین مصنف اسکی شیخ اجل قطب الدین راوندی ابوالحسین سعید بن ہبۃ اللہ بن المتوفی ۵۷۳ھ

درمیان انکے اور راوی اول ابو بصیر کے سلسلہ ساقط ہی جس سے نہین معلوم ہو سکتا کہ واسطہ اس روایت کے کیسے راوی ہین۔ نہ جناب شیخ ذاوس کتاب کا حوالہ دیا ہی جس سے یہ روایت نقل کی کہ اوسکی حالت کتب رجال مین دیکھی جائے کیونکہ فریقین کی روایت کی جانچ کا دار و مدار رجال پر ہی کہ راویون کی اعتماد سے اوس روایت کی صحت معلوم ہوتی ہو ثانیاً راوی اول۔ ابو بصیر نام مشترک ہے پانچ یا چار یا تین آدمیون مین جنمین مذموم بھی ہین ممدوح بھی ہین اسیوجہ سے علمانے حکم عام دیا ہی کہ جس روایت کی سلسلہ مین ابو بصیر ہون وہ روایت ضعیف ہے قابل اعتماد نہین عبد اللہ مکنی بہ ابو بصیر ممدوح نہین لیث بختری مکنی بہ ابو بصیر کی بارہ مین اختلاف ہی چند روایتین مذمت مین وارد ہین۔ شمار انکا اصحاب امام جعفر صادق مین ہی یحیی بن ابو القاسم خداء ازدی واقفی بھی اسی کنیۃ ابو بصیر سے مکنی تھی اسدی کی وفات ۱۵۳ھ مین ہی مقدوح و ممدوح انمین غیر ممیز ہین توضیح المقال صـ۳۳ منتہی المقال صـ۲ ثالثاً باقی رہی جذعان بن نصر محمد بن مسعدہ محمد بن حمویہ بن اسمعیل ابی عبد اللہ الزینبی کا پتہ کتب رجال مین باوصف تفحص و تلاش نہین ملتا جو واسطہ ہین درمیان ابو بصیر و عمر بن اذینہ کے جسکے لئے منتہی المقال امل الامل توضیح المقال کی زیارت کرنی پڑی۔ ہان عمر بن اذینہ راوی ثقہ مین صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام او نکے روات یہ لوگ ہین۔ ابن ابی عمیر صفوان حسن حزیر احمد بن مشیم احمد بن محمد بن عیسے عثمان بن عیسے اسمعیل بن دراج حماد بن عیسے جس سے معلوم ہوا کہ ابی عبد اللہ زینبی اس سلسلہ رواۃ مین نہین ہین رابعاً جبکہ ابو بصیر و عمر بن اذینہ جو دونو صحابی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام تھے متحد یا متقارب الزمان تھے تو اتنے وسائط سے روایت کرنا محض خلاف عقل ہی واسطے بھی کیسے جو سب مجہول الحال مین کہ ایک کا نام بھی کتب رجال مین نہ ملے۔ پس ایسی روایت بے سر و پا سے کہ جسکا نہ ابتدائی سلسلہ درست ہی کیونکہ مصنف خرایج و ابو بصیر مین کوئی واسطہ نہین ہی نہ انتہائی۔ کیونکر کوئی عاقل متدین منصف استدلال کر سکتا ہی اور محققانہ رای والونکو کیا نفع پہونچ سکتا ہی خصوصاً جبکہ تمامی علمائے امامیہ کا عام حکم ہو کہ تحقیق واقعہ مین نہایت درجہ غور و فکر لازم ہی اور بغیر تحقیق واقعی حکم نہ لگانا چاہئے تو یہ روایت کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے۔

دوسری بحث معنی و مطلب روایت مین ہی جسمین خود اہل سنت کو مغلطہ ہوا یا عمداً دھوکھا دینا چاہتے ہین کیونکہ روایت مذکورہ باوصف اختلال سند و عدم صحت کسیطرح مفید اہل سنت نہین ہی نہ اصل واقعہ پر

کوئی اثر پڑسکتا ہی۔ اسلئے کہ اگر اسمین کلام معصومؑ ہی تو صرف اسیقدر کہ "جو قائل ہی بوقوع عقد وہ گمراہ ہی
ہدایت سواء السبیل سے محروم ہی" جسپر شیعہ وسنی دونونکو ایمان لانا لازم ہی۔ بعد اسکے جو مضمون متعلق واقعہ ہی
اوسمین دو احتمال ہی۔ ایک یہ کہ جملہ ان فلانا سے جملہ مستانفہ شروع ہی۔ تب تو یہ مطلب ہوگا کہ اصل
واقعہ یہ ہی اور دوسرا احتمال جو قوی ہی وہ یہ ہی کہ یہ جملہ تحت نفی لم یکن ما قالوا مین داخل ہو کہ جو اسکو
قائل ہین کہ اسطرح عقد ہوا وہ بے اصل ہی۔ تو اب یہ مقولہ اہلِ سنّت ٹھہرا جسکی تکذیب امامؑ فرماتے ہین کہ نہین
ہوا وہ جو کہا ہی اون لوگون نے کہ عمر نے خواستگاری کی الخ کیونکہ اگر یہ بیان امام ہوتا کہ اسطرح ہوا تو لا اقل
اسقدر فرماتے والاصل فی ذلک ان الخ یا اور کوئی لفظ جو اس مطلب کو واضح کرتا۔ چنانچہ موید اس
احتمال کا یہ امر بھی ہی کہ اس قسم کی حکایات و روایات اہلِ سنّت ہی کے یہان زیادہ مانی گئی ہین چنانچہ مسند
امام احمد بن حنبل مین ہی عن عبد اللہ بن جعفر انہ زوج ابنتہ من الحجاج بن یوسف
فقال لہا اذا دخل بک فقولی لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم سبحان اللہ رب العرش
العظیم الحمد للہ رب العالمین وزعم ان رسول اللہ کان اذا حزنہ امر قال ھذا
قال حماد فظننت انہ قال فلم یصل الیہا ص۲۰۶ جلد اول ترجمہ عبد اللہ بن جعفر سے
روایت ہی کہ اونھون نے عقد کر دیا اپنی بیٹی کا حجاج بن یوسف سے تو کہا اپنی بیٹی سے کہ جب داخل ہو حجاج تو یہ
دعا پڑھنا لا الہ الا اللہ الخ کیونکہ جب رسول اللہ کو کسی امر کا غم ہوتا تھا تو اسکو پڑھتے تھے حماد
راوی بیان کرتا ہی کہ مجھے خیال ہی کہ عبد اللہ نے یہ بھی بیان کیا پس نہ پہونچ سکا حجاج اوس لڑکی تک۔
جس سے معلوم ہوا کہ حسب روایت اہلِ سنّت حجاج نے بھی مجبور کرکے عبد اللہ بن جعفر کی بیٹی سے عقد
کیا مگر عبد اللہ نے اوس سے عزت بچانے کیلئے یہ دعا تعلیم کی اور وہ محفوظ رہین۔

یہ دونون روایتین ایک ہی سانچے کی ڈھلی معلوم ہوتی ہین فرق اسیقدر ہی کہ عبد اللہ بن جعفر نے بذریعہ
دعا و تعویذ جان بچائی۔ اور جناب امیرؑ نے جنیہ کو ہمشکل بناکر کیونکہ حضرت خلیفہ رسول ہین اور یقینی حاکم
جن و انس۔ تو اب واضح طور پر معلوم ہوا کہ دوسرا احتمال قوی ہی کہ جناب امامؑ نے اس مقولہ اہل سنت کی تکذیب
فرمائی کہ ایسا نہین ہی جو وہ کہتے ہین۔

اور چونکہ کوئی دوسرا واقعہ مماثل اسکا شیعونکے یہان نہین پایا جاتا۔ نہ اور کسی کتاب حدیث مین یہ روایت
منقول ہوئی ہی۔ بخلاف اسکے اہلِ سنّت کے یہان بہتسے واقعات اسطرحکے اجاد ناس کیلئے منقول ہوے

ہین۔ تو اور بھی اس احتمال کو قوت ہوئی کہ حضرت اونکے اس مقولہ کی نفی فرماتی ہین کہ ایسا نہین ہے جو کہتے ہین کہ یون ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہل سنّت جن جن خلفا و حکام کی خونخواری وسفاکی وتسلّط کو امور سلطنت مین زیادہ پاتے ہین اونکے لئے یہ بھی لازم سمجھتے ہین کہ خاندان رسالت کو بعد قتل و غارت ایسا ذلیل کرین کہ مجبور کر کے اونکی بیٹیون سے عقد بھی کرلین۔ اسیوجہ سے عمر عبد الملک۔ حجاج۔ مصعب بن زبیر کو ایک ہی ذیل مین شمار کیا کہ دو کو داماد علیؑ قرار دیا اور حجاج کو عبد اللہ بن جعفر کا جو برادر زادہ امیر المومنین اور ابن عم رسول تھے حالانکہ صرف احمد بن حنبل ہی اس روایت مین متفرد ہین اور کوئی شریک نہین۔ بلکہ بتصریح عمدۃ الطالب فی نسب آل ابیطالب عبد اللہ بن جعفر کے صرف بیس بیٹے تھے از قبیل ذکور بیٹی کوئی تھی ہی نہین اور تاریخ کامل و اصابہ وغیرہ مین بھی کہین ان امور کا وجود نہین اسپر حیرت افزا یہ امر ہے کہ اگر خاندان رسالت مین کوئی کفو نہ تھا اور اہل سنت کو اکابر سے ایسا ارتباط تھا تو کیا بجز ان خلفا و حکام کے اولاد صحابہ مین یا علما و زہاد مین بھی کوئی ایسا نہ تھا جس سے یہ نسبت ہوتی یا ان خلفا و حکام کی بہن بیٹیان آنحضرت کے عقد مین آتین۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ محض خیالی خوشامد یا بخیال تشدد و ظلم ان لوگونکی یہ روایتین بنائی گئین۔ آپنے کنز مکتوم مین دیکھا ہوگا کہ ابن خلدون نے واقعہ عباسہ خواہر ہارون رشید و جعفر برمکی مین کیسا شور و غل مچایا ہے کہ ایک عجمی کا (گو وزیر اعظم ہی کیون نہو) خلیفہ وقت کی بہن سے کیونکر عقد ہوسکتا ہے۔ یہ کیون؟ صرف اسوجہ سے کہ ہارون رشید بادشاہ تھا عباسہ شاہزادی تھی خلیفہ کی بہن تھی پھر اوسکی حمایت کیونکر نہ کرین گو سراسر خلاف واقع خلاف اجماع مورخین ہو مگر اہل بیت رسول کے بارے مین یہ افترا پردازیان ہوتی ہین! افسوس!۔

ہان خوب یاد آیا یہی مسند امام احمد ہے جسمین وضعی روایت عقد حجاج کی مذکور ہے مگر کہین اس عقد حضرت ام کلثومؑ کا نام بھی اوسمین نہین۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو امام صاحب اسکی روایت سے کب چوکتے کیونکہ حدیث رسول بھی اسمین موجود ہے اور فضیلت خلیفہ و حقیت مذہب اہل سنت بھی کما یزعمون جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ واقعہ عقد حجاج کے برابر ہے اسکا وزن نہین نہ کوئی اصلیت ہے۔

گو اہل سنت نے اس قسم کی موضوعات ایذا دہی خدا و رسول و توہین اہل بیت طاہرین کیلئے بنائے ہین مگر جو حضرات مصداق لیذھب اللہ عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ہون اونکی ایسے افتراؤن سے

کیونکر تحقیر ہوسکتی ہو کیا خدا نی واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون انکے حق مین نہین فرمایا ہو؟
برعکس مقصود اہلِ سنّت ان واقعات سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ حضرت عمر و عبد الملک و حجاج و مصعب
ایک ہی درجہ کے لوگ ہین جسمین کسی شیعہ کو بھی عذر نہوگا۔ بلکہ ایک گونہ یہ لوگ خلیفہ سے افضل ٹھہرے کیونکہ ان لوگونکے
عقد مین وہ اصرار و انکار نہین منقول ہو جو عقد حضرت عمر مین خود اہلِ سنّت نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہوا
کہ انکی رذالت و خباثت بقیہ حضرات سے بڑھی تھی۔ یا یون سمجھئے کہ جب عقد عمر بمجبوری یا کسیطرح گوارا
کرلیا گیا تو پھر دیگر حضرات مین کیا عذر ہو؟

اس افراط سے جو اہلِ سنّت نے افترا پردازی شروع کی تو ہوسکا یہ بھی لازمی نتیجہ ہو کہ اس عقد سے جو اثبات ایمان
و فضیلت و موافقت خلیفہ دوم یا اہل بیت اظہار کیا جاتا تھا۔ وہ غلط ٹھہری کیونکہ جب وہی شرف عبد الملک
و حجاج کو بھی ملا ہو (جنکو کوئی سنّی ہمسر خلیفہ دوم نہین مانتا) تو صرف خلیفہ دوم کا ایمان و فضیلت
اس ذریعہ سے کیونکر ثابت ہوسکتا ہو فان العلۃ مشترکۃ بینہم اب دو ہی صورت ہی یا وقوع عقد کو
مستلزم ثبوت ایمان نہ جانین یا سبھونکو ایک درجہ کا مومن عادل قبول فرمائین عزیزہر طرف کہ شود کشتہ شود مست ہلا
یہ سب تقریر بھی بر بنیاد فرض و تسلیم ہو ورنہ مین سابقاً بیان کرچکا ہون کہ واقعہ عبد الملک بتصریح علامہ ابن
اثیر غلط ہو اور واقعہ عقد حجاج بتصریح عمدۃ الطالب باطل اور واقعہ عقد مصعب بتصریح صاحب مشارق
الانوار لغو اور واقعہ عقد عمر بتصریح ذہبی و جوزجانی و سبط ابن جوزی موضوع ہو کما مر مرارا۔

بہر حال چونکہ اس قسم کے لغویات اہلِ سنّت ہی کے یہان پائے جاتے ہین کہ بذریعہ دعا تعویذ بیٹی کی جان ایسی
خونخوارون سے بچائی جاتی ہو تو کیا عجب ہو واقعہ موضوعہ عقد عمر مین بھی ان لوگون نے کوئی بھوتنی یا چڑیل
ٹھہرائی ہو جس سے توہین اہل بیت بھی نکلے اور عقد عمر بھی ثابت ہو جسکی تکذیب مین امام علیہ السّلام فرماتے
ہین نہین ہو وہ جو کہا ان لوگون نے کہ خطبہ کیا فلان نے تا آخر۔

تیسری بحث بعد قطع نظر کے ان امور سے یہ ہو کہ اگر روایت کو ہم تسلیم کرلین۔ تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس صورت
مین کیا قباحت لازم آتی ہو کتنے محالات پیدا ہوتے ہین جسکے لئے یہ تین امر تنقیح طلب ہین
(۱) آیا تمثل جنات بصورت انسان ممکن ہو کہ نہین؟ (۲) جنات محکوم ہوسکتے ہین؟ (۳) ایسے واقعات
اور کسیکی نسبت بھی قبول کئے گئے ہین۔

پہلا ایشو یون طو ہے کہ تمامی حکماء اسلام نے جنات کی یہی تعریف لکھی ہو۔ کہ وہ اجسام ناریہ ہوائیہ ہین

جو چھوٹے بڑے ہو سکتے ہین اور ایک صورت سے دوسری صورت مین آسکتے ہین۔ ہماری گفتگو یہان اون مسلمانون سے ہی جو مطابق قرآن وحدیث وجود جنات کے قائل ہین۔ نہ اون نیچریون سے جو وجود جنات کو محال سمجھتے ہین۔ حالانکہ پیرو مرشد اونکے سر سید احمد خان بہادر صاف صاف فرماتے ہین۔ ہم اپنی تفسیر مین بیان کر چکے ہین اور پھر بیان کرتے ہین کہ ہمارے پاس اس بات سے انکار کرنیکی کوئی دلیل نہین ہے کہ سواے موجودات مرئی ومحسوس کے کوئی ایسی مخلوق موجود نہو جو مرئی نہو رسالہ تفسیر الجن صفحہ ۳۶ باقی رہا دوسرا الیشو وہ بھی روایات کثیرہ اہل سنت سے منقح ہے کہ علاوہ دیگر انبیا کے خود حضرت رسول سے جنات نے ملاقات کی ہے اور احکام مانے ہین ایمان لائے ہین جسپر قران گواہ ہے یہانتک کہ امام ابن حزم محلی مین فرماتے ہین من ادع الاجماع فقد کذب علی الامه فان الله تع قد اعلمنا ان نفرا من الجن امنوا وسمعوا القران من النبی ص فهم صحابة فضلاء فمن این للمدعی اجماع اولئک اصابه صـ کہ جو شخص اجماع کا دعوی کرے اوسنے افترا کیا تمامی امت پر کیونکہ خدا نے ہملوگونکو بتایا ہے کہ کچھ لوگون نے جنات سے ایمان قبول کیا اور سنا قرآن کو نبی ص سے پس وہ جنات بزرگان صحابہ سے ہین تو اب کوئی مدعی اسکا کیونکر دعوی کر سکتا ہے کہ ان سب نے اجماع کیا۔ پس جب جنات کا وجود ایسا یقینی ہے کہ بسبب اونکی شرکت نکرنیکے کسی چیز مین اجماع کا دعوی کرنا باطل ہے تو پھر کس سنی کو اونکے وجود سے انکار ہو سکتا ہے گو ابن حجر کے اس راے سے گونہ اختلاف ہے مگر وجود جنات تو یقینی ہے چنانچہ امام شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر مین فرماتے ہین المبحث الثالث والعشرون فی اثبات وجود الجن ووجوب الایمان بهم وذلک لاجماع اهل السنة سلفا وخلفا علی اثباتهم مع نطق القران وجميع الكتب المنزلة بهم وهم من الخلق الناطق یاكلون ويتناكحون ويتناسلون صـ ۱۲۳ یعنی بحث تیسوین وثبات جن مین ہے اور ایمان لانا انکے ساتھ واجب ہے کیونکہ اہلسنت نے از سلف تا خلف اجماع کیا ہے اور قران اور جمیع کتب منزلہ اسپر گواہ ہے اور وہ خلق ناطق ہین کہ کھاتے ہین اور نکاح کرتے ہین اور توالد وتناسل ہوتا ہے۔ یہان پر شعرانی نے تینتس سوال وجواب لکھے ہین جنمین توالد وتناسل وغیرہ کا طریقہ بھی لکھا ہے منجملہ اسکے یہ بھی لکھتے ہین کہ شیخ ابو طاہر فرماتے ہین ضرور ہے کہ ہر قسم جنات سے وقت تمامی خلقت جب چاہے ایک صورت اوسکی زائل ہو جاوے اور دوسری شکل مین متشکل ہو جو اول صورت کے مشابہ نہو بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ جنات کا متشکل ہونا باشکال مختلفہ ویسا ہی جیسا کہ ہملوگ لباس ہاے مختلفہ

پہنتے ہین خود شعرانی کی پاس ایک جن کُتّے کی شکل مین ستر بہتر سوال دربارہ توحید لیکر آیا تھا جسکو فراش نے جانا کہ واقعی کتا ہے اوسپر مسجد کو دھلوایا اور شعرانی نے اون سوالونکا جو جواب لکھا اوسکا نام کشف الحجاب والران عن وجہ اسئلۃ الجان رکھا۔ اور لواقح الانوار القدسیہ مین تو بہت سے واقعات اپنے جنات کی ملاقات اور گفتگو وغیرہ کی لکھے ہین۔ تو پھر نہ معلوم کوئی سنّی کیونکر وجود جن کا منکر ہو سکتا ہے۔

ہان وہ جنات صحابہ جنکی عدم شرکت سے دعوے اجماع کسی مسئلہ پر باطل ہے اونکی اسامی گرامی بہی علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین لکھے ہین اور اونکو صحابی قرار دیا ہے ابیض جنّی صـ۱۲۷ احقب جنی صـ۳۵ اور سن جنّی صـ۱۴۴ ارقم جنّی صـ۵ اسی ذیل مین یہ اسما لکھے ہین سلیط و شاصر وخاضر وحسا ومسا (لسا) ولحم وارقم۔ اورس وخاضر صـ۱۵ اصابہ

پس جب وہ ایمان لاتے ہین احکام خدا و رسول مانتے ہین امام شعرانی سے مسائل دریافت کرتے ہین تو واقعی اولیاء اللہ کی احکام کے بجا آوری مین کیا عذر ہے چنانچہ صدہا واقعات اونکے قتل و قید کی جو جناب امیر علیہ السّلام کیطرف منسوب ہین کتب اہل سنّت مین بھری پڑی ہین دیکھو شواہد النبوہ ملا جامی۔

باقی رہا تیسرا مرحلہ جس سے پہلے دونون مرحلے بھی طے ہوتے ہین اسکے ثبوت یہان تو واقعی صدہا ہین اکثر کتاب مستطاب ذوالفقار حیدر جلد ہفتم سے نقل کرتا ہون جس سے امید ہے کہ اہل سنت کی تسکین ہو جائے اور واقعات جلد ہفتم پر منحصر ہین۔

پہلا واقعہ محی الدین عربی امام اہل تصوف کا ہے جنکے سجادہ نشینی کا فخر ہمارے مخاطب کو حاصل ہے۔ اسیوجہ سے اسکو مقدم کیا محی الدین عربی کا نام محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی ہے صاحب کتاب فصوص الحکم وغیرہ المتوفی فی ۶۳۸ھ امام تقی الدین ناقل ہین کہ محی الدین کے سامنے بمقام دمشق نکاح جنیہ کا تذکرہ ہوا۔ تو محی الدین نے کہا محال ہے۔ کیونکہ انسان جسم کثیف ہے اور جنات روح لطیف۔ تو اب جسم کثیف کا تعلق روح لطیف سے کیونکر ہو سکتا ہے کچھ دنون بعد دیکھا کہ محی الدین کے سر پر زخم کا نشان ہے سبب پوچھا تو کہا کہ مین نے ایک جنیہ سے عقد کیا تھا اوس سے تین اولادین ہوئین ایک روز ہمسے اور اوس سے کچھ قصہ ہوا جسپر اوسنے ایک ہڈی ماری جس سے یہ زخم ہوا اسکے بعد وہ چلی گئی اوسکے بعد پھر نہین دیکھا امام ذہبی کہتے ہین ابن رافع نے خط ابی الفتح سے نقل کیا ہوا یہ قصہ ہمکو دکھایا۔ میرے نزدیک محی الدین عمداً مرتکب کذب نہین ہوا شاید کسیوقت اوسکو ایسا خیال ہوا ہو میزان الاعتدال صـ۲۲۳ افسوس کہ اون اولادونکا حال نہین معلوم ہوا جو بعہد خلفائے ثلثہ تھے کہ وہ کیا ہوئے۔

ہین"

دوسرا واقعہ عالم حنفی کا ہی جنکی تقلید مخاطب کچہ ہی اور راقم اس رسالہ کی تصنیف سے طبقہ علما مین داخل ہوا چاہتا ہے قاضی جلال الدین احمد بن قاضی حسام الدین رازی حنفی المتوفی ۷۴۵ھ سنہ ناقل ہین کہ ایک سفر مین جا اپنے والد کے ساتھ گیا تھا بارش کیوجہ سے مغارہ مین سونا پڑا - ایسا معلوم ہوا کہ کوئی جگا رہا ہی - بیدار ہو کر دیکھا کہ ایک عورت میانہ قد جسکے ایک آنکھ ہی طول مین کھڑی ہی - اوس عورت نے کہا خوف نہ کھا تم میری لڑکی سے عقد کرو گی جو حسن مین مثل ماہ شب چاردہ ہی - مینے مارے خوف کے منظور کیا علی خیرۃ اللہ اس اثنا مین بہت سے مرد آئے جنکی صورت اوسی عورت کی سی تھی کہ سب کی آنکھ طول مین تھی - کوئی قاضی بنا کوئی گواہ بنا نکاح پڑھا کر چلے گئے بعد اوسکے وہی عورت ایک حسین لڑکی کو لائی جسکی آنکھ بھی ویسی ہی طولا تھی چھوڑ کر میرے پاس چلی گئے جس سے میرے خوف اور وحشت نے اور بھی ترقی کی ہم ڈھیلے مار مار اپنے ساتھیونکو اوٹھاتے ہین مگر کوئی نہ اوٹھا - یہانتک کہ کوچ کا وقت آیا سب نے کوچ کیا وہ لڑکی میرے ساتھ رہی مفارقت نہین کرتی تین روز یو ہین گذر گئے چوتھے روز پھر وہی پہلی عورت آئی اور کہا معلوم ہوتا ہی تجھے یہ پسند نہین مفارقت چاہتا ہی - مینے کہا ہان اوسنے کہا اچھا طلاق دیدے مینے طلاق دیدیا وہ چلی گئی جسکی بعد پھر نہ دیکھا - اس قصے کو قاضی بدرالدین حنفی نے اکام المرجان مین لکھا ہی اور ابن حجر نے اشارہ کیا ہی اور قاضی شہاب الدین نے خود جلال الدین سے سنا یہ بھی پوچھا کہ ہم بستری بھی ہوئی کہا نہین - دیکھو فوائد بہیہ فی تراجم الحنفیہ مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی المتوفی ۱۳۰۴ سنہ ہجری -

تیسرا واقعہ نعیم بن سالم کا ہی جو رواۃ اہل سنت سے ہی جس سے محمد بن مخلد رغیثی اور احمد بن عیسیٰ تستری - اور عبدالغنی بن رفاعہ وغیرہ وغیرہ روایت کرتے ہین - طحاوی یونس بن عبدالاعلی سے ناقل ہین کہ نعیم بن سالم مصر مین آئے ہمنے اونکو سنا کہ وہ کہتے تھے ہمنے ایک عورت جن سے نکاح کیا تھا پس نہ رجوع کیا طرف اوسکے میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۲۶۱

چوتھا واقعہ یہ تین واقعے تو خلفاء ثلثہ کی عدد کے مطابق مرقوم ہوے - خلیفہ رابع اہل سنت حضرت معاویہ کے نام پر بھی ایک واقعہ لکھتا ہون یہ وہی واقعہ صحیح بخاری ہی کہ بندر بندریا زنا کرتی تھی جسپر وہ سنگسار کی گئی ابوعمر صاحب استیعاب کہتے ہین وہ دونو از قسم جنات تھے دیکھیے کنز مکتوم -

پانچوان واقعہ بنام خلیفہ خامس اہل سنت یزید بن معویہ ہی کہ ابھی تک تو مردونکا تعلق عورت جنیہ سے مذکور ہوا ہی اب اسکا اولٹا دیکھیے کہ خود ایک صحابی کی جورو کے ساتھ ایک شیطان ملوث تھا چنانچہ علامہ ابن حجر اناد مرد بن ہرمز کو ذیل صحابہ لکھکر یہ قصہ نقل کرتے ہین قال انی کنت مع کسری فارسلنی فی بعض امورہ فخرجت

ثم قدمت فاذا شیطان خلفنی فی اھلی علی صورتی فبدالی فقال شطرطنی علی ان یکون لی یوم ولک یوم والا اھلکتک فرضیت، بذالک اصابہ ص ۲۰۷

یعنی کسری نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا تھا جب وہان سے پلٹا اور گھر پہونچا تو دیکھا ایک شیطان میری صورت بنے میری اہل پر متصرف ہے جب اُسنے مجھے دیکھا تو کہا شرط کر کہ ایک روز تو رہے ایک روز مین ورنہ مین تجھکو ہلاک کر دونگا پس مین راضی ہوا اسپر۔

کیا خوب حیا اور حمیت ہے صحابۂ اہل سنت کی کہ ایک جن کو جورو کے پاس آنے دیتے ہین نہ اوسکی جان لیتے نہ اپنی جان دیتے ہین نہ مارتے ہین نہ مرتے ہین کچھہ نہین بن پڑا تھا تو طلاق ہی دیدیا ہوتا۔

چھٹا واقعہ آپکا ایک صحابی عمرو بن مالک کی بیٹی کو بھی ایک جن لے اوڑا تھا چالیس پینتالیس برس کے بعد بزمانہ عمر اوسکی رہائی ہوئی کیونکہ اون جنات نے ایک لڑائی مین نذر مانی تھی کہ اگر ہماری فتح ہوئی تو اسکو آزاد کرینگے چنانچہ اوسی کے صلہ مین یہ آزاد ہوئی۔ اوس جن نے یہ بھی کہا کہ ہمکو بجرام اس سے تعلق نہوا دیکھو اصابہ ص ۸۵

ساتوان واقعہ یہانتک تو جنیات کا عقد مردون سے یا جن کا متمثل ہونا مردونکی صورتمین اور صحابہ کی زوجہ یا اونکی بیٹیون سے ناجائز تصرف دکھایا گیا ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیے کہ خود حضرت انسان بھی ایک صورت سے دوسری شکل مین متشکل اور اولیاؤ سے غلامون کی صورت مین آپکے یہان متمثل ہوئے ہین چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ خیر نسلج اصل مین نساج (جولاہہ) نہ تھے بلکہ عابد تھے عہد کیا تھا کہ رطب کبھی نہ کھاؤنگا مگر ایک روز غلبۂ نفس سے ایک خرما کھالیا کہ ایک شخص نے مجھے دیکھکر کہا اے خیر تو بھاگ گیا مجھسے اس شخص کا ایک غلام تھا جسکا نام خیر تھا اوسکی صورت و شباہت پر میری صورت ہوگئی اور لوگ بھی وہان مجتمع ہوگئے سب نے کہا یہ تو واقعی تیرا غلام خیر ہے۔ اب مین متحیر ہون کہ کیا جواب دون۔ فوراً خیال آیا کہ یہ کس جرم کی پاداش ہے غرض وہ آدمی مجھے پکڑ کر لیگیا اور اپنے کارخانہ مین دکرگہ مین داخل کیا جسمین اوسکا غلام کپڑہ بناکتا مجھسے کہا اے غلام بدذات تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ مہینونمین وہان کام کرتا رہا ایک رات مین نماز صبح کو اوٹھا تو سجدہ مین عرض کیا خداوندا اب کبھی ایسا نہ کرونگا۔ بس اوسیوقت سے وہ شباہت غلام کی مجھسے زائل ہوگئی اور اصلی صورت پر آگیا اوس مرد نے بھی کہا کہ نہ تو میرا غلام خیر نہین ہے اوسیوقت سے یہ نام مجھپر جاری ہے اب اوس نام کو بدلنا نہین چاہتا ص ۳۹ جلد اول۔

دیکھئے یہ آپکے ولی اللہ خیر نساج صوفی ہین جو بحکم خدا یون مسخ ہوئے کہ ایک غلام کیصورت پر تشکل ہے جولاہہ بنے
کرگہ بیٹھے کپڑا بنا اور دعا و توبہ کی بدولت پہلی صورت ملی۔ پس جب جنات کا وجود بھی ثابت ہوا اور ایک
صورت سے دوسری صورت پر آنا بھی ثابت ہوا اور جنیات سے علما و محدثین و صوفیہ کا عقد ہونا بھی
ثابت ہوا خود جنات کا صحابہ کی زوجہ اور بیٹی، متصرف ہونا بھی ثابت ہوا خود خیر نساج کا گرگٹ کیطرح رنگ
بدلنا بھی ثابت ہوا۔ تو اگر بحکم یا دعای جناب امیر المومنین علیہ السّلام کوئی جنیہ متمثل ہوئی اور خلیفہ دوم
کا اوس سے عقد ہوا تو آپکو کیونکر تعجب آسکتا ہے خصوصًا جبکہ بہت سے تعلقات شیطانونکے خلیفہ دوم سے حسب
روایات اہل سنت ثابت ہون مثل اسکے کہ خلیفہ سے اور شیطان سے کشتی ہوئی خلیفہ نے دے مارا شیطان نے
انکے فضائل و مناقب بیان کئے جسکا سلسلہ آجتک منقطع نہین کہ موضوع بھی کہتے ہین اور پھر روایت
بھی کرتے ہین شیعونکے مقابلہ مین استدلالاً لاتے ہین وغیرہ وغیرہ

یہانتک تو تحقیقی و الزامی و تسلیمی جواب تھا اس روایت جنیہ کا۔ اب مولفصاحب کے شکوک و اوہام کا جواب
اونہین کے مذاق مین عرض کرتا ہون مگر قبل اوسکے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جب صرف بقاء صحت صحیح بخاری
کیلئے جسکی ایک روایت مین بندر بندریا کا زنا کرنا اور سنگسار ہونا مذکور ہے یہ تاویل آپکے علمانے کی ہے کہ وہ دونون
از قسم جنات تھے اسوجہ سے مکلف باحکام شرعی تھے کیونکہ اگر یہ تاویل نہ کیجاتی تو صحت صحیح بخاری مین فرق آتا ہے
جسمین صدہا روایات ضعیف و موضوع باقرار اہل سنت موجود ہین۔ تو اگر شیعہ اس غرض سے اعظم غرض کیلئے
جو متعلق حفظ مراتب ادب اہل بیت اطہار ہے ایسی تاویل کرین جو اصول اہل سنت سے بھی ٹھیک ہو تو آپ
کس منہ سے معترض ہو سکتے ہین کیا اہل بیت طاہرین کی عظمت صحیح بخاری کے برابر بھی آپکے یہان نہین؟

اب آپ ہر فقرہ کا جواب سنئے (۱) مولوی حیدر علی کی تقریر کا جواب یہ ہے کہ قطب راوندی علیہ الرحمہ نے روایت سقط
محسن وغیرہ روایات مین جسکا تذکرہ آپنے کیا اسوجہ سے ایسی تاویل نہ کی (بشرطیکہ یہ تاویل اونہین کی تعلیم
کیجاے اور صحت روایت قبول ہو) کہ وہ روایات مثبت کفر و نفاق خلفا و دیگر صحابہ معاونین خلفا تھے جسکی
اشاعت ہر مسلمان پر فرض ہے بخلاف اس واقعہ عقد کے کہ اس سے آپکے امثال کو کفر و نفاق خلیفہ مین شبہ ہوتا ہے
لہذا آپ حضرات کی ہدایت کیلئے بغرض رفع اشتباہ ایسی تاویل کیگئی تاکہ آپ دھوکھا نہ کھائین اور منافق
کو منافق ہی سمجھتے رہین **دوسری** وجہ یہ ہے کہ روایات متعلق ظلم و ستم بر بضعہ رسول آپکے یہان بھی مشہور
و متواتر ہین کہ اصول اونکے صحاح ستہ مین موجود ہین اور متفق علیہ ہین اسوجہ سے کوئی تاویل کارگر نہین ہو سکتی

بخلاف اس مسئلۂ عقد کی کہ جو آپکی یہان نہ متواتر ہی نہ صحیح ہی نہ حسن ہی بلکہ محض جہال و عوام محدثین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہی نہ محققین نے بلکہ محققین نے موضوعیت اونکی ثابت کی ہی تو بغرض رفع اختلاف و حصول اتفاق فریقین ایسی تاویل کیگئی **تیسری** وجہ یہ ہی کہ وہ روایات جور و ستم و احراق وغیرہ اتفاقی فریقین ہی اور موافق عقل بخلاف روایات عقد کی کہ اختلافی ہین اور خلاف عقل تو اونکا ساقط کرنا حسب الحکم آپکی بھی واجب ہے۔

باقی عدم ثبوت عصمت جناب امیر کا دعوی بنابر اصول شیعہ جو مولوی حیدر علی نے کیا ہی صرف دعوی ہی دعوی ہے جو مجذوبونکی بڑسے زیادہ وزن نہین رکھتا اگر کوئی دلیل بیان کرتی تو جواب اوسکا عرض کرتا۔ بالفرض اگر شیعونکی اصول پر نہین ثابت ہی تو اہل سنت کی اصول پر تو ثابت ہی پھر ایمان کیون نہین لاتے دیکھو تشفی اہل سنت و خوارج کے خاتمہ کا پہلا بیان۔ باقی جو بیہودہ مرائی شانمین قطب راوندی علیہ الرحمہ نے کی ہی اوسکا جواب فضول ہی کیونکہ جب خدا و رسول و اہل بیت طاہرین آپکی گالیون سی نہین بچے تو ان عالم کو کب نجات اس سے ہوسکتی ہی۔ مولویصاحب ذرہ اپنی خلفا کی دعداری کو بھی خیال کرلین جس سے تمامی اہل سنت کو دعدار کا خطاب ملا ہے۔ یہ جو آپ فرماتے ہین کہ انھون نے کیا قصور کیا ہی۔ پس قصور تو ظاہر ہی کہ منافقین و مرتدین و فاسقین و فاجرین کو اپنا مقتدا بنایا ہی جنھون نے دین اسلام کو تباہ و برباد کیا۔ پھر اونکی عصمت و عدالت کا کیونکر دعوی اکرسکتی ہین۔ اسی زعم پر آپ اون امور کا اقرار تو کرلین اپنی روایات کی صحت مان لین تو مین کمال ممنون ہونگا مگر ذرہ اسکی حفاظت کرلیجئے گا کہ آپکے طائفہ کی لوگ کہین آپ کو بھی رافضی نہ کہدین جیسا کہ آپکی اور علماء سلف کو یہ مبارک لقب ملا ہی اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کو شاید آپنے آیہ قرآنی سمجھا ہے جیسا کہ آپکی کلام سی ظاہر ہی پس یہ قرآن شاید کوئی آپکا خاندانی قرآن ہوگا اس قرآن مین جو متداول ہی مسلمانونمین اوسمین تو اوسکا وجود نہین۔ اور اگر حدیث ہی تو پہلے اسکی صحت ثابت کیجئے بعدہ اس سے عصمت کا ثبوت دکھائی بخشدینے کو عصمت اگر لازم ہی تو اشاعرہ کی نزدیک کل اہل قبلہ مغفور ہین پس سب معصوم ٹھہری۔ یہ چودہوین صدی کا اثر ہی کہ آپ ایسا لائق سنی پیدا ہوا جسنے خلاف اجماع کل اہل سنت اپنی صحابہ کی عصمت کا دعوی کیا

چوتھی بالفرض جو آپ کہتی ہین وہ دلیل خوش فہمی ہی کیونکہ جو بات منصوص ہوتی ہی وہ سب کے لئے ہوتی ہے خواہ قبول کری یا نہ الا وہ امر کہ مخصوص ہو۔ اور جب وہ ہمارے ہی لئے منصوص ہی تو ہم ہی نہ اوسکو پیش کرتے ہین آپ مانئے یا نہین۔

پانچوین۔ ہتک حرمت تو سب سے زیادہ اسمین ہی کہ خلفائے ثلثہ کا نام اون حضرات کے مقابلہ مین لیا جاوے چہ جائیکہ تفضیل دیجاوے یا غلط واقعات اونحضرات کیطرف منسوب ہون معلوم ہوتا ہی کہ آپنے ہتک حرمت کو ایک کلی بنایا ہے کہ جب ہر قسم کی ہتک حرمت ہو تب آپ وصیت رسول پر ایمان لائینگے، تو یقیناً ہزارون امر ایسے نہیں ہوے جنسے ہتک حرمت ہو اور ہزارون امر ایسے ہوے جس سے ہتک حرمت ہوئی۔

قول موثوق۔ اور ایسے بیان مین قصہ حضرت لوط علیہ السّلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختران کا ساتھ فرض محال کے مثال مین حضرت ام کلثوم کے تحریر کرنا آپکی دانش سے بعید ہی جواب فرض محال کا خود مجتہد صاحب اور انکے سلاف کی تحریر سے دیچکا باقی جواب حضرت لوط کی بیٹیون کا مختصر یہ ہی کہ اونکی بیٹیون کو معاذ اللہ کسینے غصب کیا تھا یا کوئی چھین لے گیا تہا یا کسی نے زبردستی نکاح کر لیا یا کرا دیا تھا یا اونکے نکاح کرنیوالے کے حق مین کلمہ وکالت فضولی کا بیان کیا گیا تھا حضرت لوط کی شریعت مین تو نکاح ساتھ کافر کے جائز تہا بعد آیہ تحریم کے حضرت کی شریعت مین ممانعت کلی ہو گئی اور مطابق زعم جناب اور اسلاف جناب کے خلیفہ ثانی تو دشمن رسول و اہل بیت رسول تھے اونسے کیونکر نکاح جائز ہوگا اور اگر ضرورتاً جائز ہو جیسا کہ صاحب نزہہ اسی بحث مین فرماتے ہین تجویز اور تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ہست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حالت مخمصہ و اضطرار۔ پس اب آپ اقرار فرمائیے اور بفرض محال نہ تحریر کیجئے اگرچہ مردار خواری پر محمول کیون نہو احسن تہا کہ نکاح پوتی رسول کا ساتھ تناول میتہ کے مطابق کیا جاوے اور اوسپر دعوائے محبت اہل بیت رسول ہے فلک الفداء ومنک الغیر ومنک الریاح ومنک المطر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب کب بیٹیان اپنی بعد آیہ تحریم کے کافرون کو دین تا کہ مثل حضرت ام کلثوم کی صادق آوے۔

دفع الموثوق۔ دربارہ دختران حضرت لوط جو آپ گہر فشان ہین تو غصب وغیرہ کا کوئی قائل نہین نہ چھین لیجانیکا اور اس واقعہ مین بھی کوئی اسکا قائل نہین کہ چھینا گیا یا غصب ہوا مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ ضرورت یا مجبوری کی حالت مین ایسے امور مکروہ الطبع گوارہ کئے جاتے ہین گو وہ جائز ہی کیون نہو۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پڑھتے تو ضرور معلوم ہوتا کہ حضرت لوط نے یہ اوسوقت کہا تھا جبکہ کفار نے ملایکہ کے ساتھ امر شنیع کا ارادہ کیا تھا جو خوبصورت جوانون کی صورت مین مہمان آئے تھے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ فرمایش بدرجہ مجبوری کی گئی کہ مہمانون کے بچاو کے لئے حضرت لوط نے اپنی بیٹیان پیش کین۔ اور اگر کہین خدانخواستہ آپکو تفسیر ونکے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو تو آپنے یہ دیکھا ہوگا کہ حضرت لوط بسبب اونکے فسق وفجور کے اونسے

عقد کرنا نہین چاہتے تھے۔ بلکہ وہ خواہان تھی اور آپ منظور نہین کرتے تھے تفسیر ابی سعود صفحہ ۱۱۹

یہ بھی آپکو تفسیر کبیر مین ملیگا کہ حضرت لوط قوم ناہنجار کی ہجوم سے مہمانونکے بارے مین نہایت درجہ محزون

ومغموم تھے جبپر اوا وی الی رکن شدید کہا۔ آپکے نزدیک گو قصہ حضرت لوط مین نہ کوئی مجبوری

تھی نہ کوئی شناعت بلکہ بخوشی رضا حضرت نے اون کافرون سے ایسی فرمایش کی تھی کہ یہ میری بیٹیان

پاکیزہ ہین اگر ہو تم کرنیوالے کیونکہ اوس شریعت مین نکاح باکفار جائز ہی تھا۔ مگر آپکو امام فخر رازی اس امر

کو ایسا عظیم سمجھتے ہین کہ فرماتے ہین کہ اپنی بیٹیونکو کفار و فجار و اوباش پر عرض کرنا اہل مروت کی خلاف

ہے چہ جائیکہ اکابر انبیا سے سرزد ہو صفحہ ۱۱۳ آخر اس پریشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رازی صاحب کو کچھ نہ بن پڑا

سوا اسکے کہ اون بیٹیونکو صلبی بیٹی حضرت لوط کی نہ بیان کرکے یہ تجویز کیا کہ وہ قوم کی بیٹیان تھین نہ حضرت لوط

کی اس جواب کو امام صاحب کہتے ہین یہی جواب میرے نزدیک مختار و پسند ہی اور علامہ ابی سعود بھی اسکی

قائل ہین یہ نہ سمجھیئے گا کہ صرف رازی ہی صاحب اس رای کی موجد ہین بلکہ انکو قدما اور متاخرین سبنے یہ تاویل

کی ہی چنانچہ نواب صدیق حسن خان اپنی تفسیر فتح البیان مین فرماتی ہین کہ حضرت لوط کو تین یا دو بیٹیان تھین

جنسے وہ لوگ (یعنی قوم حضرت کی) نکاح کرنا چاہتی تھی اور حضرت لوط بسبب اونکی خباثت کی قبول نہین کرتی تھے

اوس قوم کے دو سردار تھے کہ عقد کیا چاہتے تھے اور کہا گیا ہی کہ بنات سے مراد قوم کی بیٹیان ہین کیونکہ نبی

ہر قوم کا بمنزلہ باپ کی ہی یہی قول ہی ابن عباس مجاہد سعید بن جبیر کا کہا کرخی نے کہ یہی قول بہتر ہی کیونکہ کسی

آدمی کا اقدام کرنا اسپر کہ اپنی بیٹیونکو اوباش و فجار پر عرض کریں کوئی محض مستبعد ہی کہ اہل مروت کی شایان

نہین چہ جائیکہ انبیا اسکے مرتکب ہون۔ اور نیز بیٹیان حضرت کی اس مجمع کثیر کو مکتفی نہ تھین بخلاف دختران

قوم کی کہ سبکو مکتفی تھین نواب صاحب فرماتی ہین لیکن یہ قول مخالف ہی ظاہر نظم کا قرانکی اور کہا گیا ہی کہ اونکی مذہب

مین نکاح کافر کا ساتھ مسلمہ کے جائز تھا کہا قتادہ نے کہ اصلی بیٹیان مراد ہین جنکے ذریعہ سے مہمانون کا بچانا منظور

تھا اور حسین بن فضل کہتا ہو کہ پیش کرنا بیٹیونکا بشرط اسلام تھا اور بعض کا قول ہی کہ بطور مدافعہ کہا تھا

نہ بطور حقیقت اور حذیفہ کہتی ہین کہ تزویج بنات منظور نہ تھا بغرض حفاظت مہمان صفحہ ۴۲۵ ج ۲

پس فرمائیے کہ جب حضرت لوط نے باوصف اسکے علم کے کہ یہ فرشتہ ہین خدا کے اونکے بچانے کیلئے اسکو گوارہ

کیا کہ اپنی بیٹیونکو فجار و اوباش پر عرض کرین یا قوم کی بیٹیونکو جنکے بوجہ نبوت باپ تھے۔ تو اگر جناب امیر نے

بھی ایسے ہی بلکہ اس سے اعظم درجہ کی مصیبت مین قبول کیا تو آپکو کیا اعتراض ہو سکتا ہو فرق یہ ہے

وجوہ سے فلسفی اور منطقی ہے

کہ وہان خود حضرت لوط نے بلا طلب و خواہش اونکو پیش کیا یہان جناب امیرؑ نے اوسکی خواہش کا استدعا یہ قبول کیا وہان اون مہمانون کا بچانا منظور تھا جسپر اونکا کسیطرح قابو نہین چل سکتا تھا۔ یہان اوسکے خلاف تھا وہان کفار تھے یہان بظاہر مسلمان آپکا یہ خیال بھی صحیح نہین کہ عموماً نکاح کفار اوس شریعت مین جایز تھا کیونکہ خود نواب صاحب اس قول کو قیل کہکے لکھتے ہین کہ جو ضعف قول کی نشانی ہے دوسری حسین بن فضل کا قول ہے کہ بشرط اسلام عرض کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ اوس شریعت مین بھی اسلام کی پابندی تھی تیسرے خود نواب صاحب بتفسیر لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق لکھتے ہین کہ اون کفار کا یہہ مطلب تھا کہ چونکہ بغیر ایمان انسے عقد نہین ہوسکتا اور ہم ایمان نہین لاینگے تو پھر کیونکر نکاح ہوسکتا ہے۔ سبحان اللہ کفار تک تو یہ جانین کہ بغیر قبول اسلام مسلمہ سے عقد نہین ہوسکتا ہے اور ہمارے مخاطب اسکے قائل ہین کہ نکاح مسلمہ با کفار جائز ہے دیکھیے تفسیر در منثور سیوطی مین ہے وکانوا کفارا و بناتہ مسلمات فلما رای البلاء و خاف الفضیحۃ عرض علیہم التزویج صفحہ ۳۴۳ ج ۳ یعنی وہ کفار تھے اور دختران حضرت لوط مسلمہ تھین جب دیکھا کہ بلا نازل ہوی اور فضیحتی کا سامنا ہے تو اونپر عرض کیا کہ تزویج کرلین کیونکہ صاحب جب عموماً نکاح اونسے جائز تہا اور وہ خواہان بھی تھے تو پھر کیون اتنی فضیحتی گوارا کی۔ غرض جب انبیا پر یہ مصائب پیش آئے ہین کہ با وصف نزول و مشاہدہ ملیکہ ایسی ایسی بے عزتی گوارا کرنی پڑی ہے تو اگر جناب امیرؑ نے بھی ایسی حالت بلکہ اس سے بدتر حالت مین اسکو قبول فرمایا تو کیا اعتراض ہے۔

اور چونکہ ہمنے بعلاوہ اس واقعہ کا مفصلاً ثابت کردیا ہے لہذا ہمکو ضرورت ایسی تسلیمی جوابونکی نہین رہی بنا بر وفقت کلام ان حضرات کے جو تسلیمی جواب دیتے ہین اسقدر عرض کیا۔ زیادہ تفصیل کا مین مجاز نہین ہون کیونکہ مسودہ جلد ہفتم ذوالفقار حیدریہ سے نقل کیا ہے خدا کرے وہ کتاب مستطاب جلد طبع ہو اور مسلمانان روے زمین اوس سے مستفید ہون

دوسری یہ جواب فرماتے ہین کہ بعد آیہ تحریم حضرت کی شریعت مین ممانعت نکلی ہوگئی۔ پس یہ فرمایئے کہ تحریم متعلق مشرکین سے ہے یا منافقین سے ہے؟ آپ یا تحریم نکاح منافقین ثابت کیجیے یا مشرک حقیقی ہونا خلیفۂ دوم کا کیونکہ الفاظ کفر و نفاق و ارتداد مشترک المعنی ہین انسے کام نہین چلتا نفاق مین اور شرک مین لزوم نہین ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور یہ سب حکم حالت اختیار کے ہین نہ حالت اضطرار کے جسمین حرام حلال ہوتا ہے چنانچہ حضرت زینب آپکی عقد یہ مین دختر رسول اللہ تھین عقد مین ابو العاص

کافر کے رہین اسلام نے دونون مین جدائی ڈالی نہ جناب رسول دونون مین علیحدگی نہ کر سکے کیونکہ حضرت مکہ مین عجب تنگ سے مغلوب تھے اختیار نہ رکھتے تھے جیسا کہ تاریخ خمیس و اصابہ مین ہے کنز مکتوم صفحہ ۱۳۱ تو کیا آپ جناب امیر کو ان واقعات مین اوتنا بھی عاجز و مغلوب نہین جانتے جتنا رسول اللہ کو مکہ مین مانتے ہین ؟

تیسرے خلیفہ ثانی کو دشمن خدا و رسول ہونے مین مثل اور منافقون کے عذر نہین مسلم ہے مگر بظاہر تابع احکام شرع تھے اسلام ظاہری سے خارج نہوے تھے مشرک نہین کہلاتے تھے جو لا تنکحوا المشرکین مین داخل ہون اور جب رسول اللہ نے نکاح مشرک کو با وصف تفریق اسلام قبول کیا تو نکاح منافق بدرجہ اولی قابل قبول ہے خصوصاً بحالت مجبوری کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات مسلمہ مسئلہ ہے یہ سب تقریر بر بنیاد فرض و تسلیم ہے ورنہ مینے صاف صاف ظاہر کر دیا کہ ہرگز ہرگز عقد ام کلثوم بنت فاطمہ کا عمر بن خطاب کے ساتھ نہین ہوا نہ اسکا کوئی واقعہ پیش آیا

چوتھے تناول بنت کی تمثیل پر حسرت آپکی اوسی قسم سے ہے کہ قاتلان حسین بھی حسرت و افسوس کرتے آپکی حسرت تو اوسیوقت دفع ہو گی جب ہم آپکی ان روایات پر ایمان لائین جنمین کشف ساق و ضم صدر و تقبیل وغیرہ مذکور ہے جسکی نسبت سبط ابن جوزی فرماتے ہین کہ خلیفہ ایسے امور لونڈیون ساتھ بھی نکرتے چہ جائیکہ بہ نسبت بضعۃ الرسول کے کیونکہ مس جسم اجنبیہ باجماع مسلمانان حرام ہے

پانچوین اقرار و عدم اقرار تابع واقفیت واقعہ ہے نہ بر بنیاد نفاق و اسلام خلیفہ جسکو مینے کمر عرض کیا کہ انکار وقوع عقد سے بوجہ اسکے ہے کسیطرح تحقیقات سے اسکی اصلیت نہین ثابت ہوتی علمائے اہل سنت کو یا اشتباہ ہوا کہ تین چار آدمیونکے مختلف واقعے ایک آدمی کیطرف منسوب کر دئے یا بیہودون نے افترا کیا۔ نہ یہ کہ بوجہ نفاق و کفر خلیفہ منکر ہین جس بنیاد پر صاحبان تسلیم نے جواب دیا۔

چھٹے عربی کا شعر جو آپنے لکھا ہے یہ دلیل آپکی ناواقفیت کی ہے کیونکہ یہ شعر ابن ام کلاب نے عائشہ کی روبرو پڑھا ہے جسکا قصہ یون ہے کہ جب بی بی عائشہ حج کر کے پلٹی ہین تو خبر قتل عثمان سنکر جب سامان پہلی ہے فرو کر گئی تھین۔ پوچھا پھر کیا ہوا لوگون نے کہا علی کی بیعت ہو گئی تو عائشہ نے کہا کاش آسمان و زمین پر گر پڑتا اور یہ امر تمام نہوتا پھیر و پھیر دو مجھے مکہ کیطرف کہ عثمان مظلوم قتل ہوے ہین اونکے خون کا بدلہ لونگی۔ عتبہ بن ابی سلمہ نے جو ابن ام کلاب کے نام سے مشہور تھا کہا کیون ؟ تم ہی نے تو سب سے پہلے اونکے قتل کی تدبیر کی اقتلوا نعثلا فقد کفر کہا عائشہ نے کہا لوگون نے عثمان کو بعد طلب توبہ

قتل کیا حالانکہ ہمنے بھی کہا تھا اونہون نے بھی کہا تہا اور میرا آخری قول بہتر ہی پہلے قول سے
اوسپر ابن ام کلاب نے یہ اشعار پڑھے ؎ فمنک البداء ومنک الغیر + ومنک
الرباح ومنک المطر + وانت امرت بقتل الامام + وقلت لنا انه قد کفر
فهبنا اطعناک فی قتله + وقاتله عندنا من امر + ولم یسقط السقف من
فوقنا + ولم ینکسف شمسنا والقمر + وقد بایع الناس ذا ابدراء + یزیل الشبا
یقیم المصعر + ویلبس للحرب اثوابها + وما من وفی مثل من غدر - تاریخ
کامل علامہ ابن اثیر صفحہ ۳ یعنے (ای عائشہ) تجہی سے ابتدا ہی اور تجھی سے تغیر - تجھی سے
ہوا بھی چلتی ہی تجہی سے پانی بھی برستا ہی - تجھی نے امام کے قتل کا حکم دیا - اور ہملوگون سے کہا
وہ کافر ہوگیا - پس ہان ہملوگون نے تیری اطاعت کی اوسکے قتل مین - حالانکہ قاتل اوسکا ہملوگون کی
نزدیک وہ ہی جو حکم دے - حالانکہ یہ چہت ہملوگونپر گری تھی - نہ شمس و قمر کو گہن لگا تھا الخ
ایسے اشعار لکہنے سے گو آپکی ایک گونہ عربی دانی ظاہر ہوئی مگر وہ اسرار بہی کھل گئے جسکے چھپانے مین
آپ لوگون کی کوشش تھی

ساتوین رسول اللہ کی کوئی بیٹی سوای جناب سیدہ نہ تھی جو مین بیان کرون - لیکن آپلوگ تین بیٹی
اور بتاتے ہین جو تین کافرون سے بیاہی گئین زینب و رقیہ ام کلثوم جو ابو العاص عتبہ عتیبہ پسران ابو لہب سے
مزدوج ہوئین جو یقینی کافر تھے - اور آپکے خلیفۂ اول نے اپنی بہن ام فروہ کو اشعث بن قیس کے
حوالہ کیا بعد اسکے کہ وہ ظاہر بظاہر مرتد ہوگیا تھا اور قبل و بعد منافق ہی رہا باقی اسکے بعد جو تقریر
آمیز خرافات کی ہی کہ اقرار نکاح سے مذہب شیعہ باطل ہوتا ہی اور انکار سے وہ روایتین غلط ہوتی ہین جنہین
اقوال ہین - پس اسکا جواب مکرر بیان کیا کہ وقوع نکاح خصوصاً بطیب خاطر تو کسیطرح ثابت نہین محض
غلط ہی اور افترا ہے کیونکہ کسی روایت اہل سنت مین بھی بطیب خاطر ہونا مذکور نہین چہ جائیکہ روایت
شیعہ مین ہو اور جب کوئی روایت جو شیعو نکیطرف منسوب ہے صحیح ہی نہین تو پھر تکذیب آئمہ کیون
لازم آنے لگی ان حماقتون کا کہانتک جواب دیا جاے جب فعل امام ہوتا یا کوئی قول امام صحیح ہوتا تو اوسکی قبول
مین کسی شیعہ کو عذر ہو سکتا ہے حکایت بیربگ کہ لونڈی تجھے عید شبرات سے کیا کام چلے رو دی جو گھر ملتی
تھی سو آج بہی - گو یہ معلوم ہوا صاحب نے کیون لکھی کیا مناسبت تھی سمجھ مین نہین آئی البتہ شیعو نکو

ضبا کہ حبشیہ یاد پڑجاتی ہے زیادہ فضول گوئی سے کچھ حاصل نہین۔

قول موثوق - ایک بات وصیت نامہ کی کہ جو متعلق اسی بحث کی ہے رہی جاتی ہے عرض کرتا ہون کہ حضرت امام حسین خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا نے بھی اُس وصیت نامہ پر گواہی ثبت فرمائی اور اقرار اور اعتراف جملہ مضامین وصیت نامہ کا فرمایا۔ پھر کیا ایسا امر پیش آیا جو امام علیہ السلام یزید پلید سے لڑ بیٹھے کیا صیانت نفس اور حرمت خاندان اس لڑائی مین نہین گئی صرف بہتر آدمی لاکھون آدمیون سے لڑوا دیے باوجود اقرار و شہادت کی خلاف وصیت نامہ کی عمل مین لائے کیا خوب کہا ہے مولوی حیدر علی صاحب نے رسالہ تمیز زینمرہ زمین ایک شیعی نے کہا آپ تو ہر کتاب سے ہماری ہمکو قائل کرتے ہین بھلا یہ دہ مجلس ہے چند ورق ہین اُس سے کوئی دلیل نکل سکتی ہے اسوقت یہ بات بتوفیق الٰہی خیال مین آئی کہ اس کتاب سے عیان ہے کہ لشکر یزید کا لاکھون سے زیادہ تھا آخر اُسمین بھی لوگ تو علم رکھتے ہونگے کہا البتہ پھر مینے کہا کہ جب اُنہون نے حضرت امام حسین کو اس مصیبت مین خنجر سے شہید کیا اور آخر تک یہی حرف تھا کہ اگر بیعت یزید کی کرو ہم لڑائی سے ہاتھ اُٹھاتے ہین اُنہون نے بیعت اُس فاسق کی قبول نہ کی اون لاکھوئین سے کسی نے نہ کہا کہ جناب امیر نے اُنسے بیعت کی جو مرتد تھے بگاڑنے والے دین کے تحریف کرنیوالے قرآن مجید کے یزید مین کیا کیڑے پڑے ہین جو آپ بیعت نہین کرتے اب بتاؤ کہ امام کیا جواب دیتے تو معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین کو جناب امیر نے مستحق جانا تھا وہو المطلوب نہین تو امام حسین کا الزام کھانا لازم آتا ہے۔

دفع الوثوق ؎ پئے حسینے نیست کو گردد شہید + ورنہ بسیار اندر عالم یزید - بہت سچ ہے آخر آپکے حضرت یزید کی محبت آہی گئی کہ سکی تو خدمت کی فرزند خال المومنین کیون چلین کوئی دلدرہ بجائے بھر نہ آپکو تصنیف کرنا ہے نہ کوئی کتاب لکھنا۔ اگر واقعہ کربلا کی متعلق کچھ نہ لکھیے تو حال فرزند خال المومنین یزید کو کیا منہ دکھائیگا۔ آپکے بزرگان دین بوجل بسف جدہ کہہ چکے ہین آپکو اُسیکا اعتقاد ہوگا۔ امام غزالی تو اس تذکرہ ہی کو حرام سمجھتے ہین جس سے بزرگون کا راز کھُلتا ہے پھر کیون آپ اسکے مرتکب ہوئے ہے کیا اس واقعہ سے بڑھکر کوئی واقعہ ہوگا جسمین پوری تعمیل اوس وصیت نامہ کی ہو۔ ہان شاید آپکے نزدیک لڑکر قتل ہونا داخل صبر نہین فوج کے محاصرہ مین بے ہاتھ پیر ہلائے نیزہ و تلوار چلائے قتل ہوتے تو صبر کہلاتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپکے امام یزید کی فوج کا ایک آدمی بھی نہ قتل ہوتا۔ اصل رنج اسیکا ہے کہ کیون امام حسین لڑے

جو ہزاروں یزیدی مارے گئے۔ خدا آپکو اور جملہ دشمنان اہل بیت اطہار کو عقل عطا کرے جو امر حق کو سمجھیں حاصل تو اسیقدر رہی کہ امام حسینؑ سے جسوقت یزید کی بیعت طلب کیگئی کہ یا بیعت کریں یا قتل ہوں۔ تو حضرت نے اپنے اور اپنے عزیزوں دوستوں کی جان بچانے کیلئے خانہ کعبہ مین پناہ لی جو زمانہ کفر و اسلام دونوں مین جائے امن سمجھا جاتا تھا مگر آپکے امام یزید تو کفار جاہلیت سے بھی بڑھے تھے بلباس حجاج عین خانہ کعبہ مین حضرت کو قتل کرانا چاہا امام علیہ السلام نے بخیال حفظ حرمت خانہ کعبہ جسکی حرمت و عزت کے بھی حضرات باعث اور محافظ تھے وہان رہنا مناسب نہ سمجھا کہ ہمارے خون سے اوسکی حرمت ضائع جائے۔ آپ وہان سے اون دوستون کے پاس چلے جنہون نے نصرت و اعانت کا پورا وعدہ کیا تھا جنمین صحابہ رسول اور اکثر اولاد صحابہ بھی شریک تھے جیسا کہ رسول نے ایسے ہی وعدہ پر مکہ چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی تھی۔ ابھی امام وہان نہین پہونچے تھے جہان کا ارادہ تہا کہ بحکم آپکے امام یزید کے راہ مین یزیدیون نے گھیر لیا جنکا سردار ہمنام حضرت عمر عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا جو آپکے نزدیک عادل مجتہد ہو صحابی زادہ عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کامل سعد کا یادگار جسکو آپکے خلیفہ نے اون چھ آدمیون مین گنا ہے جو مثل عثمان کے مستحق خلافت تھے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ بہتر آدمی عزیز و رفیق چھوٹے بڑے ملا کر ساتھ تھے جنمین بعض صحابہ بھی داخل تھے۔ اس مختصر جماعت نے امام کی جان بچانے مین کوشش کی کہ آخر شہید ہوئے۔ اور امام علیہ السلام نے بھی بحکم لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ہاتھ پیر ڈال نہین دیا جوہر شجاعت دکھا کر خدمت جد امجد مین پہونچے اس آیہ کی مخالفت اور حفاظت خود اختیاری کی قانون شکنی جائز نہ تھی جو حضرت اسکے خلاف عمل کرکے آپکی آرزو پوری کرتے۔ اب فرمائیے کہ امام نے بہتر آدمی کو لاکھون سے لڑایا۔ یا لاکھون نے بہتر کو گھیر لیا۔ کون مضمون سچ ہے۔؟

باقی رہا یہ مضمون کہ حضرت نے بیعت کیون نہ کرلی جو یہ سب مصیبتین پیش آئین بس اسکا جواب تو وہی واقعات دینگے جو گذر چکے مصلحت دونون بزرگون کی ایک ہی وہی حفاظت اسلام جسکے سچے اور صحیح مربی و محافظ بحکم خدا و رسول یہی حضرات تھے۔

ترک بیعت مین جناب امیر اور جناب امام حسین علیہ السلام مساوی ہین اور اسکے انتقام لینے مین بھی آپکے دونون خلیفہ مساوی ہین فرق اسیقدر رہی کہ مصلحت وقت دونون خلیفہ کی جدا جدا تھی خلیفہ اول اگر جناب

امیر کو قتل کرتے ہین تو سارا دمدمہ نکل جاتا ہی کفار جو رعب اید اللہی سے دبے تھے ابھر پڑتے ہین اور اسلام کے ساتھ خلیفہ کو بھی ہلاک کرتے ہین - یہی سبب تھا کہ خلیفہ نے گو گھر مین آگ بھی لگائی چاہی قتل بھی کرنا چاہا مگر پوری طور پر کر نسکے خالد کو حکم دیا کہ نماز ہی مین سر اوڑا دو مگر قبل از سلام اس حکم کو منسوخ بھی کیا کہ یا خالد لا تفعل ما امرتك دیکھو تشفی کیونکہ یقیناً وہ جانتے تھے قتل جناب امیر آسان نہین کیطرح یہ خون ہضم نہین ہوسکتا - سعد بن عبادہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا کہ باوصف مخالفت قتل نہ کر سکے کہ اوس و خزرج سب بگر جاتے جو مدینہ کے رہنے والے تھے تو کہین کا بھی ٹھکانا نہ رہتا - یہ مصلحت تھی خلیفہ اول کی اور خلیفہ خامس یزید کی مصلحت بالکل اسکے خلاف تھی کیونکہ اوسکو معلوم تھا ۴۴ برس خلفاء ثلثہ نے اور ۲۰ برس معاویہ نے استحکام خلافت بنی امیہ مین اور قلع قمع خاندان رسالت مین وہ وہ کارروائیان کی ہین کہ ایک حسین ع نہین سو حسین بھی ہون تو اونکے قتل سے سلطنت جاتی ہے نہ عذر ہوتا نہ ہماری ہلاکت ہوتی ہے اسیوجہ سے اوسنے اون خلفاء ماسبق کے کل آرزوؤنکو پوری کی کہ نہ صرف جناب سید الشہداء روحی لہ الفدا کو شہید کیا بلکہ سعد بن عبادہ کا بھی بدلہ لیا کہ تمامی اہل مدینہ کو واقع حرہ مین زیر و زبر کیا مدینۂ رسول کو غارت کیا ہزارون کنواری بیٹیان صحابہ کی زنا سے لشکر یزیدی مین آئین جس سے ہزارون ولد الزنا پیدا ہوئے۔

غرض جناب امام حسین ع نے بھی وہی کیا جو جناب امیر نے کیا تھا کہ حمایت اسلام مین سرنگون رہے خلفائے ثلثہ کو اون حضرت کے قتل کا موقع نہ ملا آہستہ آہستہ اسکے اسباب جمع کئے جس سے یزید کو موقع ملا اور وہ مرتکب اوس امر عظیم کا ہوا جس سے تمام جہان کی لعنت کا مستحق بنا گو آپکو اوسمین تامل رہ سکتے ماموں صاحب اتو حیدر علی کا دمدمہ گر گیا کیڑے کا حال معلوم ہوگیا باقی تفصیلی جواب اسکا آپکی سمجھ سے باہر ہے اسلئے نہ لکھا تاریخ اضمحلال اسلام دیکھو۔

قتل موتوق معاذ اللہ آپ صرف غصب فرج کی حدیث کو مفتریات سنیان تصور کرتے ہین اور مین عرض کرتا ہون کہ غصب فدک اور غصب خلافت اور غصب خمس اور احراق بیت اور اسقاط حمل اور رسن بگلو کرنا وغیرہ یہ سب کے سب اختراعات عبد اللہ بن سبا سے ہین اور اعتقاد کو درست کرکے ان سب ہفوات کو دل سے محو کرنا چاہیے ؎ باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ٭ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ٭ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔

دفع الوثوق- غصب خلافت وخمس وفدک واحراق بیت فاطمہ وغیرہ وغیرہ کو اگر مفتریات عبد اللہ بن سبا سے سمجھتے ہین جو آپکے اساتذہ کا استاد کامل ہی تو صحاح ستہ وغیرہ کو جلا کر چھٹی کیجیے جب تک وہ کتابین دنیا مین باقی ہین کیونکر افترا کہہ سکتے ہین - چونکہ اس بحث کا مفصل جواب نہایت مدلل طور پر کئی بار کتابون مین شایع ہوچکا ہے حاجت جواب نہین -

قول سوثوق- بعد اسکے قول آپکا کہ اب ہم پوچھتے ہین کہ مشتبہ کرنا حضرت عیسیٰ کا قوم یہود پر چنانچہ قرآن مجید ناطق ہے الی آخر ما قلم اور معاذ اللہ حیلہ اور فریب کیا اور باعث چندین شرور ومفاسد بین الیہود والنصاری ہوا الی آخرہ سخت حیرت ہی کہ آپ اوپر تحریر مجتہد صاحب کے ایسا وثوق فرماتے ہین کہ جتنے مفسرین ومحدثین جناب کے ہین سب کے سب پایۂ اعتبار سے ساقط ہوکے جاتے ہین وقت تحریر جواب کے جنابنے ایک آدھ تفسیر بھی اپنے مذہب کی دیکھ لی ہوتی تو اسطرح کا شبہ آپکو واقع نہوتا۔ حضرت عیسیٰ کے قصہ کو ساتھ قصہ جنبہ کے مماثل فرمانا جناب کا یا مجتہد صاحب کا فہم اور ادراک ہی دوسرا اکا ہیکو ایسی بے ٹھکانے باتین لکھنے گا۔ کمترین کی یہ غرض ہی کہ جب جناب امیر نے بدلے حضرت ام کلثوم کے ایک زن جنیہ اجنبیہ ہمبستر خلیفۂ ثانی کے فرمائی اور حضرت ام کلثوم کو ہمبستری خلیفۂ ثانی سے بچایا یہ امر تو خلاف شرع حضرت امیر سے واقع ہوا کیونکہ حضرت امیر کو احکام خدا اور رسول کے بدلنے کا اختیار نہ تھا اور ممانعت ہمبستری زن غیر کیواسطے نص قطعی کلام خدا اور رسول مین موجود ہی کہ حاجت تصریح کی نہین اکابر واصاغر سب جانتے ہین پس یہ دعویٰ آپکا اور مجتہد صاحب کا ہر فعلیکہ از معصوم صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہٗ تعالیٰ باید دانست۔ اسوقت راست اور درست ہو کہ تقلیب شریعت محمدی کا حضرت امیر کو اختیار حاصل ہو جبتک یہ ثابت نہ کیجیے گا تب تک کوئی قول آپکا یا کوئی دعوی مجتہد صاحب کا راست تصور نہ کیا جاویگا یہ سب طبعزاد مضامین مخترعہ حضرت مجتہد صاحب ہین جسکو آپ شگرف اور رنگین جانتے ہین آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ زن مزدوجہ اور زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن وحدیث سے تو ثابت کیجیے اگر آپ اسکی حلت ثابت کر دینگے تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت آزادی بلا قید ان لوگون کو حاصل ہوجاویگی اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی اور ساتھ دعای خیر کے جناب کو یاد کریگی اور پیغمبرون کی اوٹ مین آئمہ اطہار کو لاکر ٹھالنا اور یہ فرمانا۔ ہر فعلیکہ از معصوم

صادر شود آنرا ناشی از حق سبحانہ تعالےٰ باید دانست کام ذوالعقول انہین احکام انبیا اور احکام ائمہ اور وہ لوگ آمر بہہ لوگ مامور تھی اپنے اپنے فہم کا قصور یا نفس امّارہ کا فتور۔

دفع الوثوق اولاً اس تقریر کی بنیاد ہی نافہمی پر ہے کیونکہ مولویصاحب مرحوم دربارۂ اشتباہ حضرت عیسی روح اللہ نہ روایات شیعہ کے منکر ہین نہ روایات اہل سنّت کے بلکہ اون کا مطلب صرف یہی تو یہ ہے کہ جب خدا نے باانہمہ قدرت ایک یہودی کو مشابہ حضرت عیسے قرار دیکر تمام یہود کو مشتبہ کیا اور کوئی مکر و حیلہ کا الزام خدا پر نہین لگاتا تو اگر جناب امیر نے بھی باانہمہ مجبوری ایک جنیہ کو متمثل کر کے خلیفہ کو مشتبہ کیا تو کیا الزام آسکتا ہے۔

ثانیاً کمترین کی غرض جو یہان ظاہر ہوئی ہے وہ پہلے نہین ظاہر ہوئی تھی۔کیونکہ وہان آپکی تقریر یہ ہے۔ بھلا حضور غور فرمائین کہ وہ نفس قدسی ایسے امر کے مرتکب ہوئے کہ جسمین معاذ اللہ حیلہ و فریب ناجائز پایا جاوے ۔ سو اسکا جواب کنا میان صاحب مرحوم نے دیا کہ جب خدا نے ایسا کیا ہے تو جناب امیر پر حیلہ و فریب کا الزام کیونکر آسکتا ہے۔بہرکیف اب آپکی غرض یہ ہے کہ بتجویز جناب امیر خلیفہ کی ہمبستری مین ایک جنیہ حاضر ہوتی تھی جس سے نکاح نہین ہوا تھا تو جناب امیر اس فعل حرام کے باعث اور مجوز ٹھہرے یہ خلاصہ ہے آپکی تقریر کا۔ مگر افسوس ہے کہ آپنے اسپر نہین غور کیا کہ زنا کسکی طرف سے ہوا۔ اور کیونکر ہوا۔کیونکہ جب عقد اوسی جنیہ ہی سے ہوا تو پھر زنا کیسا کیونکہ جنیہ تو راضی ہی ہو چکی تھی عقد پر۔اوسی سے عقد ہی ہوا تہا ادہر سے تو زنا ہوا نہین باقی رہا زنا از جانب عمر جو بخیال اپنے دوسری عورت سے ہم صحبت ہین اور رہے وہ دوسری عورت پس اسکا جواب یہ ہے کہ وطی بالشبہ کا مسئلہ جاری ہو گا دیکھئے شرح وقایہ ... ولامن وطی اجنبیہ زفت الیہ وقیل ھی عرسک و علیہ مہرھا یعنی جو شخص وطی کرا جنبیہ سے جو اوس نزدیک کی گئی ہو تو اوسپر حد نہین اور مہر واجب ہے اوسکا۔ پھر جناب امیر مجوز زنا کیونکر ہوئے الزامات سمجھ لیا کیجئے تب منہ سے نکالئے۔ یہ سب تقریرین بھی اوسی فرض و تسلیم کی بنیاد پر ہے کہ روایت مذکورہ کو دو منٹ کیلئے قبول کرین ورنہ عدم صحت اس روایت کی ظاہر کر چکا ہون۔ باقی رہی یہ عبارت آپکی۔ آپکی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ

زن مرد وجر در زن ہمبستر اور اسکی حلت کی خبر قرآن وحدیث سے تو ثابت کیجیے اگر آپ
اسکی حلت ثابت کردیجئیگا تو بہت بڑا احسان امت محمدی پر جناب کا ہوگا کہ آپکی بدولت

آزادی بلاقید ان لوگون کو حاصل ہوجائیگی - اور تمامی امت شکنجہ شریعت سے نجات پاویگی صد ۵۵
میری سمجھہ مین نہ آئی مگر قرینہ سے سمجھتا ہون کہ آپ عموماً اور تو ہمی حلت کے متمنی ہین بلاقید
نکاح وغیرہ تو خیر ڈبل شکریہ ادا کیجئے - آپکے قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ محی الدین عربی
اسکا فتوے دے گئے ہین چنانچہ ملا علی قاری جزری ابن عبدالعدبن سبکی سے ناقل ہین کہ
محی الدین عربی قائل ہین کہ عالم قدیم ہے اور فروج بنی آدم حلال ہے کنز مکتوم صد ۶۶
مولوی صدیق حسن خان ابجد العلوم مین کہتے ہین کہ ابن عربی اور ابن فارض و
ابن سبعین اور اونکے اتباع نے کتب مین خصلہ کفریہ جمع کئے ہین مثل قول وحدة الوجود
اور تحلیل جمیع فروج کی اور یہ کہ قرآن تمام تر شرک ہے صد ۵۹ -
چونکہ آپ سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ہین لہذا آپکو یہ قول اپنے پیر و مرشد کا بہت کچھ مطبوع
خاطر ہوگا - لیجیے ایسے بزرگ اسم بامسمےٰ کی بدولت آپلوگ کو آزادی بلاقید حاصل ہوئی -
اور شکنجہ شریعت سے مخلصی ہوئی - اور اگر آپنے خلع خلافت کیا ہو طریقہ تصوف سے دست بردار
ہوکر امام فقیہ بننا چاہتے ہین تو لیجئے آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کا کھلا مسئلہ موجود ہے
کہ اگر کوئی اپنی مان بہن سے نکاح کرلے تو اوسپر حد نہین ہدایہ جلد اول صد ۴۹۶ اور تفسیر کبیر
مین ہے کہ کہا شافعی نے اگر کوئی نکاح کرے اپنی مان کے ساتھہ اور دخول کرے تو اوسپر
حد ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین حد نہین ہے اوسپر - اور شرح وقایہ مین ہے کہ
اگر زن اجنبیہ کے ساتھہ جسکو یہ کہا جاسے کہ تیری زوجہ ہے ہمبستری کرے تو اوسپر
حد نہین اسیطرح اگر اپنی کسی محرم کے ساتھہ نکاح کرے تو اوسپر بھی حد نہین اور امام
شافعی کہتے ہین کہ جو بیٹی زنا سے پیدا ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہین -
اب یہ ماموں صاحب کو مبارک ہو کہ اونکے بزرگان دین ائمہ شرع متین نے کوئی
قید باقی نہین رکھی غیر تو غیر ہی ہین جنسے پوچھنے کھوجنے کی ضرورت نہین اپنی مان
بہن خالہ پھوپھی بھی امام اعظم کے فتوے سے حلال ہین مگر نکاح پڑھوا کر جسمین
قاضی کو چار تنکہ دینے ہونگے - اور بیٹی تو بالکل حلوا بے دود ہے زنا سے
پیدا کر لو پھر اوسکو شیر مادر سمجھو - افسوس ہے ماموں صاحب کو یہ مسائل اسوقت

معلوم ہوے کہ جب بڑھاپے سے جوانی کی اُمنگین نکالدین اور مشائخ کے زمرہ مین داخل کر دیا - ہان مامون صاحب یہ بھی یاد رکھئے کہ آپکے ائمہ دین نے جن محرمات وغیر محرمات کی حلت کا فتوی دیا ہے وہ مخصوص ایک ہی طرف سے نہین بلکہ دونون طرفسے جسپر آیہ نساءکم حرث لکم حسب تفسیر اہلسنت شاہد ہے اور خلیفہ دوم کا عمل درآمد دوسرے طرفسے تھا - ابن عمر کا عام فتوی تھا کہ عورتونکی دبر مین کرنا چاہیے - دیکھئے تفسیر کبیر و تفسیر درمنثور - صحیح بخاری - فتح الباری وغیرہ اور سنا ہے کہ آپکے مذہب مین تو بیٹی بہن کی تجارت بھی جائز ہے - چنانچہ نواب صدیق حسن خان فتح البیان مین بتفسیر آیہ وتجارۃ تخشون کسادھا - ابن مبارک سے ناقل ہین ان المراد بالتجارۃ فی ھذہ الایۃ البنات والاخوات اذا کسدن فی البیت لا یجدون لھن خاطبا ص ۲۲۵ ج ۴ یعنی تجارت سے مراد بہن بیٹیان ہین جو گھر مین ہون کہ کوئی اونکا خواستگار نہ ملے کیا عجب ہے کہ اہل سنت اب اسکی بھی تجارت شروع کرین - زیادہ حد ادب مانع ہی اسکے بعد مامون صاحب نے قصہ حضرت عیسے کو کچھ کتب شیعہ سے بھی ثابت کیا ہی جو تکراری نہین اسیطرح حضرت خضر و یوسف ع کے واقعات کا کتب شیعہ سے ثبوت دیا ہے جس سے بجز حماقت قائل اور کچھ نہین حاصل - کیونکہ یہ سب عین تقریر مولوی کرار علی صاحب مرحوم ہین جنکا منشا یہ ہے کہ جب انلوگون کے افعال باعتبار ظاہر اور تھے اور باعتبار باطن اور کہ حضرت خضر نے بظاہر خون ناحق کیا بلا سبب کشتی توڑ دے اور باطناً عین مصلحت و حکم خدا کے مطابق تھا - اسیطرح حضرت یوسف نے بظاہر اپنے بھائی کو چور بنایا اور درحقیقت وہ چور نہ تھے - تو اگر اسی ظاہر و باطن کے بنیاد پر قول جناب امیر ع قبول کیا جائے تو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے - واہ رشید المتکلمین صاحب تو تکفیر و امام ماننے مین محی الدین کے یہ جواب دین کہ تکفیر اونکی باعتبار ظاہر شرع تھی اور امامت یا ولی اللہ ہونا اونکا باعتبار باطن - مگر جناب امیر کو آپکے یہان وہ درجہ بھی نہین ملتا جو محی الدین کو عطا ہوا - اس محبت و ولا کا کیا ٹھکانا ہے -

عقد حضرت ام کلثوم علیہا السلام کے متعلق مامون صاحب نے اسیقدر گفتگو کی تھی جسکا جواب مختصر طور پر عرض کیا گیا - بعد اسکے کچھ اور مضامین آیات بینات سے منتخب کر کے لکھے ہین جسکا جواب رجم المجرات مین شائع ہو چکا

اوسکا جواب فضول سمجھ کر خموشی پر عمل کیا - صدہا مرتبہ ایسے امورونکے جوابات ہو چکے ہین جکے رد پر اجتک کوئی سنی نہ قادر ہوا تو ناحق دماغ سوزی سے کیا فائدہ -

خاتمۃ الکلام

بحث عقد حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما السلام تو بمنہ تعالے باحسن وجوہ حل ہوا مگر دو تین امر بطور فوائد اور لکھنا مناسب ہے جو طالبان تحقیق کو موجب مزید بصیرت ہو -

فائدہ اولی - ام کلثوم - زید - رقیہ کی تحقیقات کو پہر تین بحثون مین جداگانہ لکھتا ہون -

پہلی بحث زوجیت ام کلثوم - پیشتر ازین بیان ہو چکا ہے کہ تین ام کلثوم زوجیت خلیفہ دوم مین مستقلاً تھین ایک ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ دوسری ام کلثوم بنت عقبہ - تیسری ام کلثوم بنت جمیلہ مادر عاصم بن عمر -

ام کلثوم بنت جرول پر تو تمامی مورخین ومحدثین کو اتفاق ہے کہ زوجہ عمر تھی جس سے زید بن عمر پیدا ہوئے - مگر اسمین اختلاف ہے کہ کب سے وہ زوجہ عمر ہوئی ابن حجر عسقلانی اور سیوطی وغیرہ اسکی زوجیت کی حالت کفر سے دونون کے قائل ہین چنانچہ اصابہ مین ہے (۱) زید بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی شقیق عبد اللہ بن عمر المصغر امہما ام کلثوم بنت جرول کانت تحت عمر ففرق بینہما الاسلام لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا ابو الجہم بن حذیفۃ وکان زوجہا قبلہ عمر ذلک ذکر الزبیر وغیرہ - فہذا یدل علی ان زیدًا ولد فی عہد النبی م فیکون من ہذا القسم ملخ ج ۲ - پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین (۲) ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیۃ کانت زوج عمر بن الخطاب وہی والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر وفی فتح ذکرہا فی البخاری غیر مسماۃ وان عمر طلقہا لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر وسماہا الطبرانی وقال

تن وجہا بعد عمر ابو جہم بن حذافہ ص۱۹۵ ج۲ ہو کہ زید بن عمر بن خطاب برادر مادری
عبید اللہ بن عمر ہے جسکی مان ام کلثوم بنت جرول تھی جو تحت مین تھی عمر کے
اسلام نے دونون مین تفریق کردی جسوقت آیہ لا تمسکوا بعصم الکوافر
نازل ہوا۔ پس بعد اوسکے تزویج کیا اوس سے ابو الجہم بن حذیفہ نے اور
اسکے پہلے ام کلثوم مذکورہ زوجۂ عمر تھی ذکر کیا ہے اسکو زبیر بن بکار وغیرہ نے
اس سے معلوم ہوا کہ زید بن عمر کی ولادت عہد نبی مین ہوئی تو دوسرے قسم کا صحابی وہ
بھی ہوا۔ اور دوسرے مقام پر کہا کہ ام کلثوم مادر عبید اللہ بن عمر کا ذکر بخاری مین
بھی آیا ہے بغیر نام کے اور عمر نے نزول آیہ کے بعد طلاق دیا بعدہ ابو جہم نے اس سے
عقد کیا۔

اور علامہ سیوطی تفسیر در منثور مین فرماتے ہین کہ طلحہ سے روایت ہے کہ بعد نزول آیہ مذکورہ
مین نے طلاق دیا اپنی زوجہ اروی بنت ربیعہ کو اور عمر نے دو زوجہ کو طلاق دیا۔
ایک قریبہ بنت امیہ دوسری ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ خود رسول اللہ نے اس ام کلثوم کا عقد پڑھا ابو جہم سے ص۲۰۷ ج۶ در منثور۔
غرض ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول حالت کفر خلیفہ سے
انکی زوجیت مین تھی اور حدیبیہ کے بعد سے جو ۶ سنہ مین ہے ان دونون میان بی بی
مین بوجہہ نزول آیہ مذکورہ مفارقت ہوئی حالانکہ یہ بیان محض غلط ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ ابو الجہم مذکور معمرین قریش سے ہے جو شریک بناء خانۂ کعبہ تھا اور اوسی
قبیلہ سے ہے جو قبیلہ خلیفۂ دوم ہے ص۲۲ ج۷ اصابہ۔ تو اب خلاف رواج
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم کے بزرگ بعد خلیفہ اوسکی عورت سے عقد کرین۔
دوسرے یہ کہ اسی ابو الجہم کا بیٹا عبد اللہ برادری زید بن عمر ہے کہ دونونکی مان
ام کلثوم بنت جرول ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے واخو زید الاصغر
وعبید اللہ لامہما عبد اللہ بن ابی جہم بن حذیفۃ وسمارثۃ بن الخزاعی
ولہ صحبۃ ص۲۸۱ ج۲ اور اصابہ مین ہے عبد اللہ بن ابی الجہم بن حذیفۃ بن
غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی
قال ابن سعد اسلم عام الفتح مع ابیہ وخرج الی الشام غازیا فاستشہد

باجنادین وکذا قال البغوی والزبیر بن بکار وغیرهما واسم ابی الجهم عامر وقیل عبد اللہ وعبد اللہ اخو عبید اللہ بن عمر بن الخطاب لامہ امهما ام کلثوم بنت جرول الخزاعیۃ وکانت کانت عند ابی الجهم قبل عمر صفحہ ۲۷ ج ۲ پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہیں عبد اللہ بن الاقرم بن عبید ویقال ابن عامر بن حذیفۃ بن خانم ہو عبد اللہ بن ابی الجهم قال الزبیر بن بکار امہ ام کلثوم بنت جرول والدۃ عبید اللہ بن عمر بن الخطاب واسلم عبد اللہ یوم الفتح مع ابیہ واستشهد باجنادین بالشام صفحہ ۴۲ ج ۲ - خلاصہ ان سب کا یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابی الجهم برادر مادری زید — وعبید اللہ بن عمر جو قریشی و عدوی ہے اور ماں تینونکی ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ ہے اسلام لایا اپنے باپ کے ساتھ ۸ھ فتح مکہ کیوقت تو یہ ام کلثوم قبل عمر ابو الجهم کی زوجہ تھی - یہ عبد اللہ بن ابی الجهم جو سنہ فتح مین اپنے باپ کے ساتھ اسلام لایا - جنگ اجنادین مین شہید ہوا جو ملک شام مین جنگ ہوئی تھی - جس سے معلوم ہوا کہ ابو الجهم کا بیٹا عبد اللہ جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا - فتح مکہ یعنی ۸ھ مین ایسا جوان تھا جو باپ کے ساتھ اسلام لایا اور ۱۳ھ مین غازیانہ شہید ہوا تو اب یہ بیان کہ بعد طلاق عمر ۶ھ مین اسکا عقد ابو الجهم سے ہوا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے تیسرے جب ابو الجهم کا اسلام مع فرزند ۸ھ مین ہے تو ۶ھ مین رسول اللہ نے اسکا عقد ام کلثوم سے کیونکر پڑھا -

چوتھے جب خود ابن حجر کہتے ہین کہ ام کلثوم مذکورہ پہلے زوجۂ ابو الجهم تھی جس سے عبد اللہ پیدا ہوا جو ۸ھ مین ایسا جوان تھا کہ اسلام لایا اور تین برس بعد جنگ اجنادین مین شہید ہوا تو یہ قول ابن حجر کہ عمر پہلے شوہر تھے ام کلثوم کے اور ۶ھ مین انہون نے اسکو طلاق دیا جسکے بعد زوجۂ ابو الجهم ہوئی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے -

پانچوین تاریخ خمیس سے حارثہ بن وہب خزاعی کا پیدا ہونا بھی اسی ام کلثوم مذکورہ سے ہوا اوسکے متعلق اصابہ مین ہے حارثۃ بن وہب الخزاعی امہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک الخزاعیۃ فهو اخو عبید اللہ بن عمر

لامہ ولہ روایۃ عن النبی صلعم وعن حفصۃ بنت عمر و غیرھا ولہ فی الصحیحین اربعۃ احادیث صفحہ ۳۱۷ جلد ۱ - یعنی حارثہ بن وہب خزاعی کی ماں ام کلثوم بنت جرول ہے وہ برادر مادری ہے عبید اللہ بن عمر کا جو روایت کرتا ہے رسول اللہ صلعم سے اور حفصہ و غیرہا سے اوسکی چار حدیثین صحیحین مین موجود ہین - پس جب حارثہ بن وہب جو بطن ام کلثوم سے پیدا ہوا بوقت وفات رسول اللہ صلعم سلہ اتنا سن رکھتا تھا کہ راوی حدیث رسول بنا جسکا سن پانچ سات سال سے کم نہونا چاہیئے تو یہ دعوی کہ پہلے وہ زوجہ عمر تھی سنہ ۷ھ مین دونون سے مفارقت ہوئی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے -؟

چھٹی اس حارثہ اور عبید اللہ بن جہم کو جو بطن ام کلثوم سے تھا کل علما صحابی اور راوی حدیث بیان کرتے ہین بخلاف اسکے زید بن عمر کو جو اسی ام کلثوم سے تھا اور بقول علمائے اہل سنت حارثہ بن وہب و عبد اللہ بن ابی الجہم سے بڑا تھا کوئی عالم بجز ابن حجر صحابی بھی نہین کہتا اور راوی حدیث ہونے کا تو خود ابن حجر کو بھی دعوی نہین تو پھر یہ دعوے کہ عمر نے سنہ ۷ھ مین طلاق دیا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے -

کوئی براے خدا ان محققین نامدار سرآمد روزگار سے دریافت کرتا کہ جب ابو الجہم سنہ ۸ھ تک اسلام ہی نہین لایا تھا - تو رسول اللہ صلعم نے ام کلثوم زوجہ عمر سے سنہ ۶ھ مین اوسکا عقد کیونکر کیا - اور جب ام کلثوم سنہ ۶ھ مین مسلمان ہی تھی تو عمر نے طلاق ہی کیون نہ دیا - اور جب اوسکا عقد سنہ ۶ھ مین ابو الجہم سے ہوا تو اوسکا لڑکا سنہ ۸ھ مین ایسا جوان کیونکر بنا جو قابل قبول اسلام ہوا کہ سنہ ۱۱ھ مین غازی بنکر شہید ہوا جسکے لئے کم سے کم بیس ۲۰ پچیس ۲۵ برس کا سن ہونا چاہیئے - اور اوسی ام کلثوم سے پھر حارثہ بن وہب کیونکر پیدا ہوا جو بوقت وفات رسول صلعم سنہ ۱۱ھ کم سے کم چھ سات برس کا تھا اور جسکا باپ حارثہ کافر ہی رہا - ان سب باتون کے ساتھ زید بن عمر جو بڑا بھائی ہے نہ صحابی ہے نہ راوی حدیث اور اسکے چھوٹے بھائی عبد اللہ بن ابو الجہم و حارثہ بن وہب وقت وفات رسول صلعم جوان ہین صحابی ہین

راوی حدیث ہین۔

اب اصلیت اس واقعہ کی یہ ظاہر ہوئی ہے کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ پہلے زوجۂ ابو الجہم تھی جسکا اقرار ابن حجر کو بھی ہے۔ اوس سے عبد اللہ بن ابو الجہم پیدا ہوا۔ جو باپ کے ساتھ ۸ھ مین مشرف باسلام ہوا۔ اور ۱۳ھ مین اجنادین کی لڑائی مین قتل ہوا۔

بعد مفارقت ابو الجہم زوجیت وہب خزاعی مین آئی جس سے حارثہ بن وہب پیدا ہوا جو عبد اللہ بن ابو الجہم سے خورد سال ہے کیونکہ عبد اللہ بوقت وفات رسولؐ پورا جوان تھا۔ اور حارثہ کا اتنا سن تھا کہ حدیث رسولؐ یاد کیا اور اوسکا باپ وہب کافر ہی رہا جیساکہ اصابہ مین ہے۔ وہب بن حرب کو صحابی کہنا غلط ہے صواب یہ ہے کہ حارثہ بن وہب صحابی تھا ص۳۲۳ ج ۳ جس سے علما کا اشتباہ اور وہب کا غیر صحابی ہونا بھی ظاہر ہوا۔ اسکے بعد وہ زوجیت عمر مین آئی تو طلاق دینا عمر کا ۶ھ مین اور اوسکے بعد ابو جہم کے نکاح مین آنا یقینی غلط ہوا۔

یہ تو ایک اشتباہ ہے۔ دوسرا اشتباہ سنئے کہ چند جگہ تو ام کلثوم بنت جرول لکھا ہے اور ایک جگہ ام کلثوم بنت عمرو بنت جرول اور تیسرے مقام پر لکھتے ہین ملیکۃ بنت ابی امیۃ لہا ذکر فی طبقات النساء من طبقات ابن سعد و ان عمر طلقہا لما نزلت ولا تمسکوا بعصم الکوافر فتزوجہا معویۃ وہی والدۃ عبید اللہ بالتصغیر بن عمر بن الخطاب ص۲۷۰ ج ۴

کہ ملیکہ بنت ابی امیہ کو عمر نے بوقت نزول آیہ ولا تمسکوا طلاق دیا جسکے بعد معویہ نے اوس سے عقد کیا اور وہ والدہ ہے عبید اللہ بن عمر بن خطاب کی۔

اب کوئی سنی برائے خدا کہے کہ ان تین قولون سے کون قول صحیح ہے ام کلثوم بنت جرول یا ام کلثوم بنت عمرو بن جرول یا ملیکہ بنت ابی امیہ زوجۂ عمر تھی جسکو بعد نزول آیہ طلاق ہوا اور ان تینون مین کون والدہ عبید اللہ و زید ہے کیونکہ بقول ابن حجر تینون مادر عبید اللہ ٹھہرتی ہین تو تینون مادر زید بن عمر بھی ٹھہرین یہ سبب تحقیقات علامہ ابن حجر کی ہے اب ذرہ

اونکی تحقیقات ملاحظہ ہو جو اہلحدیث کے امام ہین اور اونکی کتاب صحیح ہے کہ قرآن بھی اوتنا صحیح نہین یعنی امام بخاری صاحب جو ایک جگہ فرماتے ہین حتی بلغ بعصم الکوافر فطلق عمر یومئذ امرأتین کانتا لہ فی الشرک فتزوج احدیھما معویۃ بن ابی سفیان والاخری صفوان بن امیۃ ص۱۲ فتح الباری جلد۳ بعدہ لکھتے ہین وحکم علی المسلمین ان لا تمسکوا بعصم الکوافر ان عمر طلق امراتین قریبۃ بنت ابی امیۃ و بنت جرول الخزاعی فتزوج قریبۃ معویۃ و تزوج الاخری ابو جہم ص۱۲ ج۳ اور تیسری مقام پر لکھتے ہین عن ابن عباس کانت قریبۃ بنت ابی امیۃ عند عمر بن الخطاب فطلقھا فتزوجھا معویۃ بن ابی سفیان ص۱۹۳ ج۴ (۱) بعصم الکوافر کے نزول کے بعد عمر نے طلاق دیا دو عورتون کو جو اوسکے ساتھ تھین حالت شرک سے ایک سے معویہ نے عقد کیا دوسری سے صفوان بن امیہ نے (۲) عمر نے قریبہ بنت ابی امیہ کو اور بنت جرول کو طلاق دیا ایک سے معویہ نے عقد کیا دوسری سے ابو جہم نے (۳) قریبہ بنت ابی امیہ عمر کے پاس تھی اوسکو عمر نے طلاق دیا جس سے معویہ نے عقد کیا۔

جب خود صحیح بخاری کی ایک حدیث مین اتنا اختلاف ہے تو اہل سنت کس روایت پر ایمان لائین گے۔ یہان پر خود ابن حجر کو بھی تاب ضبط باقی نہ رہا بخاری پر اعتراض کر بیٹھے۔ چنانچہ قریبہ بنت ابی امیہ کی شرح مین لکھتے ہین یہ بہن ہین حضرت ام سلمہ کی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت تک جو زمانہ مابین حدیبیہ و فتح مکہ ہے قریبہ نے اسلام نہین قبول کیا تھا۔ و فیہ نظر کیونکہ نسائی سے بسند صحیح ثابت ہے کہ اوسکی ہجرت قدیم ہے کیونکہ حضرت کا عقد ام سلمہ سے بعد احد ہے اور اوسوقت قریبہ مدینہ مین تھی۔ اور اسلام لاچکی تھی۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بغرض زیارت اپنی خواہر ام سلمہ کے مدینہ آئی ہو یا اپنے شوہر عمر کے ساتھ تھی ہو مگر اپنے دین پر یعنی کافرہ تھی ہو تو صرف اوسکی حاضری سے وقت عقد حضرت ام سلمہ اوسکا اسلام

نہین ثابت ہو سکتا - مگر اس احتمال کا رد اس سے ہوتا ہے کہ عبدالرزاق زہری سے
راوی ہین کہ عمرؓ نے جن دونو عورتون کو طلاق دیا وہ مکہ مین تھین تو اب مقیم مدینہ
ہونا اوسکا غلط ہوا - دوسرا احتمال یہ ہے کہ ام سلمہ کی دو بہنین تھین اور دونوکا
نام قریبہ تھا ایک قریبہ وقت عقد ام سلمہ مسلمان تھی اور دوسری کافرہ تھی جو زوجۂ
عمر تھی - اسکا موئد یہ ہے کہ ابن سعد نے طبقات مین لکھا ہے قریبہ صغری زوجہ
تھی عبدالرحمن بن ابی بکر کی ص۱۹۳ -
دیکھا آپنے تحقیقات اہل سنت کو کہ جتنے منہ اوتنی باتین صحت صحیح بخاری کے لئے
کتنی تاویلین کی گئین - اور کوئی بات ٹھیک نہوئی - قریبہ جب زوجۂ عبدالرحمن ہے
تو زوجۂ عمر کیونکر ہوئی - یہان پر تو ابن حجر نے ایک بات بنا دی کہ ممکن ہے دو قریبہ ہو
مگر اصابہ مین تصریح کر دی کہ یہی ایک قریبہ تھی جسکو ابن سعد قریبہ صغری کہتے
ہین جو زوجہ عبدالرحمن بن ابی بکر تھی ص۱۸۳ یہان پر قریبہ نامی جتنی عورتین ہین اونکی
یہ فہرست ہے قریبہ[۱] بنت ابی امیہ زوجہ عبدالرحمن جو مذکور ہوئی قریبہ[۲] بنت زید -
قریبہ[۳] بنت ابی سفیان قریبہ[۴] بنت ابی قحافہ خواہر ابو بکر ص۵۲ - اسکے سوا کوئی
قریبہ نہین جو زوجۂ عمر کہلاے -
اب فرمائے کہ ابن حجر کے نام پر روؤن یا بخاری کے نام پر جو ایک دوسرے کے
مخالف ہین اور اصل واقعہ کے سب خلاف ہین - تعجب یہ ہے کہ کہان تو
میان عمر کی یہ شوکت بیان ہوتی ہے کہ انکے اسلام لانے سے قریش کی
قوت نصف ہو گئی مسلمانونکی عزت بڑھگئی - اور کہان یہ کہ دو دو کافر عورتونکے
پنجے مین ہین نہ اون پر کوئی داؤ چلتا ہے نہ زور ایسا بہادر با اثر جوشیلا
مسلمان اپنی جوڑون کو بھی مسلمان نہین کر سکتا تو کیا کر سکتا ہے -
بہرحال بخاری و ابن حجر کا یہ مقولہ کہ عمر نے بعد نزول آیہ سنہ ۶ مین ام کلثوم
بنت جرول کو طلاق دیا جسکے بعد اوسکا عقد ابو الجہم سے ہوا غلط ہے
ہان یہ ہو سکتا ہے کہ قریب وفات رسول اللہ یا بعد وفات وہ عقد عمر مین آئی
جس سے پہلے عبید اللہ بن عمر پیدا ہوا بعدہ زید بن عمر - جسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ

شاہ عبدالعزیز صاحب وجہ تسمیہ زید مین لکھتے ہین کہ خلیفہ دوم کے بھائی زید بن خطاب سلہ جنگ یمامہ مین قتل ہوئے تھے جنسے نہایت درجہ محبت تھی اسیوجہ سے اپنے لڑکے کا نام زید رکھا۔

بحث دوم زید بن عمر

دوسری بحث زید بن عمر کی ہے جسکی ولادت بطن ام کلثوم بنت جرول سے بکر ثابت ہوچکی ہے کہ وہ برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور برادر مادری عبداللہ بن ابوالجہم وحارثہ بن وہب خزاعی ہے۔

مگر وہی علما جنکے تحقیقات کی حالت مذکور ہوئی اور جنکو ابھی تک دو ام کلثوم کی حالت نہین معلوم ہوئی کذا فی الاصابہ صفحہ ۴۹۵ جلد ۴ تین زید تین ام کلثوم کیلئے بیان کرتے ہین اول زید بن عمر بطن ام کلثوم بنت جرول سے۔ دوسرے زید بطن ام کلثوم جمیلہ سے جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے۔ تیسرے زید بطن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے جو بروایت زہری حدیبیہ سے زوجیت عمر مین آئی۔ اور ابن حجر اسکو زوجہ زید بن حارثہ بتاتے ہین کہ زید و رقیہ دونو اسی ام کلثوم سے پیدا ہوئے صفحہ ۱۵۷ جلد ۲ پس چونکہ روایت صحیح عطار خراسانی مین اور کوئی واقعہ نہین مذکور ہے بلکہ صرف زید و ام کلثوم ماں کا ساتھ مرنا بیان ہوا ہے بلا تصریح ابنیت زید و بنتیت ام کلثوم تو ممکن ہے یہی زید و ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کا کل قصہ ہو جسکا موید زید و رقیہ کا حقیقی بھائی بہن ہونا بھی ہے۔

اور اگر اون روایات غیر صحیحہ پر خیال کیا جاے جنمین علاوہ موت زید و ام کلثوم یہ بھی مذکور ہے کہ زید خانہ جنگی بنی عدی مین زخمی ہوا اور ماں اوسکی پہلے سے بیمار تھی کہ دونون نے ساتھ وفات کی۔ تو ضروری ہوا کہ اس واقعہ کو زید بن عمر سے متعلق کرین جسکی ماں ام کلثوم ہے۔ لہذا التحقیق تعداد زید بن عمر لازم ہے۔

متقدمین کی کتابین تو صرف ایک زید بن عمر کی قائل ہین جیسا کہ مروج الذہب مسعودی اور کتاب المعارف ابن قتیبہ مین ہے مگر مسعودی اسی زید بن عمر کو

تعداد زید

برادر حقیقی عاصم لکھتا ہے۔ جسکی مان ام کلثوم جمیلہ تھی۔ اور ابن قتیبہ اسی زید کو بطن
حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے قرار دیتے ہین۔ مگر بعض متاخرین نے دو
زید قرار دیا ہے ایک بطن حضرت ام کلثوم سے جسکا زید اکبر نام رکھا ہے دوسرا
بطن ام کلثوم بنت جرول سے جسکو زید اصغر کہتے ہین جسکا بطلان اسی سے ظاہر ہے
کہ اوسکی ولادت عہد رسول مین بیان کرتے ہین تو وہ اصغر کیونکر ہوا۔ بہر حال اگر ان
کل اقوال کی صحت تسلیم کیجاے تو لازم آتا ہے زید بن عمر تین ہون ایک بطن ام کلثوم
بنت جرول سے جو اتفاقی ہے۔ دوسرے بطن ام کلثوم بنت عاصم سے تیسرے
بطن حضرت ام کلثوم سے بلکہ دو زید کا اور اضافہ لازم آتا ہے ایک بطن
ام کلثوم بنت عمرو بن جرول سے دوسرے بطن ملیکہ بنت ابی امیہ سے کیونکہ
زید برادر حقیقی عبید اللہ بن عمر ہے اور عبید اللہ خلیفہ کی تین بیبیون سے
ہے تو زید بھی ان تین بیبیون سے ہوے اب کل تعداد زید بن عمر کی پانچ
قرار پاتی ہے۔ حالانکہ بجز ایک زید بن عمر اور ایک ام کلثوم کے کسی دوسرے
زید اور ام کلثوم کا حال کتب تواریخ و رجال مین نہین ملتا۔ بلکہ ابن قتیبہ
اور مسعودی نے تو تصریح کر دی ہے کہ زید بن عمر ایک ہی ہے۔ جس سے
معلوم ہوا کہ اصل زید بن عمر بھی ایک تھا جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے پیدا ہوا
جسپر تمامی علماے و مورخین و محدثین کا اتفاق ہے نہ دوسرا نہ تیسرا۔ یہی وجہ ہے
کہ تاریخ خمیس۔ اصابہ۔ معارف ابن قتیبہ وغیرہ مین جہان اس واقعہ وفات زید و
ام کلثوم کو لکھا ہے وہان ام کلثوم کو بلا قید بنتیت لکھا ہے جیسا کہ اصابہ سے
مذکور ہوا۔ اور جہان زید و ام کلثوم کو علیحدہ لکھا ہے وہان کچھ نہین لکھا۔ جس سے
معلوم ہوا کہ خود ان علما کو بھی ابھی اوسکی تحقیق نہین ہوئی۔ اسیوجہ سے
کسی ام کلثوم کی وفات کو بھی نہ لکھہ سکے تو اب یقینی طور پر معلوم ہوا کہ یہ سارا
قصہ اوسی زید بن عمر کا ہے جو بطن ام کلثوم بنت جرول سے تھا جسپر سبکو اتفاق ہے
جیسا کہ ام کلثوم مین اونکو اشتباہ ہوا کہ تین چار اصلی ام کلثوم کو مخفی کرکے حضرت
ام کلثوم بنت علی کی طرف زوجیت کی نسبت کی ویسا ہی اس ام کلثوم کے فرزند

زید کے بارے مین بھی اشتباہ ہوا کہ ام کلثوم بنت جرول سے منتزع کر کے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا۔ جسکی بدیہی دلیل علاوہ شرکت کربلا یہ ہے کہ اکثر علماے اہل سنت وفات حضرت ام کلثوم کو قبل یا بعد عبد اللہ بن جعفر بیان کرتے ہین جو سنہ کا واقعہ ہے

تیسری بحث رقیہ و ام کلثوم کی ہے جسکی نسبت بھی حضرت ام کلثوم کیطرف کیگئی ہے کہ زید و رقیہ دو نو بطن حضرت ام کلثوم سے پیدا ہوئے۔ جسکے متعلق بھی مین سابقاً لکھ چکا ہون کہ نہ عقد حضرت ام کلثوم ہوا نہ زید و رقیہ پیدا ہوے۔ تسلیم عقد پر بھی یہ ولادتین باعتبار سن ولادت و سن عقد و سن وفات محال ہے۔ مگر کچھ نئی تحقیقات اہل سنت کی یہان گذارش کرتا ہون۔

اولاً یہ کہ جو لوگ قائل بوقوع عقد ہین اور ولادت بھی مانتے ہین اونمین بھی خود اختلاف ہے کہ آیا صرف زید پیدا ہوا یا رقیہ بھی۔

ثانیاً۔ نام مین بھی اختلاف ہے چنانچہ کتاب المعارف مین ابن قتیبہ صاحب اسکا نام فاطمہ بتاتے ہین صنہ

مگر اسپر یہ ترقی کی کہ رقیہ کے نکاح کے بھی قائل ہوئے اور حضرت عمر کا داماد بھی بنا چھوڑا۔ چنانچہ تاریخ خمیس مین ہے کہ رقیہ خواہر زید اکبر کا عقد ابراہیم بن نعیم سے ہوا صـ۲۸۳ جز ۲ اور اصل موجد اس قول کا بلادری ہے۔ جیساکہ اصابہ مین ہے قلت وعند البلاذری انہ کانت عندہ رقیۃ بنت عمر ابن ام کلثوم بنت علی صـ۱۹۲ جز ا

اب اسکی حالت ملاحظہ ہو کہ یہ ابراہیم بھی قبیلہ بنی عدی سے ہے جو قبیلہ خلیفہ دوم ہے ابن سعد کہتے ہین کہ اسامہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا تھا جو جوان تھی اوسی سے اسکا عقد ہوا۔ اور زبیر بن بکار ناقل ہے کہ عمر نے اس ابراہیم سے اپنی ایک بیٹی کا نکاح کر دیا تھا۔ اس قول مین نہ نام لڑکی کا مرقوم ہے نہ اوسکی مان کا نام۔ ابو نعیم محدث اس حال مین قائل

تصحیف ہے۔ ان اختلافون کے بعد اب اصلیت اس واقعہ کی سنئے کہ اوسی اصابہ ہے وقال مصعب الزبیری کانت تحت ابراهیم ابن نعیم بن النخام بنت لعبد الله (لعبید الله) بن عمر الخطاب فماتت فاخذ عاصم بن عمر بن الخطاب بیداه فادخله منزله واخرج الیه ابنتیه ام عاصم وحفصة وقال له اختر فاختار حفصة فزوجها له فقیل له ترکت ام عاصم وهی اجملهما فقال رأیت جاریة رابعة (ربعة) وبلغنی ان آل مروان ذکروها فقلت لعلهم ان یصیبوا من دنیاهم فتزوجها عبد العزیز بن مروان

صد ۱۹۳ ج ۱۔ کہا مصعب زبیری نے کہ ابراہیم بن نعیم کے تصرف مین تھی دختر عبد اللہ (عبید اللہ) بن عمر جب وہ مر گئی تو عاصم برادر عبد اللہ بن عمر نے ابراہیم کا ہاتھ پکڑ کر گھر مین داخل کیا اور اپنی دونون بیٹیون ام عاصم وحفصہ کو اوسکے سامنے پیش کیا کہ جسے چاہو ان دونوں مین اختیار کرو۔ ابراہیم نے حفصہ کو پسند کیا اور اوس سے عقد ہوا کسی نے کہا کہ تو نے ام عاصم کو چھوڑ دیا جو بہت حسین ہے ابراہیم نے کہا کہ مین نے اسکو نوخیز لڑکی پایا اور یہ بھی سنا تھا کہ آل مروان اسکا تذکرہ کرتے ہین تو مجھے خیال ہوا کہ شاید اس لڑکی کی بدولت ان لوگون کو کچھہ مال ہاتھہ آجائیگا اونکے دنیا سے۔ اسکے بعد ام عاصم کا نکاح ہوا عبد العزیز بن مروان سے جس سے عمر بن عبد العزیز پیدا ہوا۔

سنا آپنے! یہی تحقیقات ہے اہل سنت کی جسپر سبکو ناز ہے کہان عبد اللہ یا عبید اللہ بن عمر کی بیٹی عمر کی بیٹی بنائی گئی۔ ابراہیم یکے بعد دیگرے پوتی داماد تھا صلبی داماد بنایا گیا۔ بلاذری صاحب کو جو پینک آئی تو یہ گپ ہانکی کہ وہ رقیہ تھی حضرت ام کلثوم کے بطن سے اندھے کو سوجھے ہرا ہی ہرا۔ وہی نقل ہے۔ حالانکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین کہ

رقیہ و زید کی پیدائش بطن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے ہوئی
مدارج ۲ اصابہ تیسو بروایت زہری حدیبیہ کے وقت سے زوجیت عمر میں آئی ہیں
تفسیر کبیر میں ہے۔ جس سے بالیقین معلوم ہوا کہ جہاں بوجہ اشتراک نام
رواۃ و علما کو زوجیت ام کلثوم میں اشتباہ ہوا کہ تین بلکہ چار ام کلثوم کے
زوجۂ عمر ہونے سے حضرت ام کلثوم کی طرف سے نسبت کی گئی۔ وہاں زید کو بھی
ام کلثوم بنت جرول سے خواہ ام کلثوم بنت عقبہ سے جو مادر زید و رقیہ
دونوں ہے منتزع کر کے حضرت ام کلثوم کیطرف منسوب کیا۔ حالانکہ
نہ اصل نکاح کا وجود ہے نہ زید و رقیہ کی ولادت کا جو محال محض ہے کمامر۔
ان اشتباہوں کے نظائر گو سابقاً مرقوم ہوئے۔ مگر دو نظیریں جدید اور
مذکور ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ اصابہ میں ہے برکۃ بنت النبی صلعم ذکرھا
بعض من جمع رجال العمدۃ للحافظ عبد الغنی فاورد فی اول الکتاب
شیئا من الترجمۃ النبویۃ ثم قال فولدت لہ خدیجۃ القاسم ثم
برکۃ ثم زینب ثم رقیۃ ثم فاطمۃ ثم ام کلثوم ثم قال و ذکر مثلہ
ابن سعد لکنہ لم یذکر برکۃ ص ۸۳ م بعد اوسکے فرماتے ہیں برکۃ بنت
النبی صلعم تقدمت فی القسم الثانی ثم ظہر لی انہ غلط نشاء عن
تحریف وذلک ان برکۃ مولاۃ النبی صلعم کانت تربی اولادہ من خدیجۃ
فلما ولدت القاسم خدمتہ برکۃ فکانہ کان فی الذی نقل منہ
ہذا المصنف کذلک فتحرفت علیہ الکلمۃ حتی ظنہا وشقیقۃ برکۃ
واللہ اعلم ص ۸۵ م۔ یعنی برکہ دختر نبی ہے جسکو ذکر کیا ہے بعض
جامعین رجال حافظ عبد الغنی نے کہ حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے قاسم
پھر برکۃ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن سعد
نے۔ ابن حجر کہتے ہیں میرے نزدیک ذکر برکۃ غلط ہے جسمیں تحریف ہوئی ہے
کیونکہ برکت خادمہ نبی صلعم تھی جو تربیت کرتی اولاد حضرت خدیجہ کی پس جب پیدا ہوئے
قاسم بن نبی صلعم تو یہی برکۃ اونکی خدمت کرتی۔ کیا عجب ہے کہ اسی کلمہ میں تحریف

نظایر اشتباہ

اشتباہ اہلسنت در اولاد خلیفہ دوم

ہوئی جو اوسنے یہ گمان کیا کہ برکتہ قاسم کی حقیقی بہن ہے —
لیجئے صاحب یہ تحقیق ہے محققین اہل سنت کی جو خادمہ کو خواہر حقیقی سمجھتے
ہین اور اس عمدگی سے کہ ترتیب ولادت بھی بیان کی۔ یہ تحقیقات خاص
رسول اللہ ص کے بیٹا بیٹی کے متعلق ہے —
اب دوسرا واقعہ خود خلیفہ دوم کے اولاد اور ازواج کا سنئے جنکی خاص یہ لوگ
امت ہین اوسی اصابہ مین ہے۔ جمیلہ بنت ثابت بن ابی افلح خواہر عاصم زوجہ
عمر ہے جسکی کنیت ام عاصم ہے اصل مین اوسکا نام عاصیہ تھا۔ رسول اللہ ص
نے جمیلہ نام رکھا۔ اس سے عمر کا عقد سنہ ۷ھ مین ہوا جس سے عاصم پیدا ہوا۔
بعدہ طلاق دیا عمر نے جس سے یزید بن حارثہ نے عقد کیا۔ اوس سے عبد الرحمن
بن یزید پیدا ہوا۔
دوسری روایت یہ ہے کہ زوجہ عمر عاصیہ نے جب اسلام قبول کیا تو عمر سے کہا یہ نام
میرا اچھا نہین دوسرا نام بدلدو عمر نے جمیلہ رکھا۔ اوسپر وہ غصہ ہوئی اور رسول
اللہ ص سے فرمائش کی حضرت نے بھی یہی نام تجویز کیا۔
تیسری روایت ابن ابی شیبہ سے یہ ہے کہ یہ لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام
عاصیہ تھا۔ رسول اللہ ص نے جمیلہ نام رکھا۔
چوتھی روایت یہ ہے کہ ایک لونڈی تھی خلیفہ کی جسکا نام عجمی تھا عمر نے اوسکا نام
جمیلہ رکھا۔ جسکی اوسنے شکایت رسول اللہ ص سے کی حضرت نے بھی یہی نام رکھا
الخ صفحہ ۵۰ اصابہ جز ۴
ان سب تحقیقات کے بعد سنئے کہ پھر ابن حجر اصابہ فرماتے ہین جمیلہ بنت عمر بن خطاب
نام اوسکا عاصیہ تھا جمیلہ رکھا گیا۔ ابن ابی شیبہ حماد سے روایت کرتے ہین کہ
عمر کی بیٹی عاصیہ تھی جسکا نام رسول اللہ ص نے جمیلہ رکھا۔ اسپر ابن اثیر نے
اعتراض کیا ہے کہ یہ قصہ عمر کی زوجہ کا ہے نہ اوسکی بیٹی کا۔ کیونکہ اسی اسناد سے
حماد نے روایت کی ہے کہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح ہے جسکا نام عاصیہ تھا
اور بعد اسلام جمیلہ رکھا گیا۔ ایسا ہی روایت کیا ہے۔ حالانکہ اسکو نقل کیا ہے

کتاب ابن مندہ سے جسمین یہ ہے کہ رسول اللہ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا
نہ اوسکو زوجہ عمر کہا ہے نہ اوسکی بیٹی۔ مگر اسکے قبل مرسل واصل بن ابی شیبہ
لکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زوجۂ عمر تھی۔ پس اوسکے نقل بالمعنے
کرنے مین یہ تصرف ہوا۔ ولا مانع ان یغیر اسم المرءۃ والبنت اور نہین مانع
ہے اس سے کہ عورت کا نام بدل جاے اور بنتیت بھی کہ کسکی بیٹی تھی صفحہ ۵۰۸
اصابہ ج ۴

پس جن محققین و محدثین اہلسنت کے تحقیقات عالیہ کا یہ درجہ ہو کہ لونڈی کو بیٹی
اور بیٹی کو جورو یا جورو کو بیٹی بنادین اور مسلسل روایت در روایت ہونے لگے۔ وہ بھی
کہان کہ خاص خلیفہ دوم کی اولاد و ازواج مین جسکی تحقیقات مین ابن حجر کو یہ
توجیہ کرنی پڑی کہ علانیہ کہدین عورتون کے نام اور بنتیت کے بدلجانے سے
کوئی مانع نہین۔ تو اونکی تحقیقات سے اس اشتباہ نام ام کلثوم وزیرکے
بارے مین کیونکر تعجب آسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ہر جز اس عقصہ کا اشتباہ
عملا پر ایسا جید گواہ ہے کہ دوسرے گواہونکی ضرورت بھی نہی۔ بالاتفاق
کل علما ام کلثوم مخطوبہ عمر کو سنہ ۱۷ھ مین چار یا پانچ برس کا سن بتاتے ہین جو بجز ام کلثوم
بنت ابوبکر کے کسی مین نہین پایا جاتا جس سے خطبہ کرنا عمر اور اوسکا انکار کرنا
یقینی ہے۔ چنانچہ کتاب المعارف مین یہی ہے واما ام کلثوم بنت ابی بکر
فخطبہا عمر بن الخطاب الی عائشۃ فاتفقت وکرہت ام کلثوم فاختالت
حتی امسک عنہا وتزوجہا طلحۃ بن عبید اللہ فولدت لہ زکریا و
عائشۃ ثم قتل عنہا فتزوجہا عبد الرحمن بن عبد اللہ بن ابی
ربیعۃ المخزومی صفحہ ۵۸ یعنی عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم بنت ابی بکر کا عائشہ سے
عائشہ نے اقرار کیا مگر ام کلثوم نے کراہت کی پس عائشہ نے حیلہ کرکے
عمر سے اوسکو بچالیا۔ بعدہ اوسکا عقد طلحہ سے ہوا۔ جس سے زکریا و
عائشہ پیدا ہوے بعد قتل طلحہ اوسکا عقد عبد الرحمن بن عبد اللہ بن
ابی ربیعہ مخزومی سے ہوا۔

اسیطرح بعد عمر عون بن جعفر سے عقد ہونا - جنکی وفات عہد عمر مین ہے بجنگ تستر اسیطرح زید و رقیہ کا پیدا ہونا اور سانحہ ام کلثوم و زید کا بعہد معاویہ مرنا - جسکو ہمنے خود اصابہ سے ظاہر کیا کہ زید ام کلثوم بنت جرول زوجۂ عمر سے پیدا ہوا - اور حضرت ام کلثوم بہ اتفاق فریقین معرکہ کربلا مین شریک تھین جو بعد معاویہ کا قصہ ہے -

بہرحال ہمنے علماے اہلسنت کے تحقیقات کی تصویر بھی کھینچ دی اور دو زید اور ایک رقیہ کے ماؤن کا نام ام کلثوم ہونا - اور زوجۂ عمر ہونا بھی ثابت کر دیا - اور زوجیت عمر مین رہنا بھی ثابت کر دیا - اب اسکے بعد اہل سنت کو اختیار ہے کہ راہ حق اختیار کرین یا از راہ کجروی اون علما کی پیروی کرین جو خلیفہ دوم کی زوجہ کو بیٹی اور بیٹی کو زوجہ بناتے ہین -

چونکہ تین پشت تک نسب نامہ خلیفہ کا سابقاً مرقوم ہوا - اور یہان اونکے دو پشت کی تحقیقات مین اوقات ضائع کرنی پڑی لہذا تیسری پشت کا حال بھی مختصر عرض کرتا ہون کہ خلیفہ دوم کی نسل کی بی بیان ہمیشہ اون مردون کے تحت مین رہین ہین جنپر زمانہ کا زمانہ لعنت کرتا ہے - چنانچہ ام سلمہ بنت ابوبکر بن عبید اللہ بن عمر کو زوجیت حجاج کا فخر ملا - اور ام مسکین بنت عاصم بن عمر پہلے بخواہہ یزید بن معویہ ہوئین اور یزید نے جب چھوڑا تو عبید اللہ بن زیاد کی جورو بنی جیسا کہ کتاب المعارف مین ہے صفحہ ۶۲ صدق اللہ الخبیثات للخبیثین - اہل سنت نے ایسے ہی واقعات کے محو کرنے کے لئے یہ ترکیبین نکالی ہین کہ خاندان رسالت مین اس قسم کے واقعات کا افترا کیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

نسل ثالث خلیفہ دوم

فائدہ دوم اس تحقیقات مین زبیر بن بکار کا نام چند جگہ آیا ہے جسکی تضعیف کنز مکتوم مین صفحہ ۱۰۷ لکھی ہوئی ہے کہ بتصریح سلیمانی منکر الحدیث اور واضعین حدیث سے ہے وہی موجد اول اس افترا و تہمت کا ہے جیسا کہ کلام جناب شیخ مفید اور شہر بن آسوب علیہم الرحمۃ سے مذکور ہوا بنا بر ان

فائدہ دوم حال زبیر بن بکار

کچھہ اور حال اسکی عداوت کا ساتھہ جناب امیر ع کے لکھتا ہون
تاریخ کامل مین ہے کہا احمد بن سلیمان بن ابی شیخ نے کہ زبیر
بن بکار علویون سے بھاگ کر وارد عراق ہوا۔ کیونکہ یہ زبیر اونلوگونکو
برا بھلا کہتا گالی دیتا تھا جبپر اونہون نے دھمکایا تھا کہ تجھے
قتل کرینگے۔ اسنے اپنے چچا مصعب بن عبد اللہ بن زبیر سے کہا
کہ میرا حال معتصم باللہ خلیفہ تک پہونچاؤ۔ جب دیکھا کہ اوسکا چچا ادہر
توجہ نہین کرتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے اوسکے حال سے اور ملامت کرتا
ہے۔ تو احمد بن سلیمان سے شکایت کی اور کہا کہ چچا کو راضی کردو میرے
بارہ مین۔ احمد نے اوسکے چچا سے شکایت کی کہ کیون زبیر بن بکار
کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ اوسکے چچا نے کہا کہ زبیر مین جہالت
ہے اور شرارت۔ تم اوسکو سمجھاؤ۔ کہ علویون کو راضی و خوشنود
کرے اور اونکے رنج و کدورت کو زائل کرے۔ کیا تمنے مامونکو نہین
دیکھا کسطرح اون لوگون سے ملائمت کرتا اور درگذر کرتا اور کسقدر
مائل تھا اونکی طرف۔ واللہ یہ امیر المومنین (معتصم باللہ) اس بارہ مین
مامون کا مساوی ہے یا اوس سے بھی زیادہ۔ کسطرح مین علویونکی
برائی اسکے سامنے نہین بیان کرسکتا۔ تم بھی زبیر کو سمجھاؤ کہ علویونکے
ہجو و مذمت سے باز آئے ص ۱۷۹ ج ۶ کامل۔
یہ زبیر بن بکار اولاد سے ہین حضرت زبیر کے جو جنگ جمل مین سپہ سالار لشکر بی بی عائشہ تھے اونکے بیٹے ہیں کے
فرزند عبد اللہ سے نے حضرت محمد بن حنفیہ و ابن عباس کو مکہ مین
قریب چاہ زمزم غار مین بند کیا تھا۔ لکڑیان جمع کی تھین کہ آگ لگاکر
ان حضرات کو جلا دین۔ اس عبد اللہ نے ۴۰ روز تک خود رسول اللہ
پر صلوۃ و سلام بھیجنا ترک کردیا تھا باین خیال کہ اس سے محمد بن حنفیہ
و ابن عباس کو ایک طرح کی مسرت ہوتی ہے بلکہ ایکدفعہ ابن زبیر نے کہا
کہ ہم چالیس برس سے تم اہل بیت کی عداوت کو اپنے دلمین چھپائے ہین

جہالت و شرارت زبیر بن بکار

ص۱۶۳ ج۲ کامل مروج الذہب مسعودی۔
اسی زبیر کے اولاد سے یہ زبیر بن بکار ہے جسکو جناب امیرؑ اور سادات علویین سے ایسی عداوت تھی کہ علانیہ گالیان دیتا تھا۔ اوسی زبیر بن بکار کے بیان پر یہ سب افترا پردازیان کیجاتی ہین۔ جو ایسا دشمن ہو۔ اوسکو اپنی کتاب مین افترا پردازی مین کب تامل ہوگا۔

فائدہ سوم اثنائے تحریر مین کچھ نسب نامہ خلفا کا بھی تذکرہ آیا ہے اوسکے متعلق ایک جدید فائدہ یہان گذارش کرتا ہون اصابہ مین ہے کہ امیہ بنت عفان۔ عثمان خلیفہ کی بہن زمانہ جاہلیت مین مشاطہ تھی جسکا نکاح حکم بن کیسان بن مخزومہ سے ہوا تھا ص۲۶ ج۴۔ اور یہ حکم خلیفہ سوم کا بہنوئی حجام تھا جیسا کہ اصابہ مین ہے ص۱۲ ج اول تزوج الحکم بن کیسان مولی بنی مخزومی وکان حجاما امیۃ بنت عفان اخت عثمان وکانت مشاطۃ۔ واقعا عجب جوڑا ہے کہ حکم غلام زادہ بنی مخزوم جو ذات کا حجام تھا۔ خلیفہ سوم کا بہنوئی بنا۔ جنکی بہن مشاطہ تھی۔ میان حجام۔ بی بی مشاطہ کیا تماشا ہے۔ اسی واقعہ سے آپ حضرات خلیفہ سوم کے شرافت خاندانی کو خیال کرسکتے ہین زیادہ کی ضرورت نہین ہے۔ خلیفہ دوم کا دلال ہونا۔ قاموس مین مذکور ہے۔ تیسرے پیشوا اہل سنت کو لیے ہین ابو بکر کا بزازہ ابتک مکہ مین موجود صاحب کی تازہ شرافت اب معلوم ہوئی! افسوس!

فائدہ چہارم۔ مامون صاحب نے دو ایک مقام پر متعہ کے متعلق گل افشانی کی ہے بوجہ خارج از مبحث ہونیکے شاید اوسکا جواب نہین دیا گیا ہے۔ ایک تازہ واقعہ اوسکے متعلق گذارش ہے اصابہ مین ہے سلمی غیر منسوب تھے مولاۃ حکیم بن امیہ بن الاوقص الاسلمی ذکر ہشام بن الکلبی فی کتاب المثالب ان سلمۃ بن امیۃ بن خلف استمتع منہا فولدت لہ فجحد ولدہا فبلغ ذلک عمر فنہی عن المتعۃ ص۱۹۲ ج۴

فائدہ سوم بعض حال نسب خلفا

حجام و مشاطہ

فائدہ چہارم متعہ

یعنی سلمی مولاۃ حکیم بن امیہ سے متعہ کیا تھا سلمہ بن امیہ نے جس سے
ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سلمہ نے اوس سے انکار کیا۔ اسکی خبر عمر کو پہونچی
اس وجہ سے عمر نے ممانعت کردی متعہ سے۔

لیجئے صاحب یہ صحابہ و صحابیہ کا جوڑا ہے جو متعہ کی بدولت صاحب
اولاد ہوئے اور اوسکو خلیفہ وقت نے ناجایز قرار دیا

فائدہ پنجم حکومت بر جنات

فائدہ پنجم روایت حنیفیہ کے متعلق کافی تحقیقات کرچکا ہون اور جناب
امیر کی حکومت بر جنات اور اونکے قتل وغیرہ کا حوالہ شواہد النبوۃ ملا
جامی پر دیا گیا ہے۔ اوسکی عبارت بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے۔

و از آنجملہ آنست کہ ابن عباس رض گفتہ است کہ چون رسول اللہ صلعم
در روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ شدند و ہیچ جا آب نبود رسول
اللہ صلعم در جحفہ فرود آمد پس گفت کیست کہ تا جمعی از مسلمانان بفلان چاہ رود و
مشکہا ببرند و از آنچاہ پر آب کنند و بیارند کہ رسول خدا صلعم ضامن
میشود ویرا بہ بہشت مردے برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویرا با جمعے سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رض
گوید کہ من با ایشان بودم چون بہ نزدیک آنچاہ رسیدیم آنجا درختان
بودند از آن درختان آوازہا شنیدیم و حرکات بسیار دیدیم ترسی بسیار برما
مستولے شد نتوانستیم کہ از آن درختان بگذریم بہ پیش رسول اللہ صلعم
باز گشتیم فرمود کہ آن جماعتے از جن بودہ اند کہ شمارا ترسانیدہ اند اگر شما
میرسید چنانکہ شمارا فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمیرسید دیگرے چون
اینرا بشنید برخاست کہ من بروم یا رسول اللہ صلعم وے نیز با آنجماعت
سقایان برفت ایشانرا نیز ہمان حال پیش آمد بہ پیش رسول اللہ صلعم
باز گشتند رسول اللہ صلعم بایشان گفت اگر ہمچنانکہ شمارا گفتہ بودم میرفتید ہیچ
گروہے بشما نمیرسید شب در رسید و تشنگی بر اصحاب غلبہ کرد رسول اللہ صلعم
علی ع را طلب کرد و فرمود کہ با آنجماعت سقایان بروید و از آنچاہ آب بیارید
سلمۃ بن الاکوع رض گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بر دوش و شمشیرہا در دست

و علی ع در پیش ما میرفت و این رجز با خود می گفت

اعوذ بالرحمن ان امیلا　　عن عزف جن اظهرت تهویلا

واوقدت نیرانها تغویلا　　وقرعت مع عزفها الطبولا

تا رسیدیم بآن محل که آن آوازها و حرکتها پیدا آمد و هول بر ما مستو
شد با خود میگفتیم که علی نیز چون آن دو کس باز خواهد گشت و
روی بما کرد و گفت قدم بر قدم من نهید و از آنچه به بینید مترسید که
بشما نخواهد رسید - چون بمیان درختان در آمدیم آتشهای
عظیم افروختن گرفت بی آنکه هیمه باشد و سرهای بریده بی بد
پیدا آمد و آوازهای هولناکی کردند چنانکه هوش از ما برفت
امیر المومنین علی ع بر آن سرها می گذشت و می گفت که در عقب من بیا
و از چپ و راست منگرید که هیچ باکی نیست در عقب وی میرفتیم تا با
رسیدیم یکدلو داشتیم براء بن مالک یکدلو یا دو دلو آب کشید ر
بشکست و دلو در چاه افتاد و از تک چاه آواز خنده و قهقهه برآمد امیر المو
علی ع گفت کیست که برود و از لشکر ما دلو بیارد و اصحاب گفتند هیچکس را طاقت
نیست که از آن درختان بگذرد امیر المومنین علی ع میزر میان ببست و بچاه
آمد آواز خنده و قهقهه که می آمد زیادت شد چون بمیان چاه رسید پای و
بلغزید و بیفتاد و غلغله و ولوله عظیم از چاه برآمد و آوازی چنانچه کسی
خناق کرده باشند می آمد ناگاه امیر المومنین علی ع ندا کرد که الله اکبر
اکبر انا عبد الله واخو رسول الله مشکها را فرو گذارید همه مشکها
آب کرد و سرها به بست و یکیک را بالا آورد بعد از آن وی دو مشک بر
و ما هر یک یک مشک برداشتیم چون بآن درختان رسیدیم از آنچه دیده و ش
بودیم هیچ واقع نبود چون نزدیک آمدیم که از درختان بگذریم آوا
سهمگین نشنیدیم که هاتفی در نعت رسول الله ص و منقبت علی ع ابیات
خواندن گرفت و علی ع در پیش ما میرفت و رجز میگفت تا پیش رسول
رسیدیم علی ع قصه را بتمام پیش رسول الله ص حکایت کرد رسول الله ص

کہ آن ہاتف عبداللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بکشت ص۲۰۶
دوسرا قصہ طولانی جنگ جنات کا اصابہ ابن حجر عسقلانی مین ہے جنکے بے تعصب
و تحقیق پر اہلسنت کو ناز ہے بذیل ذکر عرفطہ بن شمراخ جنی قبیلہ بنی نجاح سے
کہ خدمت رسول مین حاضر ہو کر بعد سلام عرض کیا یا حضرت آپ کسیکو میرے
ساتھہ کر دیجئے۔ جو میری قوم کی دعوت کرے طرف اسلام کے
حضرت نے جناب امیرؑ کو اور سلمان فارسی کو ایک اونٹ پر سوار کرکے
اوسکے ساتھہ روانہ کیا۔ جناب امیرؑ کی ہدایت اور دعا سے بہت سے جنات
اسلام لائے۔ اور بہت سے ہلاک ہوئے۔ اور عرفطہ جنی صحیح و سالم
جناب امیرؑ کو خدمت مین رسول اللہ کے پہونچا گیا۔ حدیث طولانی ہے
خود ابن حجر نے بھی مختصر کرکے لکھا ہے ص۱۱۳۳ ج۲ اصابہ۔
فائدہ ششم اب اس خاتمہ کو مین اس بیان پر ختم کرتا ہون کہ دختران
جناب امیرؑ کے تھین۔ اور کس کس سے اونکا عقد ہوا۔ تاریخ خمیس مین ہے
کہ تعداد دختران جناب امیرؑ مین اختلاف ہے بعض ۱۶۔ بعض ۱۷۔
بعض ۱۸۔ بعض ۱۹ کہتے ہین
(۱) حضرت زینب کبریٰ کا عقد عبداللہ بن جعفر سے ہوا جن سے علی و عون
پیدا ہوئے۔ روایت ابن شہاب۔
(۲) رقیہ (جنکی کنیت شاید) ام الحسن ہے۔ انکا عقد جعدہ بن ہبیرہ سے
ہوا۔ جو بھانجے تھے جناب امیرؑ کے از بطن ام ہانی بنت ابی طالب۔
(۳) رملہ کبریٰ جنکی ماں ام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔ انکا عقد
عبداللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا۔
(۴) ام ہانی انکا عقد عبدالرحمن بن عقیل سے ہوا۔
(۵) میمونہ انکا عقد عبداللہ اکبر بن عقیل سے ہوا۔
(۶) زینب صغریٰ انکا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔
(۷ و ۸) رملہ صغریٰ و ام کلثوم صغریٰ کا عقد عبداللہ اصغر بن عقیل سے ہوا
(۹) فاطمہ کا عقد ابو الہیاج عبداللہ سے ہوا۔ جو اولاد حارث بن عبدالمطلب سے تھے۔

(۱۰) خدیجہ (۱۱) ام کرام (۱۲) ام سلمہ (۱۳) ام جعفر (۱۴) جمانہ
انکا عقد صہیب بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا ص ۳۱۹ ج ۲
اور المعارف مین ہے کہ رقیہ کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا جس سے
عبد اللہ و علی پیدا ہوے اور زینب صغرے کا عقد محمد بن عقیل سے
اور میمونہ کا عقد عبد اللہ بن عقیل سے اور خدیجہ کا عقد عبد الرحمن بن عقیل سے
نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جناب امیرؑ کے ۱۶ یا ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ لڑکیون کا
عقد اپنے ہی خاندان مین خود عقیل و عباس چچا کے اولاد سے ہو
چنانچہ المعارف مین ہے وکان سائر بنات علی عند ولد عقیل
و ولد العباس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جعدۃ بن
ہبیرۃ المخزومی وخلا فاطمۃ فانہا کانت عند سعید بن
الاسود من بنی الحارث بن اسد ص ۷ یعنی کل بیٹیان حضرت علیؑ
کی اولاد عقیل و عباس سے منسوب تھین بہ استثناء ام الحسن جنکا
عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا۔ اور فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے ہوا
جو بنی اسد سے تھے۔ جعدہ کو تو سب جانتے ہین کہ جناب امیرؑ کے بھانجے
تھے۔ جنکی ماں حضرت ام ہانی تھین مگر فاطمہ کا عقد جو سعید بن اسود سے
بیان ہوا غلط ہے کیونکہ بقول صاحب خمیس انکا عقد اسود سے ہوا
تھا۔ جو اولاد حارث بن عبد المطلب سے تھے۔ بہر حال اس تحریر سے
چند باتین نمایان ہوئین۔

ایک یہ کہ حضرت نے اپنی کسی صاحبزادی کو غیر خاندان مین نہین بیاہا جس سے
معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو سادات مین جاری ہے کہ غیر سید یا خلاف
خاندان کسیکو بیٹی اپنی بہلین دیتے۔ نہایت مناسب اور موافق
فعل امام ہے اور اگر کتب تواریخ و رجال مین زیادہ تفحص کیا جاے۔ تو
انشاء اللہ تمامی بنی ہاشم کا یہ دستور قدیم الایام سے آجتک ثابت
ہوگا۔

دوسری اسی عبارت سے دعواے عقد عمر بھی باطل ہوا۔ کیونکہ استثنا مین۔

دو ہی آدمی کا نام لیا گیا ہے جعدہ اور اسود تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعوے عقد عمر محض غلط ہے یا بربنیاد اشتباہ رواۃ ہے۔

تیسرے یہ کہ ان اسامی گرامی مین کسیکی نسبت عقد ثانی کا بھی دعویٰ نہین ہوا ہے حالانکہ چھ فرزند عقیل جوانی مین کربلا مین شہید ہوئے۔

چوتھے جب حضرت ام کلثوم صغریٰ کا عقد محمد بن عقیل سے ہوا۔ تو بعض احباب کا یہ احتمال بھی غلط ہوا کہ جو کثرت روایات موضوعہ اہلسنت سے اسکے قائل ہوے کہ ام کلثوم صغرے کا عقد عمر بن خطاب سے ہوا جبکو نہ شیعہ قبول کرتے ہین نہ اہل سنت۔

بہرحال جب باتفاق اہل سنت کل دختران جناب امیر کا عقد اپنی ہی خاندان مین اولاد جعفر و عقیل و ابن عباس سے ہوا۔ اور کسی دوسرے نسل سے آمیزش نہین ہوئی جو خلفائے ثلثہ کی اولاد سے بھی دکور اً خواہ اناثاً اس قسم کا توسل ہوا۔ تو پھر وہ کونسی مصیبت تھی جو جناب امیر نے عیاذاً باللہ عقد خلیفہ ثانی کو اپنی دختر سے قبول کیا کیا خلیفہ ایسے ظالم تھے کہ حضرت کو مجبور کرتے یا حضرت اسد اللہ ہو کر ایسے عاجز تھے کہ اس ننگ کو قبول کرتے۔ لا و اللہ۔ لا و اللہ۔ ہرگز ہرگز یہ دعویٰ اہلسنت کا کسیطرح درست نہین محض غلط ہے افترا ہے تہمت ہے۔ یا بسبب اشتراک نام انلوگونکو اشتباہ ہوا کہ ایک ام کلثوم کے انکار اور تین یا چار ام کلثوم کی زوجیت اور مادر زید ہونیکو ملا جلا کر اس اس سیدہ مظلومہ بنت جناب امیر کی طرف منسوب کیا ؎ اِنْ کُنْتَ لَاتَدْرِیْ فَتِلْکَ مصیبۃ + وَاِنْ کُنْتَ تَدْرِیْ فَالْمُصِیْبَۃُ اَعْظَمُ + حالانکہ عقد اوس مظلومہ کا اپنے چچا جعفر کے بیٹے محمد سے ہوا تھا۔ جمبر اصابہ۔ اسد الغابہ۔ معارف۔ خمیس۔ سبائک الذہب وغیرہ سب گواہ ہین۔ اور اوسیوقت جسوقت جناب زینب کا عبد اللہ بن جعفر سے عقد ہوا۔ کیونکہ جسطرح دو نو بہنین ہمسن تھین ویسا ہی عبد اللہ و محمد بن جعفر بھی ہمسن تھے اور جبتک وہ مظلومہ رہین اوسی عقد واحد محمد بن جعفر مین رہین۔ نہ دوسرا عقد ہوا نہ تیسرا۔ محمد بن جعفر کو گو اہلسنت کہتے ہین کہ جنگ تستر مین بعہد عمر شہید ہوے۔ جس سے بھی وہ بیان کہ عمر سے عقد ہوا تب محمد بن جعفر سے غلط ہوتا ہے۔ مگر متعدد ثبوت اسکے موجود ہین کہ محمد بن جعفر جنگ صفین مین جناب امیر کے ساتھ شریک تھے۔ چنانچہ اصابہ مین ہے کہ محمد بن جعفر

برادر عبد اللہ و عون فرزندان جعفر بن ابیطالب اول شخص ہین جو اسلام مین مسمے بمحمد ہوے مہاجرین نے - پیدائش انکی حبشہ مین ہے - کنیت انکی ابو القاسم ہے انکا عقد ہوا تھا ام کلثوم بنت علی سے بعد عمر - شہادت انکی تستر مین ہے اور کہا گیا ہے کہ شریک صفین تھے علی کے ساتھ اور دارقطنی نے کہا ہے باہم جنگ کیا محمد بن جعفر و عبید اللہ بن عمر نے صفین مین ایک دوسرے کو مار ڈالا - مرزبانی نے معجم شعراء مین لکھا ہے کہ وہ اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر مین مخفی ہوئے تھے جب محمد بن ابی بکر قتل ہوے تو محمد بن جعفر مخفی ہو گئے جسکی ایک شخص نے جو عک سے تھا پھر غافق سے مخبری کی تب وہ بھاگ کر فلسطین چلے گئے اور اپنے ماموں کے پاس پناہ لی جسنے انکو بچایا معویہ سے اور اونہوں نے اس مادہ مین شعر بھی کہا ہے یہ قول محقق ہے جو رد کرتا ہے واقدی کے اس قول کو کہ جنگ تستر مین شہید ہوئے صہ ٥٣٣ ج ٣

عمر کا جو نام یہان لیا گیا ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ عدالتی گواہ تعلیمی فقرہ یاد کر لیتے ہین اگرچہ روایت منقولہ اصابہ مین عقد ثانی یا ثالث عون بن جعفر کے ساتھ بھی مذکور ہے مگر جہان عون کا حال لکھا ہے وہان اسکو نہین لکھا ہے - اور بجز اون روایتون کے جو نام ام کلثوم سے متعلق ہین اور جنمین عقد عمر کا تذکرہ ہے کہین اس دعویٰ کا وجود نہین -

محمد بن جعفر کی فضیلت مین حدیث صحیح بھی وارد ہے جیسا کہ اصابہ مین ہے عبد اللہ بن جعفر سے کہ جب قتل ہوئے جعفر طیار تو حضرت نے ہملوگونکا سر منڈوایا اور کہا کہ محمد شبیہ ہین میرے عم ابو طالب کے اور عون شبیہ ہین میرے خلق و خلق مین بعدہ میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللھم اخلف جعفرا فی اھلہ و بارک لعبد اللہ فی صفقۃ یمینہ وھذا اسناد صحیح صہ ٩٦ ج ٣ اور روایات شیعہ مین ہے کہ حضرت نے عبد اللہ و محمد فرزندان جعفر اور زینب و ام کلثوم دختران جناب امیر کو دیکھکر فرمایا بناتنا لبنینا یعنی میری بیٹیان میرے فرزندو نکے لئے ہین -

بہر حال یہانتک تو آپ نے اختلافات اہل سنت درباره وفات محمد بن جعفر ملاحظہ کیا اب لطفے بران مزید بھی ملاحظہ ہو کہ پھر یہان محققین اہلسنت کو اشتباہ ہوا ہے چنانچہ اوسی اصابہ مین ہے کہ ام القاسم بنت ذو الجناحین جعفر بن ابیطالب جب بعد وفات حمزہ بیوہ ہوئین تو ابو بکر بن عبد الرحمن اور قاسم بن محمد و عبد الرحمن و مجمع فرزندان یزید کہتے ہین کہ دو قریش سے تھے دو انصار سے انلوگون سے کہا مین بیوہ ہوئی ہون جیسا کہ تمکو معلوم ہے

اشتباہ محققین اہلسنت

اگر کوئی میرے اولیا سے میرا کسی سے نکاح کرے بلا مرضی میرے تو وہ باطل ہے
تملوگ گواہ رہو۔ ابن حجر کہتے ہین کہ اصلیت اسکی یہ ہے کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن
جعفر کی کنیت ام قاسم تھی اوسیکی نسبت جعفر بن ابیطالب کی طرف کی گئی کیونکہ بن بکار
نے فرزندان جعفر مین کسی بیٹی کا ذکر نہین کیا ہے جسکا نام ام قاسم ہو اور اولاد عبداللہ
بن جعفر مین لکھا ہے کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر کا عقد حمزہ بن عبداللہ بن جعفر
بن محمد سے ہوا تھا۔ اور معویہ نے اسی ام کلثوم کا خطبہ کیا تھا اپنی بیٹی یزید کے لئے
اسنے جناب امام حسین کو اختیار دیا۔ حضرت نے اوسکا عقد قاسم بن محمد بن جعفر سے
کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئی اور اس فاطمہ کا عقد حمزہ بن عبداللہ سے ہوا صفحہ ۹۲۱
ج ۴ اصابہ — دیکھیے محدثین اہلسنت کی تحقیق کہ فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر کو جو
مکناۃ بہ ام قاسم تھی دختر جعفر طیار قرار دیکر صحابیہ قرار دیا جسکی تحقیق ابن حجر نے کی
مگر خود ابن حجر کو بھی یہان چند اشتباہ ہوئے۔ **اول** یہ کہ فاطمہ بنت قاسم کو
لکھا کہ كانت تحت حمزة بن عبد الله بن جعفر بن محمد جو غلط ہے حمزہ بن
عبداللہ بن جعفر لکھنا چاہیے۔ **دوسرے** کہا معوية خطب ام كلثوم
هذه لابنه يزيد حالانکہ کہین اسمین ام کلثوم کا نام نہین **تیسرے**
کہا فولدت له فاطمة فتزوجها حمزة بن عبد الله بن زبير حالانکہ
پہلے کہہ چکے ہین ان فاطمہ کا عقد حمزہ بن عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ اب حمزہ
بن عبداللہ بن زبیر بنا دیا ان اغلاط کی تصحیح معارف ابن قتیبہ سے یون ہے
کہ فرماتے ہین۔ محمد بن جعفر کے اولاد قاسم و طلحہ ہین اور طلحہ کی بیٹی فاطمہ ہے
جسکی مان ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر ہے (یعنی طلحہ بن محمد کا عقد
ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر سے ہوا جس سے فاطمہ پیدا ہوئی) صفحہ ۶۸
غرضکہ کوئی ان اہل سنت کی غلط بیانیون مین غور کرے کہ کتنے کتنے
اشتباہ انکو ہوئے ہین۔ اور کسکو کسکی بیٹی کسکی زوجہ بنایا ہے
محمد بن جعفر کی دو اولادین بیان ہوئی ہین۔ مگر کسی نے یہ نہ لکھا کہ ان
اولادونکی مان کون تھین۔ حالانکہ تمامی مورخین کا اسپر اجماع ہے
کہ محمد بن جعفر کا عقد حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر ع سے ہوا تھا

اور دوسرے عقد کا کوئی قائل نہین جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ اولادین اوسی معظمہ سے تھین - جسکا قرینہ یہ بھی موجود ہے کہ فرزند محمد کا عقد ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر سے ہوا - مگر چونکہ سند اس دعوے کی ابھی تک میری نظر سے نہین گذری کچھہ نہین کہہ سکتا -

حضرت ام کلثوم کی وفات کی تاریخ بھی ابھی تک محقق نہین ہوئی - ابن قتیبہ قائل ہین کہ بعد محمد بن جعفر عون بن جعفر سے انکا عقد ہوا - اور اونہین کی زوجیت مین حضرت ام کلثوم نے وفات کی اور وفات عون بن جعفر جنگ تستر مین ہے بعہد عمر جیسا کہ اصابہ مین ہے ص۸۶ ج ۳ - اور دوسرے حضرات مثل صاحب تاریخ خمیس و اصابہ وغیرہ قائل ہین کہ انہوں نے بعد عبد اللہ بن جعفر وفات کیا یا اونکے قبل اور اونکی وفات ۸۰ھ مین ہے یا ۹۰ھ مین جیسا کہ اصابہ و معارف وغیرہ مین ہے

مگر قول محقق ان سب اختلافوں مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام کلثوم کا عقد صرف محمد بن جعفر سے ہوا - اور محمد بن جعفر معرکہ کربلا مین شہید ہوئے اور حضرت ام کلثوم اس حادثہ کے بعد زندہ رہین مصائب کربلا و کوفہ و شام جھیلنے کے بعد اپنے خواہر حضرت زینب کے ساتھہ رہین - اور قبل یا بعد عبد اللہ بن جعفر اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئین و ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام و الصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ الغر الکرام

کتبہ العبد الآثم السید غلام حسن
ابن السید غلام رضا المرحوم
البلگرامی الاروی حشرہما اللہ مع
اہل بیت النبی ص ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۲

ان کتابونکو ضرور ملاحظہ کیجیے

ذیل کی کتابین جناب فخر الحکما مولانا سید علی اظہر صاحب قبلہ دام فیضہ کے تصنیفات سے ہین - یہ قابل دید کتابین ہین - انکو ضرور خرید کیجیے -

ذو الفقار حیدر جلد اول .... عصہ

" " جلد دوم .... عصہ

" " جلد سوم عصہ/۳

تشفی اہل سنت و خوارج عصہ/۶

کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم .... عصہ

بصرۃ السائل ۸/

دفع الوثوق ۱۰/

المشتہر محمد عسکری - بازار بہندی - ضلع سارن -

اصلاح

یہ ماہواری رسالہ شہر پٹنہ محلہ گذری - مطبع صبح صادق سے شائع ہوتا ہے - اسکی سالانہ قیمت صرف (عہ) ہے - آپکے دلمین جوش اسلامی ہوگا تو ضرور اسکو ملاحظہ کیجیےگا - یہ رسالہ شیعہ سنی کے اختلافات سے پاک ہے -

عرض ضروری

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ زبان اردو مین کتنی کتابین علم کلام مین تصنیف ہوئین اور شائع بھی ہوئین

مگر عوام و خواص کا اس پر اتفاق ہے کہ تصنیفات جناب مولانا الحکیم السید علی الحائری [illegible] کو سب پر تفوق ہے

زبان کی صفائی - تہذیب متانت صحت سند حوالہ صفحہ مطبع جدید تحقیقات کثرت معلومات خوبی بیان طرز

نہین کتابونکا حصہ ہے کہ بعد ہی سے دوبارہ چھپنے کی نوبت آتی ہے اور آئیگی - ان کتابونمین ذوالفقار

حیدری نے جو شہرت پائی ہے وہ کسی کتاب کو بھی نصیب نہین جلد اول و دوم و سوم تو چھپ چکی -

اب چوتھی جلد کی نوبت ہے - جسمین بھی اوسی حدیث سے بحث ہے - جسکی بحث جلد دوم و سوم

مین ہو چکی - خلفا کے احداث و بدعات مسائل طہارت سے تا بہ دیات اسطرح لکھے گئے ہین

کہ آجتک متقدمین کی کتابین بھی ان بحثونمین خاموش ہین - اور ہر جلدین بھی اسطرح علیحدہ

ہین کہ باہمہ و بے ہمہ باقی جلدونکے مطالب مختصراً گذارش ہوتے ہین کہ شائقین خریداری پر آمادہ ہون

جلد پنجم حدوث مذہب شیعہ کا جواب جسمین تحفہ کے اول باب کا جواب ہے -

جلد ششم شیعونکا متمسک بثقلین ہونا اور اہل سنت کا مخالف ثقلین ہونا -

جلد ہفتم جسکا حجم ۸۰ جز ہے تخمیناً عقد حضرت ام کلثوم [illegible] مکتوم شائع ہو چکا -

جلد ہشتم توراۃ انجیل زبور قرآن سے وجود حضرات الائمہ اور بقا اونکا بالغرض [illegible] محدثین و مورخین [illegible] اہل سنت سے

جلد نہم و دہم مین اہلسنت کے اون اعتراضونکا جواب ہے جو امام زمان کے بارے مین قدیم الایام سے لکھے ہین -

اور بہت سے فوائد ہین جنکا احصا محال ہے - دس جلدونکی یکجائی قیمت [illegible]

المشتہر سید محمد عسکری بازار بندی کھجوہ ضلع سارن

وَصِحَابُ التَّمَامِ مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ

از تصانیف علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامہ
مرغم اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ وجادۃ السلامۃ ذو السیف
الشاہر والنفس الطاہر والمجد الباہر والکمال الظاہر الطبیب الحاذق
الماہر صاحب الشر الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ابن العلامۃ الفقیہ
البارع المؤتمن مولانا السید حسن ادام اللہ معالیہما وبارک فی ایامہما ولیالیہما

موسوم بہ

سیف اللہ الاکبر یا بذوالفقار حیدر

معروف

اسکات اللئام یا منتہی الکلام

حصہ دوم

مع رسالہ ارغام اللئیم والجام القسیم برحاشیہ

در مطبع خادم التعلیم پریس واقع لاہور مطبوع گردید